الٰہی آشنائے نام خود گرداں زبانم را
زبسم اللہ زینت بخش دیوانِ بیانم را

یازدہ گلفشاں خطاباتِ پیر بخاری

مرتبہ و مؤلفہ
پیر طریقت، رہبر شریعت
حاجی پیر سید محمد ذوالفقار علی شاہ بخاری مدظلہ
مقرر، مصنف، شاعرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

پیر طریقت رہبر شریعت

حاجی

پیر سید محمد ذوالفقار علی شاہ بخاری مدظلہ

سجادہ نشین

دربار عالیہ حضرت پیر سید محمد شریف شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ

و بانی جامع مسجد جمال مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالمقابل گلی نمبر ۴

کوٹ خادم علی شاہ تحصیل و ضلع ساہیوال

0301 4768003

الٰہی آشنائے نام خود گرداں زبانم را
ز بسم اللہ زینت بخش دیوانِ بیانم را

یازدہ گلفشاں خطاباتِ پیر بُخاری

مرتبہ و مؤلفہ

پیر طریقت رہبر شریعت حاجی
پیر سید محمد ذوالفقار علی شاہ بخاری مدظلہ
مقرر مصنف شاعرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

درود تاج

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ دَافِعِ الْبَلَآءِ وَ الْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ اِسْمُہٗ مَکْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ سَیِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ جِسْمُہٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَھَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِی الْبَیْتِ وَالْحَرَمِ شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی صَدْرِ الْعُلٰی نُوْرِ الْھُدٰی کَھْفِ الْوَرٰی مِصْبَاحِ الظُّلَمِ جَمِیْلِ الشِّیَمِ شَفِیْعِ الْاُمَمِ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاللّٰہُ عَاصِمُہٗ وَجِبْرِیْلُ خَادِمُہٗ وَالْبُرَاقُ مَرْکَبُہٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُہٗ وَسِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی مَقَامُہٗ وَقَابَ قَوْسَیْنِ مَطْلُوْبُہٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُہٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُہٗ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ رَاحَۃِ الْعَاشِقِیْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ شَمْسِ الْعَارِفِیْنَ سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِیْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْغُرَبَآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَالْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَی الثَّقَلَیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ یَا اَیُّھَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اکبر
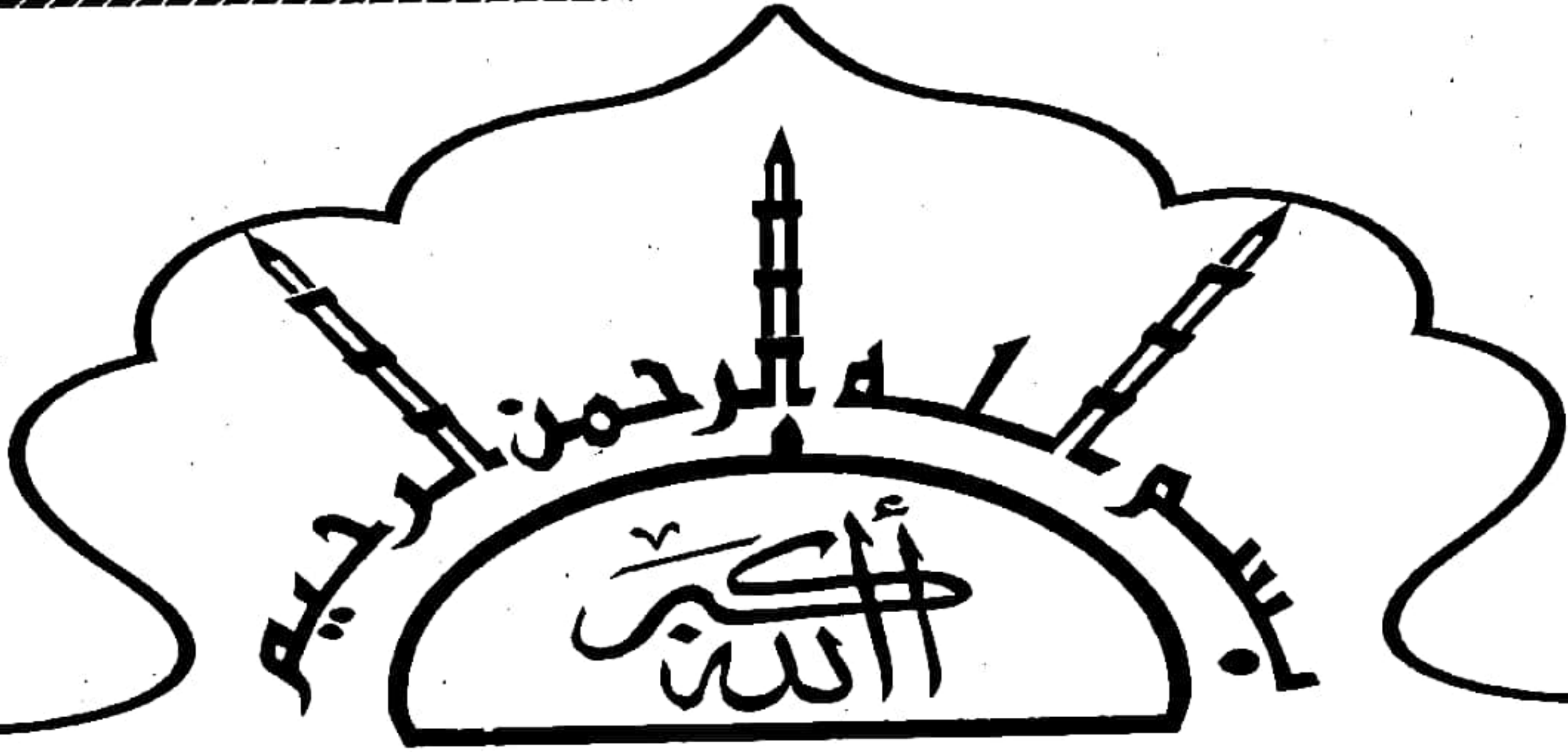
نام کتاب

یازدہ گلفشاں خطابات پیر بُخاری

مصنف

حاجی پیر سید محمد ذوالفقار علی شاہ بُخاری (مدظلہ العالی)

کل صفحات

180

تاریخ اشاعت

دسمبر 2019

کمپوزنگ

محمد صدیق فریدی
0306-4900661

پرنٹر

یاسر پرنٹرز لاہور

حُسنِ ترتیب

انتساب

والدین بزرگوارم

بزرگانِ دین، علمائے کرام اور

میرے سکول و کالج کے اساتذہ عظام

کے نام

نگارشِ اولیں

یا اللہ ربّ العزت کریم و کار ساز مالک کون و مکاں پاک پروردگار
میری انتہائے نگارش یہی ہے تیرے نام سے ابتداء کر رہا ہوں

بندۂ حقیر و مسکین کم علم کب اس قابل تھا کہ کوئی علمی بات بیان کرسکتا۔ یہ سب فضل و کرم اور کرشمہ ہے اُس ذات باری کا جس کے پاک نام سے ابتداء کی ہے۔ جس خلّاقِ عالم نے پیدا فرمایا۔ زندگی بخشی۔ ثناء بیان کرنے والی زبان دی اور اُس حکیم نے زبان پر اپنی حمد کو جاری فرمایا۔ اور یہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی محبت اور بے پایاں رحمت کا کمال ہے جس کے طفیل صدقے اور وسیلے و توسل سے صفت و ثناخوانی کے قابل ہوسکا۔ یہاں بیان کرتا چلوں کہ بندہ نے نہ کسی دینی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی ہے نہ کسی عالم کا شاگرد ہوا۔ فقط یہ دین سے لگن۔ کتب بینی کا شوق و ذوق اور حصول علم کی تڑپ تھی کہ علم سے مستفید ہونے کے بعد جو تھوڑا بہت علم پلّے (دامن) میں آیا اُسے بانٹنے کا موقع بھی ہاتھ آیا۔ والدِ گرامی حضرت پیر سید محمد شریف شاہ بُخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت، محبت اور نظرِ عنایت اور والدۂ محترمہ سیدہ سرور سلطان صاحبہ مرحومہ مغفورہ کی دُعاؤں اور خواہش کا نتیجہ اور شاخسانہ ہے جو فرمایا کرتی تھیں۔ میں چاہتی ہوں کہ تو بڑے بڑے جلسوں میں خطاب کرے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ اُن کی اس نیک خواہش کی تکمیل کچھ یوں ہوئی کہ مختلف شہروں کی مساجد اور عید میلاد النبی ﷺ کے بڑے بڑے جلسوں میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی توصیف و ثناء اور احکام بیان کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہ بھی بغیر کسی دنیاوی لالچ اور معاوضہ کے۔ مزید یہ کہ کسی مسلک پر تنقید اور اکھاڑ بچھاڑ کے جو کبھی شیوہ نہیں جو معاشرے میں بگاڑ لڑائی جھگڑا، نفاق و افتراق کا باعث ہوتا ہے۔ دینی خانوادے اور روحانی پیشوا کے مطمع نظر پیار محبت سے دلوں کو قریب کرنا اور بگاڑ سے اجتناب ہے۔ نتیجتاً خطابات کو انہاک سے سنا گیا اور پذیرائی حاصل ہوئی۔ کہا گیا اِن کو احاطۂ تحریر میں لائیں تا کہ طالبانِ علم مستفید ہوں۔ اس تقاضے کے پیشِ نظر چند تقاریر کو کچھ اضافت کے ساتھ رقم کر دیا ہے۔ اللہ رب العزت صدقہ سید عالم ﷺ میرے علم میں اضافہ نیز زورِ قلم اور زیادہ ہو۔ قارئین! آپ سے بھی درخواست ہے کہ میری عاقبت کے لیے دُعا فرمائیں۔

خدایا جہاں پادشاہی تراست　　زما خدمت آید خدائی تراست
پناہ بلندی و پستی تو ای　　ہمہ نیستند ہرچہ ہستی تو ای
رہِ پیش آید ز انجام کار　　تُو خوشنود باشی و ما رستگار

ساتھ ساتھ مولا کریم سے یہ درخواست ہے

الٰہی بدہ شوق ذاتِ رسول　　بدردِ محمد مرا کُن قبول
حیاتی مماتی ہمہ وقت ما　　عطا کُن وصال مرا مصطفٰے

آمین ثم آمین یارب العالمین　　والسلام　　بندۂ حقیر و ناچیز و مسکین

پیر سید محمد ذوالفقار علی شاہ بُخاری
سجادہ نشین دربار حضرت پیر سید محمد شریف شاہ بُخاری نور اللہ مرقدہٗ
بالمقابل گلی نمبر ۴ کوٹ خادم علی شاہ ساہیوال 0301-4768003

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کی فضیلت

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بسم اللہ کی فضیلت

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰٓی اٰلِهِ الطَّیِّبِیۡنَ وَالطَّاهِرِیۡنَ وَاَصۡحَابِهِ الۡمُکَرَّمِیۡنَ رِضۡوَانُ اللّٰهِ عَلَیۡهِمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ۔ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیۡ شَانِ حَبِیۡبِهِمۡ مُخۡبِرًا وَّ اٰمِرًا ۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ۔

معزز علمائے کرام، دوستو اور عزیزو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
میں نے آج آپ کے سامنے صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت کی ہے۔ اکثر جب کوئی بچہ سن شعور کو پہنچتا ہے یعنی بات کرنے کے قابل ہوتا ہے تو اُس کو اللہ کا نام سکھایا جاتا ہے۔ اس کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا اور پھر کلمہ سکھایا جاتا ہے۔ پھر ماں باپ تلقین کرتے ہیں کہ کھانا شروع کرتے وقت پہلے بسم اللہ شریف پڑھو۔ چاہے وہ خود بسم اللہ شریف کی فضیلت سے کماحقہٗ واقف ہوں یا نہ ہوں۔ پیر و اُستاد بھی عموماً نصیحت کیا کرتے ہیں۔ اب یہ اور بات ہے کہ کبھی پڑھی اور کبھی نہ پڑھی۔ بلکہ دیکھا گیا ہے کہ بچوں کو تو چھوڑیں بڑے بھی عموماً بھول جایا کرتے ہیں۔ اگر انھیں یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی کتنی فضیلت اور برکات ہیں، اجر کیا ہے، صلہ کیا ملے گا اور جزاء کیا ہوگی تو وہ کبھی نہ بھولیں گے۔ البتہ ہر مباح کام یعنی ہر جائز، نیک اور صالح عمل سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ مگر ناجائز کام پر بسم اللہ شریف پڑھنا ممنوع ہے۔
سامعین! بڑوں کے ساتھ چھوٹے بچے اور طالب علم بھی رونق محفل ہیں۔ جو باتیں بچپن میں یاد ہو جائیں ساری عمر نہیں بھولتیں۔ مجھے اور آپ میں سے اکثر کو بچپن میں سنی یا پڑھی ہوئی حمد و نعتیں، نظمیں یا اُن کے اشعار ابھی تک یاد ہوں گے۔ لہٰذا ذوق و شوق اور محبت و اخلاص سے بسم اللہ پڑھنے کے لیے ایک دنیاوی مثال دیتا ہوں کہ اگر کسی مستری راج کو ایک دیوار کا حصہ بنانے کا کام دیا جائے جو زیادہ سے زیادہ صرف ایک دن کا ہو عموماً دیکھا گیا ہے کہ وہ کبھی سگریٹ پینے کے بہانے سے، کبھی رفع حاجت کے لیے یا کھانا کھانے کے لیے زیادہ وقت گزارنے کی کوشش کرے گا اور ایک دن کے کام کو دوسرے دن تک لٹکانے کی کوشش کرے گا کہ مزدوری تو عام وہی مروّجہ ہی ملنی ہے۔ البتہ سب کی یہ صورت اور حالت نہیں، بہت اچھے اور ایمانداروں کی بھی کمی نہیں۔ اگر اُسی راج مستری جس کی مثال دے رہا ہوں، اگر اُسے عام مزدوری سے ہٹ کر زیادہ کی پیشکش کر دی جائے مثلاً اگر مزدوری روزانہ آٹھ سو روپے ہے اور اُسے ہزار، بارہ سو دینے کا کہہ دیا جائے تو اس میں کام کرنے کا ذوق و شوق بڑھ جائے گا کہ

مجھے مزدوری کی اُجرت کتنی زیادہ مل رہی ہے۔ وہ ایک دن کا کام اچھا ستھرا اور ایک ہی دن میں ختم کر دے گا۔
کہاوت مشہور ہے کہ ؎ مزدور خوشدل کند کار بیش
علماء کی بات نہیں کر رہا عام کم پڑھے لکھے کی بات کر رہا ہوں کہ اگر انہیں یہ علم ہو جائے کہ بسم اللہ پڑھنے کی فضیلت کیا ہے تو کبھی نہ بھولیں گے کہ اس کا صلہ کیا ملے گا اس کی جزاء کیا ہوگی، خیر و برکت کیا ہوگی۔
حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر خزائن العرفان (کنز الایمان) میں کہتے ہیں کہ سورۂ نمل آیت سجدہ کے بعد جو بسم اللہ آئی ہے وہ مستقل آیت نہیں بلکہ جزوِ آیت ہے کسی اور سورہ کا جزو نہیں۔ اس لیے نماز میں جہر کے ساتھ نہ پڑھی جائے۔ امام بخاری اور امام مسلم کی حدیث کے مطابق البتہ اس آیت کے ساتھ ضرور پڑھی جائے نماز جہری میں جہراً اور سری میں سِرّاً۔ اور ختم قرآن کے اندر ایک بار بالجہر ضرور پڑھی جائے تا کہ ایک آیت باقی نہ رہ جائے۔
حضرت مولانا عاشق الٰہی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ سورۂ نمل کے علاوہ ایک بسم اللہ سارے قرآن میں ایک مستقل آیت ہے۔ باقی ہر سورہ کے شروع میں اس کو دوسری سورت سے جدا کرنے کے لیے ہے۔ اسی لیے ختم القرآن میں تراویح کے اندر ایک بار بالجہر پڑھی جاتی ہے۔
سامعین حضرات! قرآن پاک کی ہر سورت بسم اللہ سے شروع کی جائے سوائے سورہ براءت یعنی سورۂ توبہ کے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سورۂ براءت کے ساتھ بسم اللہ لے کر نازل ہی نہیں ہوئے۔ اس لیے حضور نبی کریم ﷺ رؤف و رحیم ﷺ نے سورۂ براءت سے پہلے بسم اللہ لکھنے کا حکم نہیں فرمایا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ بسم اللہ امان ہے اور یہ سورت (سورۂ براءت جس کا دوسرا نام سورۂ توبہ ہے) تلوار کے ساتھ امن اُٹھا دینے کے لیے نازل ہوئی۔
ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ ہر مباح کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھی جائے۔ ابوداؤد اور ترمذی شریف کی حدیث ہے اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس وقت کوئی کھانا کھائے اور بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو وہ یہ لفظ کہے "بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَ اٰخِرَہٗ"۔ جانور ذبح کرے تو پڑھے "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ"۔
اب میں آپ کو پیارے آقا حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کی مشکوٰۃ الانوار میں درج حدیث جو بسم اللہ شریف کے متعلق ہے گوش گزار کرتا ہوں۔ غور سے سُنیے۔ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس رات مجھ کو آسمان کی طرف سیر کرائی گئی۔ کون سی رات؟ یہ اُس رات کی بات ہے جو نبوت کے بارھویں سال ستائیس رجب المرجب کو سرکارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ ﷺ کو معراج نصیب ہوا۔ جس کا ذکر پارہ ۱۵ میں سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

" سُبْحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا "

پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب بہشتیں میرے سامنے پیش کی گئیں پس میں نے چار نہریں دیکھیں ایک نہر پانی کی اور ایک نہر دودھ کی اور ایک نہر شراب کی اور ایک نہر صاف شہد کی۔ جیسا کہ پارہ 26 سورۂ محمد آیت نمبر 14 میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے " مَثَلُ الۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ وُعِدَ الۡمُتَّقُوۡنَ " یعنی احوال اُس جنت کا جس کا وعدہ پرہیز گاروں سے ہے " فِیۡہَاۤ اَنۡہٰرٌ مِّنۡ مَّآءٍ غَیۡرِ اٰسِنٍ " اُس میں ایسے پانی کی نہریں جو کبھی نہ بگڑے یعنی نہ سڑے اور نہ بدبودار ہو نہ ذائقہ ہی تبدیل ہو۔

دنیا میں ٹھنڈا پانی اللہ غفور ورحیم کی طرف سے ایک نعمت ہے۔ اللہ کریم کا کتنا بڑا احسان ہے کہ وافر مقدار میں ہمیں پانی عطا فرمایا ہے نو (9) حصے پانی ایک حصہ خشکی۔ مگر افسوس ہم نہاتے ہیں، پیتے ہیں، کپڑے دھوتے اور فصلوں کو پانی دیتے ہیں مگر اس نعمت کو عطا کرنے پر مالک کائنات اللہ بزرگ وبرتر کا شکر ادا کرنے پر کم ہی توجہ دیتے ہیں۔ اگر فصلوں کو پانی نہ ملے اور فصلیں سوکھنے لگیں تو پانی کی اہمیت اور ضرورت کا پھر احساس ہوتا ہے یا گرمیوں کے روزے ہوں، پیاس کی شدت ہو، حلق خشک ہو رہا ہو روزہ لگ رہا ہو تو پھر روزہ کھولنے کے وقت ٹھنڈا پانی یا مشروب ملے تو پھر احساس ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ اتنی بڑی نعمت سے تو نے نوازا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے " فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ " یہ تو دنیا کے پانی کی بات اور اہمیت کا ذکر تھا اللہ اکبر! جنت کے پانی کی ایک الگ اپنی ہی شان ہے۔ آگے ارشاد ہے

" اَنۡہٰرٌ مِّنۡ لَّبَنٍ لَّمۡ یَتَغَیَّرۡ طَعۡمُہٗ " اور ایسی دودھ کی نہریں جس کا مزہ نہ بدلا۔

سامعین! دنیا کا دودھ جو ایک مکمل غذا ہے اور انسانی جسم کی پرورش، بڑھوتری، فرشمنٹ کے لیے اُس میں تمام حیاتین، کیلوریز موجود ہوتے ہیں مگر کچھ دیر پڑا رہنے سے خراب ہو جایا کرتا ہے مگر کیا شان ہے جنت کی نہر کا جو دودھ ہے نہ خراب ہوگا نہ ذائقہ ہی بدلے گا۔ سبحان اللہ۔ آگے ارشاد فرمایا:

" وَاَنۡہٰرٌ مِّنۡ خَمۡرٍ لَّذَّۃٍ لِّلشّٰرِبِیۡنَ " اور ایسی شراب کی نہریں جس کے پینے میں لذت ہے۔

وہ کیسی شراب جملہ عیوب سے پاک، نہایت منزّہ، لذیذ اور مُفرّح کہ نہ دُنیا کی آمیزش وملاوٹ شدہ شراب جیسے اکثر اخبارات میں پڑھنے اور ریڈیو، ٹی وی پر سنتے ہیں کہ فلاں جگہ کچی یا زہریلی شراب پینے سے اتنے آدمی مر گئے۔ دنیا کی شراب حرام ہے۔ یاد رکھیں کہ شراب نکالنے والا، بیچنے، کاروبار کرنے والا اور پینے والا دین سے خارج ہیں اور اگر کوئی شراب کے نشے میں مر جائے تو اس کا جنازہ پڑھنا بھی روا نہیں۔ میں نے اپنی کتاب " گلزار عطر بیز " میں پند سودمند المعروف بہشتی نسخہ میں آخرت میں نجات کے بہت مفصل نسخے تجویز کیے ہیں ایک بند کچھ یوں ہے:

کڈھدے وسیدے پیندے جام — پی کے مرن شراب حرام

دوزخی عمل نہ کر بندیا بہشتیں جاویں گا وڑ بندیا

قصہ مختصر آگے اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں کہ

" وَ اَنْھٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّی "اور ایسی شہد کی نہریں جو صاف کیا گیا یعنی دُنیا کے شہد کی طرح نہیں کہ مکھی کے پیٹ سے نکلا نہ اُس میں موم کی آمیزش۔ سبحان اللہ۔

دُنیا کے شہد میں بھی شفاء ہے جیسے انگریزی دوائیوں میں الکحل بطور مین جزو (بطور vahicle) استعمال ہوتی ہے۔ ہومیو پیتھک ادویات میں گلوکوز بائیو کیمک میں شوگر آف ملک اسی طرح شہد یونانی طب میں بطور خاص جز و استعمال ہوتا ہے۔ معجونوں، خمیرہ جات اور جوارشوں میں شہد استعمال ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو شہد مرغوب تھا۔ شہد میں شفاء ہے۔ اگر فالج کے مریض کو صرف شہد ہی پلاتے رہیں تو ان شاء اللہ مرض جاتا رہے گا۔ یہ دنیا کے شہد کی بات ہے مگر جو جنت کی نہروں کا شہد مصفّٰی ہوگا اس کی بات ہی اور ہے اُس کی حلاوت، اُس کی لذت، اُس کی مٹھاس، اُس کی شرینی ہمارے کام و ذہن میں نہیں آسکتی۔ سبحان اللہ۔

حدیث مکمل کرتے ہیں۔ آگے حضور ﷺ فرماتے ہیں" پس کہا میں نے واسطے جبریل علیہ السلام کے کہاں سے آتی ہیں یہ نہریں اور کس طرف جاتی ہیں یعنی جس طرح ہم کہتے ہیں دریائے سندھ جھیل مانسرور سے نکل کر بحیرہ عرب (بحرِ ہند) میں گرتا ہے یعنی کوئی تو منبع اور کوئی تو دہانہ ہوگا۔ کہا یہ سب حوض کوثر کی طرف جاتی ہیں۔ مگر یہ معلوم نہیں کہاں سے آتی ہیں۔ پس پوچھیے آپ خدائے تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ آپ کو بتادے گا اور دکھادے گا۔ پس حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ پس آیا ایک فرشتہ اور کہا اے محمد بند کیجیے اپنی آنکھیں پس میں نے بند کیں پھر کہا کھول دیجیے۔ پس کھول دیں میں نے۔ پس اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ نزدیک ایک درخت کے ہوں اور دیکھا میں نے نزدیک اُس کے ایک قبّہ سفید موتی کا ہے۔ اُس کا دروازہ سبز یاقوت سے ہے اور اُس کا قفل (تالا) سُرخ سونے کا ہے۔ اگر جمع کی جائے تمام دنیا اور جو کچھ کہ اُس میں ہے اور اُس قبّے کے اوپر رکھی جائے البتہ ہو مثل ایک چڑیا کے یا مثل ایک انڈے کے اوپر پہاڑ کے۔

پس دیکھا میں نے اُن چاروں نہروں کو جاری نیچے اُس قبّے کے پس میں نے قصد کیا کہ لوٹ چلوں۔ کہا کیوں آپ قبّہ کے اندر نہیں جاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کس طرح اندر جاؤں اُس کے دروازے پر قفل لگا ہے۔ کہا مجھ سے کُنجی اُس کی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے کہا کہاں ہے کہا وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ پس میں نے کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو قفل کھل گیا۔ پس دیکھا میں نے اُن نہروں کو چار ستونوں اُس قبہ سے جاری ہیں۔ پس جب ارادہ کیا میں نے اُس کو دوبارہ دیکھنے کا اور اُس کی طرف نگاہ اُٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ کھنبوں ستونوں پر لکھا ہوا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"۔

پس میں نے دیکھا کہ نہر پانی کی "میم" بسم سے نکلتی ہے اور نہر دودھ کی "ہ" اللہ سے جاری ہے۔ اور نہر شراب کی "میم" الرحمٰن سے

اور نہر شہد کی "میم" الرحیم سے۔ پس پہچانا میں نے کہ منبع ان نہروں کا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جس نے مجھ کو یاد کیا ان اسماء کے ساتھ تیری اُمت میں سے پس پلاؤں گا میں اُس کو اِن نہروں سے سبحان اللہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں رب العزت کے تین اسماء الحسنیٰ آتے ہیں اللہ۔ رحمٰن اور رحیم۔ اللہ اسم ذات ہے اور باقی دو رحمٰن اور رحیم صفاتی نام ہیں۔ جیسے کسی کا نام عبدالرشید ہو اس سے پہلے ملک، چوہدری یا سید لگا لے یا آخر میں چوہدری، مہر، خان یا شاہ لگا لے۔ اصل نام عبدالرشید ہے۔ اللہ کے لفظ کے اندر حکمت پوشیدہ ہے کہ اگر ایک ایک حرف الگ کر دیں تو پھر بھی وہ ہی ذات بابرکات مراد ہوگی۔ مثلاً الف ہٹا دیا جائے تو "للّٰہ" رہ گیا یعنی اللہ کے لیے اگلی لام ہٹا دیں تو "لہٗ" رہ جائے گا یعنی اُس کے لیے۔ پھر بھی اللہ کی ذات مراد ہوئی اور اگر اگلی لام ہٹا دیں تو رہ گیا "ہٗ" "ھُو" یعنی اللہ تعالیٰ۔

مختلف علاقوں، مختلف قوموں اور مختلف مذاہب میں اُس بزرگ و برتر پاک ہستی کو مختلف ناموں مثلاً خدا، یزداں، بھگوان، دیوتا، ایشور اور رام کے نام سے پکارا اور یاد کیا جاتا ہے۔ مگر جو بات لفظ اللہ میں ہے وہ کسی اور میں نہیں جو دوسرے الفاظ اور نام دنیا والوں نے رکھے ہوئے ہیں۔ اگر اُن کے حروف لفظ اللہ کی طرح الگ الگ کیے جائیں تو اُن کا کچھ مطلب نہیں رہے گا۔ اللہ نے اپنی واحدانیت کا تعارف خصوصی طور پر سورۂ اخلاص میں کرایا ہے۔

"قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے یعنی یکتا، تنہا، اکیلا ہے۔ "اَللّٰہُ الصَّمَدُ" بے نیاز ہے یعنی کسی کا محتاج نہیں "لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ" نہ اُس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا "وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ" نہ اُس کے جوڑ کا کوئی۔ اللہ تعالیٰ ربوبیت اور اُلوہیت میں ذات وصفات کے ساتھ موصوف ہے۔ حد حدود جسم، اجسام، شکل اشکال، مثل، نظیر و شبیہ سے پاک ہستی ہے جس کا کوئی شریک نہیں سبحان اللہ۔

اور آیت الکرسی میں اُس کی صفات کا خصوصی طور پر تعارف ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ قرآن میں افضل سورۂ بقرہ ہے اور اس میں سب سے برتر آیت الکرسی ہے۔ جس میں اللہ کا سترہ بار ظاہر و پوشیدہ ذکر ہے۔ پانچ بار ظاہراً اور بارہ بار پوشیدہ سراً ہے۔ پانچ بار ظاہراً "اَللّٰہُ، حَیُّ، قَیُّوْمُ، عَلِیُّ، عَظِیْمُ" ہوئے۔ بارہ بار سراً "ھُوَ، تَاْخُذُہٗ، لَہٗ، عِنْدَہٗ، بِاِذْنِہٖ، یَعْلَمُ، عِلْمِہٖ، بِمَاشَآءَ، وَسِعَ کُرْسِیُّہٗ، یَؤُدُہٗ، حِفْظُھُمَا، ھُوَ" ہوئے۔

"اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ۭ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُھُمَا ۚ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ"

"اللہ۔ وہ ذات ہے کہ نہیں کوئی معبود اُس کے سوا۔ وہ ہمیشہ زندہ (اور) سب کا تھامنے والا۔ اُس کو نہیں آتی اونگھ اور نہ نیند۔ اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ ایسا کون ہے جو سفارش کرے اُس کی جناب میں بغیر اس کی اجازت کے اور وہ جانتا

ہے جو کچھ خلق کے روبرو ہے اور اُن کے پیچھے ہے۔ وہ نہیں احاطہ کر سکتے اُس کی معلومات میں سے کسی چیز کا مگر جتنا وہ چاہے۔ گھیرے ہوئے ہے اُسکی کرسی تمام آسمانوں اور زمین کو اور نہیں گراں گزرتی اُس کو اُن کی حفاظت اور وہ عالیشان عظمت والا ہے۔ سبحان اللہ۔

- حدیث میں وارد ہے کہ آیت الکرسی جس گھر میں پڑھی جاتی ہے اس میں شیطان نہیں گھستا اور اُس کی برکت سے اللہ پاک اُس کے گھر، اولاد اور محلہ کے تمام گھروں کو آفات آسمانی سے محفوظ رکھتا ہے۔
- شب کو سوتے وقت اس کو ایک بار پڑھ کر سینہ پر دم کرنا اور سو جانا رات بھر شیطان اور جملہ آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔
- اگر کسی دیوانہ مجنون پر سورہ بقرہ کی پہلی چار آیات الم سے ھم المفلحون تک اور پھر آیت الکرسی اور اس کے بعد تین آیات "لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ" سے "ھُمْ فِیْھَا خَالِدُوْنَ" اور اسی سورہ کی آخری تین آیات "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" سے "فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ" پڑھی جائیں تو آفاقہ ہوگا۔
- اور جو شخص فرض نماز کے بعد اس کو اخلاص دل سے پڑھا کرے گا وہ ان شاء اللہ مرتے ہی جنت میں داخل ہوگا۔

اس آیت کے ایک بار پڑھنے والے کو چوتھائی قرآن پاک کا ثواب ملتا ہے۔

میں بسم اللہ شریف کی فضیلت و برکات کے متعلق بیان کر رہا تھا۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر عصر سے مغرب تک یا اللہ، یا رحمٰن، یا رحیم پڑھتے رہیں اور مغرب کی اذان ہو جائے تو دعا مانگ کر مغرب کی نماز پڑھ لیں تو اللہ تعالیٰ اُس دعا کو قبول فرماتے ہیں۔ مگر انسان کمزور ہے۔ مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا "اِنَّ النَّاسَ فِی الدُّنْیَا ضَعِیْفٌ" کہ انسان کی تخلیق ہی کمزوری پر ہے جلد گھبرا جاتا ہے۔ دُعا کی قبولیت میں جلدی نہیں کرنی چاہیے نہ شکایتاً یہ کہنا کہ دعائیں تو بہت کیں مگر قبول ہی نہیں ہوئیں۔ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کی حکمت کو نہیں سمجھتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے لاڈلے پیغمبر ہیں اور فرعون اللہ تعالیٰ کا منکر۔ مگر چالیس سال بعد غرق ہوا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں اور بیٹا حضرت یوسف علیہ السلام بھی نبی ہیں۔ باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کی رُو رُو کر بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کے ہجر و فراق میں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی پھر کہیں جا کر دونوں باپ بیٹے کی ملاقات ہوئی۔ اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہا السلام کا معاملہ ہوا۔ مدتوں ایک دوسرے سے جدا رہے۔ جبل رحمت کوئی اتنا بڑا طویل وسیع و عریض پہاڑ نہیں۔ ایک ایک طرف دوسرا دوسری طرف، برسوں ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ جنت سے حضرت آدم تو سری لنکا میں اُتارے گئے تھے اور آپ کا قدم مبارک پہاڑ پر نقش ہے اور بی بی حواء جدہ میں۔

لیا بابا آدم نے گندم کو کھا ۔۔۔ بہشتوں سے باہر ملی اُن کو جا
رہے بی بی حوا سے مدت جدا
نظر پھر عنایت کی اُن پہ کری ۔۔۔ مری بار ہو جائے رحمت تیری

بعض اوقات اللہ رب العزت اپنے بندوں کی آزمائش فرماتے ہیں۔ سورہ بقرہ آیت نمبر 155 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ"

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے (ڈر) اور کسی شے کے خوف سے اور بھوک سے اور مالوں میں کمی سے اور جانوں (نفسوں) میں کمی کر کے اور پھلوں (پیداوار) میں کمی کر کے اور جنھوں نے صبر کیا اُن کے لیے خوش خبری ہے۔

ہم کمزور انسان بندے کسی امتحان کے قابل نہیں۔ یہ تمام آزمائشیں جو اس آیت شریفہ میں بیان ہوئیں تقریباً تمام کی تمام نواسۂ رسول اللہ ﷺ سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام پر کربلا کے میدان میں آئیں۔ انھوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور شہادت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہوئے۔ نتیجہ کیا ہوا آج دنیا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا چرچا ہے اور یزید پلید کا کوئی نام لیوا نہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کربلا میں حق و باطل کا ہوا یوں فیصلہ   قتل کرتا ہے یزید اور فتح پاتے ہیں حسین

اس سے پہلی آیت شریفہ میں ارشاد ہے

"وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ"

یعنی اور جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور تمہیں شعور نہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں جنت کی سیر کرتی ہیں۔ وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔ طلائی قندیل جو زیر عرش معلق ہیں اُن میں رہتی ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں آیات شہدائے بدر اور شہدائے اُحد کے حق میں نازل ہوئی۔ سبحان اللہ۔

کشتگانِ خنجر تسلیم را   ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

پارہ 4 سورۂ آل عمران میں ارشاد فرمایا:

"وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ"

جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انھیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور روزی پاتے ہیں۔

پارہ نمبر 2 سورۂ بقرہ آیت نمبر 153 میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ"

اے ایمان والو! مدد مانگو صبر اور نماز سے۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

مدد مانگنی ہے دو سے، صبر اور نماز سے مگر فرمایا اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ نماز فرض ہے کفر و اسلام کے درمیان حد فاصل ہے۔ برائی بے حیائی سے روکتی ہے۔ مومن کی معراج ہے۔ نماز میں بندہ اللہ رب العزت سے مخاطب اور صرف اُس کی بندگی اور

عبادت میں مشغول ہوتا ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ جب سید عالم ﷺ کو کوئی سخت مہم پیش آتی تو نماز میں مشغول ہوجاتے۔ جب کوئی مشکل آئے تو نماز سے مدد مانگا کریں۔اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل حال ہوجائے گی۔نماز باقاعدگی سے پڑھا کریں۔دنیا ایک مسافر خانہ ہے ہم سب مسافر ہیں اور آخر ایک دن یہاں سے کوچ کرنا ہے۔

روزِ محشر کہ جاں گداز بود　　اولیں پرسش نماز بود

اندازہ کریں نماز کی کس قدر اہمیت ہے۔مگر پورا قرآن پڑھ لیں کہیں یہ نہیں فرمایا "اِنَّ اللہَ مَعَ الْمُصَلِّیْنَ" کہ اللہ نماز پڑھنے والوں کے ساتھ ہے۔نماز ایک ظاہری عمل ہے دور سے بھی بندہ رکوع وسجود کرتا نظر آتا ہے۔اور پھر اگر دکھاوے اور ریاکاری کی اگر نماز ہو تو ایسی نمازیں منہ پر ماردی جاتی ہیں۔بلکہ شرک اصغر کے زمرہ میں آتی ہیں۔وہ تو اللہ کے لیے نماز ہوئی ہی نہیں۔وہ اُن کے لیے پڑھی جن سے نیک اور نمازی کہلوانے کی خواہش اور تمنا ہے۔مگر سامعین صبر ایک جذبہ لطیف ہے۔ساتھ بیٹھے آدمی کو علم نہیں ہوتا کہ وہ کیا اور کیسے برداشت کررہا ہے۔اس لیے فرمایا "اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ" مگر فتح ونصرت تائیدایزدی کے لیے نماز سے مدد مانگنا اللہ رب العزت کے فرمان اور حکم کے مطابق ضروری ہے۔اللہ کے بندے پریشانی مصیبت،مشکل میں راضی برضا رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" مولیٰ کریم جیسے تو راضی ویسے ہم راضی ہیں۔الاسلام گردن نہاں یعنی سر تسلیم خم ہے۔جو مزاج یار میں آئے۔حضرت نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ نے لیلیٰ مجنوں کا مشہور عام قصہ بیان کرتے ہوئے ایک بہت پیارا نکتہ نکالا ہے

کہتے ہیں لیلیٰ کا یہ دستور تھا　　بھیک دیتی در پہ جو آتا گدا
ایک دن مجنوں بھی کاسۂ ہاتھ لے　　جا پکارا در پہ، کچھ للہ دے
آئی لیلیٰ اور سبھوں کو دے دیا　　ہاتھ سے مجنوں کے کاسہ لے لیا
لے کے دے پٹکا زمیں پر ایک بار　　رقص میں مجنوں ہوا بے اختیار
ہمراہاں گفتند اے مجنونِ خاں　　رقص کرنے کا ہے یہ کیا مکاں
گفت اے خاموش تو عاشق نہیں　　عاشقوں کی رمز سے واقف نہیں
یہ جفا ہرگز نہیں یہ ناز ہے　　یہ بھی اک محبوب کا انداز ہے

"وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ"

اللہ کے بندے کہتے ہیں اس میں اللہ کی کوئی حکمت ہوگی اور صبر کرتے ہیں اور اجر پاتے ہیں مگر انسان کمزور ہے۔مصطفیٰ ﷺ فرمود: "اِنَّ النَّاسَ فِی الدُّنْیَا ضَعِیْفٌ" انسان کی تخلیق ہی کمزوری پر ہے۔عام انسان جلد گھبرا جاتا ہے۔مثلاً شدید گرمی پڑی، بارش کے لیے بے تاب ہوگیا۔مسئلہ برداشت سے باہر ہوا۔بارش کے لیے گڑگڑایا۔بارش کچھ دن متواتر اور شدید ہوئی۔

مسجدوں میں اذانیں دینی شروع کر دیں۔ اللہ کی حکمت کو نہیں سمجھتا بہت دیر کی بات ہے۔ راقم ایک دفعہ 58 چک حاصل پور گیا۔ وہاں جمعہ پڑھایا گرمیوں کے دن تھے۔ لوگوں نے فرمائش کی کہ بارش کے لیے خصوصی دعا کریں۔ اُس کے بعد کچھ میلوں پر چوہدری نعمت علی کے گھر 62 چک ہارون آباد پہنچے وہ کہنے لگے سرکار دعا کریں بارش نہ ہو ہم نے گندم بھی پچھلی بارش جس میں ایک بھینسا بھی زمیں میں دھنس گیا تھا اُس بارش کے نمی میں بوئی تھی۔ ابھی بھی گنے کا رس نکالنے اور گڑ بنانے کے لیے بیلنا زمین کے اوپر اینٹیں رکھ کر لگایا ہے۔ اب اللہ تبارک و تعالیٰ رازق ہے سب کو روزی دیتی ہے اسے سب کا احساس۔ اُس کی مخلوق جو ہوئے ہم کوتاہ بیں اللہ کی حکمت کو نہیں سمجھتے۔

کنز العمال جلد دوم صفحہ 39 پر حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی حدیث درج ہے کہ جب اللہ کا کوئی پیارا دُعا کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ الٰہی تیرا بندہ تجھ سے کچھ مانگتا ہے۔ حکم ہوتا ہے ٹھہر وابھی نہ دو کہ پھر مانگے۔ مجھ کو اس کی آواز پسند ہے۔ اور جب کوئی کافر فاسق وفاجر دعا کرتا ہے تو (اللہ) فرماتا ہے اس کا کام جلدی کر دو تا کہ پھر نہ مانگے۔ مجھ کو اس کی آواز مکروہ (ناپسند) ہے۔ اللہ کو عجز وانکساری پسند ہے۔ حضرت شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آں ھدیہ کہ مقبول شود عجز و نیاز است خواہی کہ روی بردرِ آں دوست قلندر

نماز میں بھی عاجزی کا اظہار ہے۔ جھک کر کہو سبحان ربی العظیم اور زمین پر سر (پیشانی) رکھ کر کہو سبحان ربی الاعلیٰ۔ بخاری شریف جلد 7 صفحہ 197 پر حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کا ارشاد گرامی درج ہے فرمایا تمہاری دُعا قبول ہوتی ہے جب تک جلدی نہ کر دیہ مت کہو میں نے دعا کی تھی قبول نہیں ہوئی۔

بات کچھ دور نکل گئی۔ میں بیان کر رہا تھا کہ چاروں نہریں پانی، دودھ، شراب اور شہد کی حوض کوثر میں آ کر گرتی ہیں۔ جس کے مالک سرورِ کائنات فخر موجودات ﷺ ہیں۔ پارہ 30 سورۃ کوثر آیت نمبر 1 میں فرمایا باری تعالیٰ نے "اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ" اے محبوب بے شک ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا فرمائی۔ حوضِ کوثر کا طول اور عرض ایک ماہ کی مسافت ہوگا۔ اُس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوگا۔ اُن کے آبخورے (جام، پیالے) حُسن و زیبائش اور کثرتِ تعداد میں آسمان کے ستاروں کی مانند ہوں گے (یعنی چمکدار روشن) جس نے ایک بار پی لیا اُسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

میں التجا کرتا ہوں یارسول اللہ ﷺ

للہ اک جام کوثر قیامت کے دن دینا نواسوں کے صدقے مختار آپ ہیں

جب خلق خدا قیامت کے دن سورج کی حدت اور پیاس کی شدت سے العطش العطش کرتی ہوگی اُس وقت "اَطِیْعُوا اللّٰہَ" اور "اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" پر عمل پیرا بندگانِ خُدا عاشقانِ رسول ومحبانِ آل رسول ﷺ کو سرکارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ کے حوض کوثر سے سیدنا علی المرتضیٰ شیر خُدا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم آبخورے بھر بھر کر تقسیم فرمائیں گے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں

بریلوی رحمۃ اللہ علیہ یوں ہدیہ تبریک فرماتے ہیں:

مرتضیٰ شیرِ حق اشجع الاشجعین　　　ساقیٔ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

❂ صحیح بخاری میں ابو بشر نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کوثر کے معنی خیر کثیر ہے۔ جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے خصوصیت سے رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمائیں۔ ابو بشر کہتے ہیں میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگوں کا گمان ہے کہ کوثر ایک نہر کا نام ہے جو جنت میں ہے سعید نے جواب دیا ہاں وہ جنت والی نہر بھی تو اس خیر کثیر میں سے ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور ﷺ کو عطا فرمائیں۔ حضور ﷺ کے اُمتی نے کوثر کی چاہت میں کیسی کیسی سخن طرازیاں کی ہیں شاعر متین کا ایک شعر خزینہ نعت سے پیش کرتا ہوں کہتے ہیں:

کیجیو سیراب کوثر سے مجھے　　　جب سوا نزے پہ ہوگا آفتاب

اور شاعر حامد کو کتنا پختہ اور یقین کامل ہے کہ روز حشر ساقی کوثر کے ہاتھوں حضور پُر نور شافع یوم النشور کی رحمت بے پایاں رحمۃ للعالمین جو ہوئے کے طفیل آب کوثر کا شیریں جام اِن شاء اللہ ضرور نصیب ہوگا کیونکہ

چشمۂ فیض وکرم دریائے رحمت ہیں نبی　　　جام کوثر کے لیے اُمت کو ترسائیں گے کیا؟

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا بات کی ہے:

جودِ شاہِ کوثر اپنے پیاسوں کا جویا ہے آپ　　　کیا عجب اُڑ کر جو آپ آلے پیالی ہاتھ میں

سرھانے ان کے بسمل کے یہ بیتابی کا ماتم　　　شہِ کوثر ترحم تشنہ جاتا ہے زیارت کا

آبِ زم زم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں　　　آؤ جودِ شہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے　　　. صاحبِ کوثر شہِ جودو عطا کا ساتھ ہو

اُس میں زم زم ہے کہ تھم تھم اس میں جم جم ہے کہ بیش
کثرتِ کوثر میں زم زم کی طرح کم کم نہیں

تفسیر کنز الایمان میں ہے کہ حضور ﷺ کو فضائل کثیرہ عنایت کر کے تمام مخلوق پر افضل کیا۔ حُسن ظاہر بھی دیا حُسن باطن بھی۔ نسب عالی بھی، نبوت بھی کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوض کوثر بھی، مقام محمود بھی، کثرتِ اُمت بھی، اعدائے دین پر غلبہ بھی اور بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں۔ بات بسم اللہ شریف کی ہو رہی تھی۔

❂ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ بسم اللہ شریف پڑھتا ہے اللہ عزوجل اُس کے نامۂ اعمال میں دس ہزار نیکیاں لکھتا ہے اس کی دس ہزار برائیاں مٹاتا ہے اور دس ہزار درجے بلند فرماتا ہے

❂ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو بسم اللہ شریف پڑھے اس کے لیے

ہر ہر حرف کے بدلے میں چار چار ہزار نیکیاں لکھی جائیں گے اور چار چار ہزار گناہ بخش دیے جائیں گے اور چار چار ہزار درجے بلند کیے جائیں گے۔ سبحان اللہ۔ یہ بات تو اور بھی بڑھ گئی کہ بسم اللہ میں اُنیس (۱۹) حروف ہیں اس طرح چھہتر ہزار (76000) گنتی بنتی ہے۔

- مولانا عاشق الٰہی صاحب اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جو شخص ایمان واخلاص کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا اس کے اُنیس حرفوں کی برکت سے دوزخ کے انیس فرشتوں کی گرفت سے محفوظ رہے گا۔
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو بھی اہم کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ شروع نہیں کیا جاتا وہ ادھورا اور نامکمل رہ جاتا ہے۔
- شرعۃ الاسلام میں ہے کہ اگر کوئی ایسا کاغذ زمین پر پڑا ہو جس میں بسم اللہ شریف لکھی ہو (اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسماء حسنیٰ) اور کوئی شخص ادب کی وجہ سے اس کاغذ کو اُٹھائے تو اللہ تعالیٰ اُس شخص کو دوستوں میں داخل کرے گا اور اُس کے ماں باپ کو عذاب قبر سے نجات دے گا۔
- جو شخص 655 بار بسم اللہ شریف لکھ کر اس کو اپنے پاس رکھے گا اُس کی ہیبت دلوں میں پیدا ہوگی۔
- تذکرۃ الاولیاء میں حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بشر نامی ایک آدمی تھا۔ ناؤ نوش اور نوجوانوں کی محفل برپا رہتی اُس کے زمانے میں ایک بزرگ کو خواب آیا کہ بشر کو جا کر کہو تو نے ہمارا نام بلند کیا ہم نے تیرا نام بلند کر دیا۔ خیال گزرا کہ اُس کی زندگی تو کچھ اچھی نہیں نہ گئے دوسرے دن پھر خواب آیا کہ بشر سے کہو تم نے ہمارا نام بلند کیا ہم نے تمہارا نام بلند کر دیا۔ نہیں گئے کہ کچھ وہم ہو گیا ہو۔ تیسرے دن پھر خواب میں کہا گیا کہ بشر کے پاس جاؤ اور کہو کہ تم نے ہمارا نام بلند کیا ہے ہم نے تمہارا نام بلند کر دیا۔ سوچنے لگے کہ آخر معاملہ کیا ہے۔ جاؤں تو سہی کہ بار بار خواب میں کہا جا رہا ہے۔ وہ بشر کی رہائش کی طرف چلے دیکھا کمرہ بند ہے اندر محفل گرم ہے۔ دروازے پر دستک دی۔ ایک نوجوان باہر آیا۔ فرمایا بشر سے ملنا چاہتا ہوں۔ اُس نے اندر جا کر بشر کو بتایا کہ فلاں بزرگ تشریف لائے ہیں۔ آپ سے ملنا چاہتے ہیں اور وہ بھی اکیلے میں۔ بشر بہت حیران ہوئے کہ وہ اللہ کے نیک بندے بزرگ اور میرے دروازے پر۔ فوراً تمام ساتھیوں کو چلتا کیا۔ وہ بزرگ اندر تشریف لے گئے اور پوچھا کہ بشر یہ بتاؤ کہ تم نے وہ کونسا نیک کام کیا ہے کہ مجھے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ تم نے ہمارا نام بلند کیا ہم نے تمہارا نام بلند کر دیا۔ کہنے لگا کہ کوئی ایسا کام تو یاد نہیں میری زندگی آپ کے سامنے ہے البتہ ایک دفعہ میں بازار سے گزر رہا تھا کہ دیکھا ایک کاغذ کے پرزے پر بسم اللہ لکھی ہے اور زمین پر پڑا ہے میں نے اسے اٹھایا۔ صاف کیا بازار سے خوشبو لے کر اُسے لگائی اور اونچی جگہ پر رکھ دیا۔ بزرگ نے فرمایا کہ تیری یہ ادا ہی اللہ کو بھا گئی ہے۔ بشر نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ پر اتنا مہربان۔ میں ہی بھولا رہا۔ سب کچھ چھوڑ چھاڑ دیا۔ زندگی بود و باش یکسر تبدیل ہوگئی وہ اپنے وقت کے مشہور ولی اللہ گزرے

ہیں۔حرم کی گلیوں، بازاروں میں پاس ادب و احترام سے جوتا نہیں پہنتے تھے کہ مبادا میرا جوتے والا قدم سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کے قدم مبارک پر نہ آجائے۔وہ زمانے میں بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور تھے۔حافی کہتے ہیں ننگے پاؤں پھرنے والا۔امیر اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جب حج مبارک پر تشریف لے جاتے تو جوتا نہیں پہنتے تھے فرماتے ہیں:

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

اللہ اللہ! کیا عقیدت واحترام اور عشق ومحبت ہے۔اسی لیے سید عالم ﷺ کی زیارت سے مستفید ہوتے رہے۔میں کہہ رہا تھا کہ حضور ﷺ کا محب اور غلام جوتا نہیں پہنتا تھا تو کسی جانور اونٹ گھوڑے کی جرأت نہیں تھی کہ گوبر یا لید بازار میں کرے کہ بشر حافی یہاں ننگے پاؤں پھرتے ہیں۔اللہ اللہ! وہ عاشق کس کا ہے اور پھر ادب کرنے والا کس کا ہے رسول اکرم کا۔جب رسول اکرم نور مجسم ﷺ اونٹ یا گھوڑے پر سواری فرماتے تو وہ جانور گوبر یا لید نہ کرتا کہ آقائے نامدار مدنی تاجدار ﷺ کو بو نہ آئے اور نہ پیشاب کرتا کہ چھینٹے نہ ابھریں۔سبحان اللہ۔

بشر حافی اسی طرح ننگے پاؤں حرم کی گلیوں بازاروں میں گھومتے رہتے اور جانور گوبر اور لید نہ کرتے۔ایک دن ایک آدمی نے دیکھا کہ بازار میں لید پڑی ہے کہنے لگا افسوس معلوم ہوتا ہے بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ آج دنیا میں نہیں رہے ورنہ کسی چوپائے کو لید یا گوبر کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ شریف کی گلیوں میں دیواروں کے ساتھ لگ لگ کر چلتے کہ سرور دو عالم کے قدم مبارک پر کہیں قدم نہ آجائے۔

ایک واقعہ بسم اللہ کی فضیلت کا اور بیان کر کے اپنا بیان ختم کرتا ہوں۔امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دفعہ اپنے حواریوں کے ساتھ ایک قبرستان سے گزرے دیکھا کہ ایک مُردے کی قبر دوزخ کا گڑھا بنی ہوئی ہے اور عذاب نازل ہو رہا ہے۔کچھ عرصہ بعد پھر اُسی قبرستان سے گزر ہوا۔چشم بینا سے جو نظر کی تو دیکھا کہ اس مردے کی قبر اب جنت کا ٹکڑا بنی ہوئی ہے۔بہت حیران ہوئے عرض کی یا اللہ جب میں پہلے یہاں سے گزرا تھا تو اس کی قبر جہنم کا ایک گڑھا تھی اب جنت کا ٹکڑا بنی ہے۔معاملہ کیا ہے؟

فرمایا عیسیٰ یہ آدمی بہت گنہگار تھا۔اس لیے زیر عتاب تھا مگر جب یہ فوت ہوا تو اس کی بیوی کی گود میں ایک چھوٹا بچہ تھا۔جب وہ بچہ چھ سات برس کا ہوا تو اس کی ماں اُسے ایک عالم کے پاس لے گئی کہ اسے اللہ کا نام سکھا دیں۔عالم نے اسے بسم اللہ پڑھائی اور کہا بیٹھ کر یاد کرو۔وہ بچہ بار بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا رہا یعنی میرا نام لے لے کر پکارتا رہا اور ساتھ کہتا تو بڑا مہربان اور رحیم ہے میری رحمت جوش میں آئی میں نے عذاب اُٹھا کر بخش دیا۔آج اسی وجہ سے اس کی قبر جنت کا ٹکڑا بنی ہوئی ہے۔

سبحان اللہ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

جے ویکھاں میں عملاں ولے تے کجھ نئیں میرے پلے
جے ویکھاں تیری رحمت ولے تے بلے بلے بلے

اسی سلسلہ میں ایک واقعہ یاد آیا جو میں نے اپنے کتاب "گلفام خصائص و تخصیص مصطفیٰ ﷺ" میں تحریر کیا ہے۔ جسے واقف اسرارِ شریعت دانائے رموزِ طریقت حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ نے اپنے مشہور زمانہ کتاب مثنوی ومعنوی میں کچھ یوں رقم کیا ہے کہ "حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں ایک شخص شراب کی بوتل لے کر جا رہا تھا۔ سامنے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے۔ جونہی انھیں دیکھا اب نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن والی کیفیت تھی۔ فوراً بوتل لپیٹ کر بغل میں دبا لی۔ خوف طاری ہوا کہ شراب تو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں حرام ہو چکی تھی اب کیا ہوگا۔ اسلامی قوانین کے سلسلہ میں حضرت عمر تو کوئی رعایت کرنے والے نہیں۔ سختی سے پیش آئیں گے اور کوڑوں کی برسات ہوگی۔ مار شدید ہوگی فوراً اللہ کی بارگاہ میں تائب ہوا اور بارگاہ اللہ رب العزت میں عرض کی یا اللہ میری توبہ۔ میں گنہگار ہوں جو کچھ بھی ہوں تیرا بندہ ہوں تیرے نبی کی اُمت ہوں رحم فرما اور اس شراب کو میٹھے دودھ میں تبدیل کر دے۔" کسی شاعر نے کسی ایسے ہی موقع پر کہا ہے۔ یا اللہ رب العزت

رحم کر اپنے نہ آئین کرم کو بھول جا ہم تجھے بھولے ہیں یا رب تو نہ ہم کو بھول جا
خلق کے راندے ہوئے دنیا کے ٹھکرائے ہوئے آئے ہیں اب در پہ تیرے ہاتھ پھیلائے ہوئے
خوار ہیں بدکار ہیں ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں کچھ بھی ہیں لیکن تیرے محبوب کی اُمت میں ہیں

میں بھی اپنی کتاب گلدستۂ حمد و نعت میں اللہ غفور الرحیم کے حضور یوں عارض ہوا ہوں کہ اے میرے خالق و مالک اللہ کریم و قادر مطلق وحدہٗ لاشریک حضور نبی کریم رؤف رحیم کے وسیلہ جلیلہ کے طفیل میری دانستہ غیر دانستہ شعوری غیر شعوری سراً و اعلانیہ غلطیوں کوتاہیوں لغزشوں خطاؤں اور گناہوں کے لیے اور ہر مرید و عقیدت مند کی طرف سے بخشش کے لیے

توبہ کر کے کہوں ہاتھ باندھے ہوئے میں مولیٰ سن لے عرض پیکرِ پُر خطا کی
التجا رُو ذوالفقار کرتا رہے گا بعد توبہ بھی بخشش نہیں استحقاقی

قصہ کوتاہ "جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اُس شخص کے قریب پہنچے پوچھا بغل میں کیا ہے؟ عرض کی حضور دودھ ہے۔ فرمایا بغل میں لپیٹ کر کیوں لیا ہے عرض کی گرم ہے اس لیے لپیٹ رکھا ہے۔ دکھاؤ۔ ڈرتے ڈرتے بوتل کو تھوڑا سا ننگا کیا دیکھا سفید سفید ہے اور گرم بھی۔" جان بچی سو لاکھوں پائے۔ مولانا روم علیہ الرحمہ لکھتے ہیں

شد خطاب سوئے اُو از ذوالمنن از دُعا کردم خمر شریں لبن
گرم بگفتار تو کردم بدیں شانِ خیر الراحمیں دارم بہ بیں

احسانوں والے اللہ کریم وقادر نے فرمایا تیری توبہ والی دعا سے شراب کو میٹھا دودھ کر دیا ہے۔ مگر دعا میں تو نے گرم کرنے کا نہیں کہا تھا میں نے اسے تیرے حضرت عمر کو یہ بتانے پر کہ گرم ہے میری شان خیر الراحمین دیکھ کہ میں نے اسے گرم بھی کر دیا سبحان اللہ۔
اب بسم اللہ شریف کی فضیلت اور برکات کے سلسلہ میں ایک اور مشہور عام حکایت بیان کر کے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ ایک مشرک کی بیٹی نے بسم اللہ شریف کی فضیلت سنی تو جب وہ کوئی کام کرتی پہلے بسم اللہ پڑھ لیا کرتی۔ مشرک باپ کو یہ بات نہ بھاتی کئی بار اُس نے روکا لیکن وہ حسبِ معمول پڑھتی رہی۔ سختی سے منع کیا مگر وہ باز نہ آئی۔ خیال آیا کہ اب اگر مار پیٹ سے کام لوں، جوان بیٹی ہے لوگ کیا کہیں گے اسے کیوں مارا ایسا کون سا کام کر بیٹھی ہے یا غلطی ہوئی کہ زدوکوب کی نوبت آئی اس طرح تو بدنامی ہوگی۔ اُس نے سوچا کوئی ایسا کھیل کھیلا جائے کوئی داؤ، کوئی ایسی ترکیب لڑائی جائے کہ وہ خود ہی شرمسار ہو کر بسم اللہ پڑھنے سے ہٹ جائے۔ اس عمل سے رک جائے باز آ جائے۔ کہ بسم اللہ شریف پڑھنے کا کچھ فائدہ نہیں۔ مگر وہ کوتاہ اندیش قدرت کاملہ سے ناواقف۔ ناآشنا بے بلد اور بے بہرہ تھا۔ اُس نے اپنی ناقص عقل کی بناء پر اپنی سکیم کے مطابق اپنی بیٹی کو ایک سونے کی انگوٹھی لا کر دی اور کہا سنبھال کر رکھ لو۔ بیٹی اُس کی کارستانی سے ناواقف تھی۔ اُس نے جا کر اُطاق میں رکھ دی رکھتے ہوئے وہ دیکھتا رہا کہ کہاں رکھتی ہے۔ جب بیٹی ادھر اُدھر ہوئی تو اُس نے چپکے سے اٹھائی۔ جوشِ غضب سے اپنی سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اور بیٹی کے عمل کو غلط ثابت کرنے کے لیے نقصان کی بھی پرواہ نہ کی اور انگوٹھی لے جا کر دریا میں پھینک دی۔ پھر ایک آدھ دن بعد بازار سے ایک مچھلی خرید کر لایا اور بیٹی کو پکانے کے لیے دی۔ ساتھ ہی عزیز واقارب کو کھانے پر بلا لیا۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو کہنے لگا بیٹی وہ انگوٹھی لا کر انھیں دکھاؤ۔ بیٹی گئی اور انگوٹھی لا کر باپ کو پیش کر دی۔ دیکھا وہی انگوٹھی ہے۔ بہت حیران ہوا۔ وہ تو اسے سب کے سامنے شرمندہ کر کے بسم اللہ پڑھنے سے روکنا چاہتا تھا کہ اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ یہاں تو معاملہ ہی اُلٹ ہو گیا۔ تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ۔ اُسے کیا معلوم کہ مشیت ایزدی کو کیا منظور ہے۔ پشیمان اور شرمندہ ہو کر کہنے لگا کہ یہ تجھے کہاں سے ملی۔ بیٹی کہنے لگی اے باپ تو اس دعوت کے لیے مچھلی خرید کر لایا۔ میں نے بسم اللہ پڑھ کر مچھلی کا پیٹ چاک کیا اس کے اندر سے مجھے یہ انگوٹھی مل گئی۔ اللہ کریم قادر مطلق نے بیٹی کی آبرو رکھ لی اور وہ مشرک ایمان والا بن گیا۔

سامعین کرام! میں نے بسم اللہ شریف کی فضیلت و برکات اپنی بساط اور علم کے مطابق تفصیل سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ میں اور آپ عمل کرنے والے بن جائیں۔ میری اور آپ سب کی عاقبت نیک ہو۔ اب یہ سب بیان کرنے کے بعد آپ سے کہوں گا کہ فجر کی نماز کے بعد ایک تسبیح بسم اللہ شریف کی بمعہ دوسری تسبیحات پڑھ لیا کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اور آپ سب کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وما توفیقی الا باللہ۔ جب دعا مانگیں تو ناچیز ومسکین کے حق میں بھی ضرور دعا کر دیا کریں۔ اللہ آپ سب کا بھلا کرے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین۔ والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اکبر

توحید باری تعالیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

توحید

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ الطَّیِّبِیۡنَ وَالطَّاھِرِیۡنَ وَ اَصۡحَابِہِ الۡمُکَرَّمِیۡنَ رِضۡوَانُ اللّٰہِ عَلَیۡھِمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ط

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ط بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِیۡدِ قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (۱) اَللّٰہُ الصَّمَدُ (۲) لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ (۳) وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ (۴)

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیۡ شَانِ حَبِیۡبِہٖ مُخۡبِرًا وَّ اٰمِرًا ط اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ط

درود شریف پڑھیں۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ   وعلیٰ آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

بزرگو، دوستو اور عزیزو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے آج آپ کے سامنے سورۂ اخلاص کی تلاوت کی ہے۔ جو پارہ عم یعنی تیسویں پارے میں ہے اور عموماً ہر نماز میں سورۂ فاتحہ یعنی الحمد شریف کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ اس سورہ کے ترجمے سے پہلے اس کا شانِ نزول بیان کرتا ہوں تاکہ جو بات کرنے جارہا ہوں وہ اچھی طرح سمجھ آسکے۔ حضرت اُبی بن کعب، جابر بن عبداللہ، ابو العالیہ، شعبی اور عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا ہے کہ مکہ معظمہ کے کفار اکٹھے ہوئے اُن میں عامر بن طفیل اور زید بن قیس وغیرہ تھے۔ اُنھوں نے کہا اے محمد (ﷺ) آپ ہمارے واسطے اپنے پروردگار کا حال بیان کریں کہ وہ کس چیز کا ہے سونے کا یا چاندی کا لوہے کا یا تانبے کا۔ اس لیے کہ ہمارے معبود تو ان چیزوں کے ہیں۔ اُن کا خیال تھا کہ آپ ﷺ کا خدا بھی اُن کے خداؤں، معبودوں کی طرح نعوذ باللہ کسی مادی شے کا بنا ہوگا۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا خدا اپنی صورت میں کسی چیز سے مشابہت نہیں رکھتا۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سورت کو نازل فرمایا اور فرمایا

"قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے "اَللّٰہُ الصَّمَدُ" اللہ ہی بے نیاز یعنی کسی کا محتاج نہیں ہے۔ "لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ" نہ اُس کی کوئی اولاد نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ "وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ" نہ اُس کے جوڑ کا کوئی۔

صفات وذات میں یکتا ہے تو اے قادرِ مطلق   نہ تیرا کوئی ثانی ہے نہ کوئی مشترک تیرا

ربوبیت اور اُلوہیت میں صفات وذات کے ساتھ موصوف ہے۔ حد حدود، جسم واجسام، شکل واشکال، مثل ونظیر وشبیہ سے پاک

ہستی ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ یہاں بتوں کا ذکر آیا ہے تو عرض کرتا چلوں کہ بحمد للہ مسلمان بتوں کی پوجا تو نہیں کرتے کہ شرک ہے مگر آج کل دو بڑے بتوں کی پوجا عام ہے۔ نمبر ایک حُبِ مال کا بت۔ دوسرے حُبِّ جاہ کا بت۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے حضور ﷺ نے فرمایا "مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ" یعنی دو بھوکے بھیڑیوں کو کسی بکریوں کے غلے میں چھوڑ دیا جائے تو وہ ایسی تباہی نہیں مچاتے جس قدر حبِ مال و حُبِ جاہ کسی آدمی کے دین کو برباد کرتے ہیں۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا "اَلدُّنْيَا جِيفَةٌ وَ طَالِبُهَا كِلَابٌ" دنیا ایک مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں۔

یہ بھی فرمایا ہے "حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ" دنیا کی محبت سب خطاؤں کی جڑ ہے۔

توبہ کے سلسلہ میں آئندہ کبھی تفصیل سے بیان کروں گا۔ فی الوقت حبِ مال (ہوا اور حرص) کے عظیم نقصان کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔ حضرت عطاء بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی جب باری تعالیٰ کا قول نازل ہوا "وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ" یعنی کون بخشتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا اور اصرار نہ کیا اُنھوں نے یعنی توبہ کے بعد اُس گناہ پر کہ صادر ہوا اُن سے یعنی دوسری بار وہ کام نہ کیا ہو جانتے ہیں کہ "جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ" بدلہ اُن کا بخشش ہے اُن کے پروردگار کے پاس۔

تو رویا ابلیس لعین اپنے لشکر سمیت اور مٹی ڈالی اپنے سر پر اور افسوس کے ساتھ پکارا۔ یہاں تک کہ ہر جنگل اور دریا سے اُس کا لشکر آیا۔ پس انھوں نے کہا اے صاحب ہمارے کیا ہے؟ ابلیس نے کہا کہ کتاب اللہ تعالیٰ میں ایک آیت نازل ہوئی کہ اب کوئی گناہ بنی آدم کو نقصان نہ دے گا۔ انھوں نے پوچھا وہ آیت کیا ہے؟ پس اُس نے اُن کو اس آیت کی اطلاع دی۔ انھوں نے کہا کہ ہم اُن کے واسطے ہوا اور حرص کے دروازے کھولیں گے پس نہ وہ توبہ کریں گے اور نہ استغفار اور مر جائیں گے وہ کہ حق پر ہیں۔ پس خوش ہوا شیطان۔ پس معلوم ہوا حبِ مال اور لالچ بُری بلا ہے۔ کہتے ہیں طمع "راسہ حرف اند و ہر سہ تہی"۔ یعنی لفظ طمع کے تین حرف ہیں (ط۔م۔ع) اور تینوں نقاط سے خالی ہیں اس لیے حُبِ مال کا انجام جیسے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ دین کی بربادی کا سبب بنتا ہے۔

سورۂ اخلاص میں توحید کا ایک واضح تصور موجود ہے اور غیر خدا پوجا اور پرستش شرک ہے۔ والد گرامی امیر شریعت راہبر طریقت حضرت پیر سید محمد شریف شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ ونور اللہ مرقدہ، مزار کوٹ خادم علی شاہ ساہیوال، فرمایا کرتے تھے کہ بار بار آئینہ دیکھنا بھی خود پرستی کے زمرہ میں آتا ہے جسے بت پرستی ہی کی ایک شکل سمجھنا چاہیے۔

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب صورت بات کہی ہے:

صورت نہ پرستم من بت خانہ شکستم من — آں سیل سبک سیرم ہر بند گستم من

میں صورت کو نہیں پوجتا یعنی بت پرست نہیں ہوں بلکہ بت خانے کو توڑنے والا ہوں۔ میں وہ تند و تیز سیلاب وطوفان ہوں جو بند توڑ کو کھولتا ہوں۔ حضرات گرامی معبود صرف اللہ ہے۔ دوسرے پارہ سورۃ البقرہ آیت نمبر 163 میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے "وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ "اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں سوائے اُس کے وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔ اور آیت نمبر 255 آیت الکرسی میں فرمایا "اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ "اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ابو داؤد اور ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیات میں ہے۔ اسی طرح پارہ نمبر 3 سورۃ آل عمران آیت نمبر 62 میں ہے "وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ "فرمایا اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک اللہ ہی غالب حکمت والا ہے۔ یہ نصاریٰ نجران کے جواب میں فرمایا۔ مباہلہ کا فیصلہ ہوا مگر وہ اس سے بھی بھاگ گئے۔

پارہ 6 سورۃ النساء آیت 171 "اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ "اللہ تو ایک ہی خدا ہے یہاں وضاحت کی گئی کہ حضرت عیسیٰ بن مریم رسول ہیں اور اللہ ایک ہی ہے اور بیٹے اور اولاد سے پاک ہے۔

پارہ 7 سورۃ المائدہ میں فرمایا "وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ "اور کوئی دوسرا خدا تو نہیں مگر ایک خدا (نہ کوئی ثانی نہ کوئی ثالث واحدانیت کے ساتھ موصوف)

پارہ 7 سورۃ الانعام آیت 46۔ "مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ "۔ اور اللہ کے سوا کون خدا ہے کہ تمہیں یہ چیز لادے۔ (کفار کو بتایا جارہا ہے کہ بت معبود نہیں وہ مجبور ومحتاج ہیں۔ دھات اور پتھر کے بنائے ہوئے بے جان وہ کچھ نہیں دے سکتے وہ خود ہل جل نہیں سکتے۔ انھیں شکل وصورت انسان ہی دیتے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں۔

پارہ 8 سورۃ الاعراف آیت 65 "يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ "حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم عاد کو فرماتے ہیں اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

یہ قرآن پاک سے چند مثالیں دی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے صرف ایک ہی معبود ہونے کا ذکر سورہ ابراہیم آیت 52 سورۃ النحل آیت 22 سورۂ بنی اسرائیل آیت 22 سورۃ الکھف آیت 110 سورۃ الانبیاء آیت 108 سورۃ الحج آیت 34 سورۃ المؤمنون آیت 91 سورۃ النمل آیت 60 سورۃ القصص آیت 71 سورۃ ص آیت 65 سورۂ حم السجدہ آیت 6 سورۃ الزخرف آیت 84 سورۃ الطور آیت 43 میں موجود ہے۔

حضرات گرامی اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز کا خالق (پیدا کرنے والا ہے) ساتویں پارہ سورۃ الانعام آیت 102 میں فرمایا "لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہر چیز کا خالق یعنی بنانے والا ہے۔

پارہ 12 سورۂ ہود آیت نمبر 7 "وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَي الْمَاۗءِ "اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا اور اُس کا عرش پانی پر تھا۔ "لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا "کہ تمہیں آزمائے تم میں کس کا

عمل اچھا ہے یعنی کون شکر گزار متقی اور فرمانبردار ہے۔

پارہ 25 سورۃ الشوریٰ آیت 49،50 میں ارشاد فرمایا:

" لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ "

اللہ ہی کے لیے ہے زمین کی سلطنت وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہے بیٹیاں عطا فرماتا اور جسے چاہے بیٹے بخش دیتا ہے یا بیٹے اور بیٹیاں دونوں عنایت کرتا اور جسے چاہے بانجھ کرے یعنی بے اولاد رکھے۔ بے شک وہ علم وقدرت والا ہے۔

انبیاء علیہم السلام میں بھی یہ سب صورتیں پائی جاتی ہیں حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام کے صرف بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صرف فرزند تولد ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں اور سید الانبیاء حبیب کبریا ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے چار فرزند اور چار صاحبزادیاں عطا فرمائیں اور حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی اولاد ہی نہیں ہوئی۔

پارہ 3 سورۃ البقرہ آیت 259 اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

" اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّ هِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ "۔

تو کیا تو نے نظر نہ کی اُس کے حال پر جو گزرا ایک قصبہ پر کہ ڈھیا ہوا یعنی گرا ہوا پڑا تھا اپنی چھتوں پر۔ کہنے لگا کہ کس طرح زندہ کرے گا اللہ اس کی موت کے بعد؟ تو اس شخص کو مردہ رکھا اللہ نے سو برس پھر اُس کو جلا اُٹھایا پوچھا تو کتنی دیر مردہ رہا؟ اس نے جواب دیا رہا ہوں گا ایک دن یا اس سے کم۔ فرمایا بلکہ رہا سو برس۔ اب دیکھ اپنے کھانے اور پینے کو کہ سڑا نہیں اور دیکھ اپنے گدھے کو اور تاکہ ہم بنائیں تجھ کو نمونہ لوگوں کے لیے اور دیکھ ہڈیوں کی جانب کہ کیونکر ہم ان کا ڈھانچہ بناتے ہیں اور پھر ان کو پہنا دیتے ہیں گوشت۔ پھر جب اُس کو کُھل گیا (حقیقت ظاہر ہوگئی) تو بولا کہ میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ جب بُخت نصر بیت المقدس کو اُجاڑ کر بنی اسرائیل کو گرفتار کر کے لے گیا اور حضرت عزیر علیہ السلام جن کو یہودی خدا کا بیٹا کہتے تھے (نعوذ باللہ من ذالک) تو وہ بیت المقدس کے پاس اپنے گدھے پر گزرے آپ کے ساتھ ایک برتن کھجور اور انگور کا تھا۔ آپ اپنے دراز گوش پر تمام بستی میں پھرے کسی شخص کو وہاں نہ پایا۔ بیت المقدس کی ویرانی دیکھ کر بنظر تعجب بولے "اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا " یعنی کہ بستی میرے پیچھے کیونکر زندہ اور آباد ہو جائے گی۔ آپ نے اپنے

حمار کو باندھا اور آرام فرمایا۔ اسی حالت میں روح قبض کر لی گئی۔ گدھا بھی مر گیا۔ یہ صبح کا وقت تھا۔ اس کے ستر برس بعد اللہ تعالیٰ نے شاہ فارس کو مسلط کیا اُس نے بیت المقدس کو پہلے سے بہت آباد کیا۔ بنی اسرائیل کے جو لوگ باقی رہے تھے اللہ تعالیٰ پھر وہاں لایا اور اُن کی تعداد بڑھتی گئی۔ مگر حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ پاک نے مارے رکھا اور لوگوں سے پوشیدہ رکھا۔ پھر زندہ کیا۔ پہلے آنکھوں میں جان آئی اور آپ کے دیکھتے ہی دیکھتے مردہ جسم زندہ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے کھانے کی حفاظت فرمائی کہ وہ بُسا تک نہیں۔ دوسری طرف دراز گوش حمار یعنی گدھے کا ڈھانچہ انجر پنجر جو بگڑ بگڑا کر برابر ہو گیا تھا پھر دیکھتے ہی دیکھتے حضرت عزیر علیہ السلام کے سامنے اللہ پاک نے زندہ فرما دیا۔ گدھے کے اعضا آپ کے سامنے یکجا ہوئے ہڈیوں پر گوشت چڑھا۔ بال نکلے پھر اس میں روح پھینکی وہ کھڑا ہو گیا۔

پارہ 3 سورۃ البقرہ آیت 260 "وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ"

اور جب عرض کی ابراہیم علیہ السلام نے اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے زندہ کرے گا۔ فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے فرمایا تو چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے (مانوس کر لے) پھر ان کا ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انھیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

حضرت حسن نے کہا کہ اصل سبب اس سوال کا یہ ہے کہ ایک روز حضرت ابراہیم ایک مردار کے پاس گزرے۔ ابن جریج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ ایک دنبہ کا مردار تھا مگر تفسیر کنز الایمان میں حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں کہ مفسرین نے لکھا ہے کہ سمندر کے کنارے ایک آدمی مرا پڑا تھا جوار بھاٹے میں سمندر کا پانی چڑھتا تو مچھلیاں اور دریائی جانور اُس کو کھاتے جو کچھ گرتا بہہ جاتا جب اُتر جاتا تو جنگل کے درندے کھاتے جو کچھ اُن سے گرتا مٹی میں مل جاتا۔ درندے جاتے تو پرندے آتے جو کچھ اُن سے گرتا ہوا اڑا لے جاتی تھی۔ حضرت ابراہیم نے تعجب کیا اور شوق پیدا ہوا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی یارب تحقیق میں جانتا ہوں اور یقین ہے کہ تو اس مردے کو جمع فرمائے گا درندوں کے شکموں میں سے پرندوں کے پوٹوں اور انتڑیوں سے اور دریائی جانوروں کے پیٹوں سے لیکن مجھے اس عجب منظر کی خواہش وتمنا ہے کہ میں دیکھوں اس کو اور میرا یقین زیادہ ہو۔

ایک تفسیر میں یوں بھی ہے کہ حضرت ابراہیم نے نمرود بن کنعان بادشاہ کو اللہ کی صفت زندوں کو مارنا اور مردوں کو زندہ کرنا بتایا تو نمرود بولا کہ تو نے کبھی خدا کو جلاتے یعنی زندہ کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے؟ حضرت ابراہیم ہاں نہ کہہ سکے۔ اس لیے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس معائنہ کے بعد کسی حجت کرتے وقت ساکت خاموش نہ ہونا پڑے اور کہہ سکوں ہاں میں نے

بچشم خود مردوں کو زندہ ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

القصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان کے مطابق چار پرندے لیے۔ طاؤس یعنی مور، مرغ، کبوتر اور کوا۔ بعض نے کہا سبز بط، سیاہ کوا، سفید کبوتر اور سرخ مُرغ ذبح کیا۔ پر نوچ ڈالے اور قیمہ کر کے پروں خون اور گوشت کو آپس میں ملا کر چار حصے کیے اور چار پہاڑوں پر رکھا اور اُن کے سر ہاتھ میں لے کر آواز دی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فضا میں اڑتے ریزے دیکھے اگر اس کے ساتھ کا اس طرف نہ ملتا تو دوسری طرف چلا جاتا حتی کہ اکھٹے ہو کر ہر ایک اپنے سروں کی طرف پنجوں کے بل دوڑتے ہوئے آکر سروں سے ملے اور اُڑ گئے۔ سبحان اللہ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر بات پر قادر ہے وہ ذات پاک مردہ سے زندہ کو پیدا کرتا ہے اور زندہ سے مردہ کو۔

پارہ 6 سورۃ المائدہ آیت نمبر 17 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

اور اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور ان کے درمیان کی جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ رب العزت تمام کائنات کا مالک ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ کریم رازق ہے سورہ ہود پارہ 12 آیت نمبر 6 میں فرمایا "وَمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ" اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا یعنی جائے سکونت کو جانتا ہے اور کہاں سپرد ہو گا یعنی جائے پیدائش یا مدفن یا مکان یا موت یا قبر سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے یعنی لوح محفوظ میں۔

سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق روایت ہے کہ ایک بار آپ نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر اُس پیش امام نے آپ سے پوچھا کہ آپ نہ تو کوئی کام کرتے ہیں نہ ہی کسی سے کچھ لیتے ہیں پھر آپ کس طرح گزارہ کرتے ہیں اور کہاں سے کھاتے ہیں؟ فرمایا پہلے دوبارہ نماز کی قضا ادا کر لینے دو۔ اُس پیش امام نے کہا اعادہ کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست نہیں جو رازق کو نہ جانتا ہو۔

پارہ 13 سورۃ الرعد آیت نمبر 16 میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے "قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ" تم فرماؤ اللہ ہر چیز کا بنانے والا ہے اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے۔ سورۂ رحمٰن پارہ 27 میں عطا کی گئی نعمتوں کا ذکر فرماتے ہوئے اکتیس مرتبہ فرمایا "فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ" تو اے جن وانس تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا سورۂ رحمٰن میں نے جنات کو سنائی وہ تم سے اچھا جواب دیتے تھے۔ جب میں آیت "فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ" پڑھتا وہ کہتے اے رب ہمارے ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے۔

سامعین وحاضرین یہ انسان ہی جو ناشکرا ہے۔

جو شکر نہیں کرتے نعمت پہ ادا تیرا سمجھا ہے پرے تجھ کو ادراک کی سرحد سے

وہ اللہ ہی ہے جس نے آدمی کو کھنکھناتی مٹی سے بنایا جیسے ٹھیکری اور جن کو بنایا آگ کے کوئلے سے یعنی خاص دھوئیں والے شعلے سے۔ فرمایا تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

پارہ نمبر 2 سورۃ البقرہ آیت نمبر 255 آیت الکرسی جس میں سترہ بار اللہ کی صفات ذکر بمع اُلوہیت آیا ہے اسی میں فرمایا "لَهٗ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ" اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اللہ اللہ اور وہ بھی بلا شرکت غیرے۔ کوئی اُس کا ساجھی حصے دار اور شریک نہیں۔ مشرکین و کفار چاند سورج ستاروں کو پوجتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں یا دریاؤں، پہاڑوں، شجر و حجر یعنی درختوں، پتھروں، جانوروں اور آگ جن کا تعلق زمین سے ہے ان سب کا خالق پیدا کرنے والی تو فقط اللہ رب العزت کی ذاتِ بابرکات ہے۔ وہ شریک کیسے ہو سکتے ہیں اور قابل پوجا اور پرستش کیسے؟

پارہ 12 سوۃ الفرقان آیت نمبر 2 میں فرمایا "وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا" اُسی کی سلطنت میں کوئی ساجھی یعنی شریک، حصہ دار نہیں اُس نے ہر چیز پیدا کر کے ٹھیک اندازہ پر رکھی۔ اس آیت شریفہ میں بھی بتوں کا ردّ فرمایا گیا ہے جنھیں جاہل خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

اللہ کریم جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت دے ایسا کرنا سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی مشیت اور حکمت پر منحصر ہے اور کسی کو دم مارنے کی جا نہیں۔

پارہ 3 سورۂ آل عمران آیت نمبر 26 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ" یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جس کو چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے "وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ سبحان اللہ

اس کی شانِ نزول بھی اللہ کی حکمت ظاہر فرماتی ہے کہ فتح مکہ کے وقت سید الانبیاء ﷺ نے اپنی اُمت کو ملک فارس اور روم کی سلطنت کا وعدہ دیا تو یہود و منافقین نے اس بات کو بہت بعید اور ناممکن جانا اور کہنے لگے کہاں محمد ﷺ اور کہاں فارس و روم کے ملک وہ بڑے زبردست اور نہایت محفوظ ہیں۔ اس پر یہ مذکورہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ آخر اللہ کا فرمان اور حضور ﷺ کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔ پارہ 26 سورۃ الفتح آیت نمبر 14 میں ارشاد فرمایا:

"وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا"

اور اللہ کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت جسے چاہے بخشے جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاضرین گرامی! زمین و آسمان میں اُسی کی حاکمیت ہے جو چاہے کرے کسی کی کیا اوقات اور مجال کہ چوں و چرا کرے اُس کی حکمت اور مشیت وہ خود جانے انسان تو مجبورِ محض ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔

پارہ 30 سورۃ النبا (عم یتسالون) آیت نمبر 37 " رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا " رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے رحمٰن کہ اس سے بات کرنے کا اختیار نہ رکھیں گے یعنی اللہ کے خوف کی وجہ سے۔

" مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ " کون ہے وہ ایسا جو اللہ کے پاس اُس کے اذن کے بغیر شفاعت کر سکے۔ جب اللہ کے خوف سے بات نہ کر سکیں گے اور اُس دن حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب انبیاء گناہگاروں کی شفاعت کی بھی حامی نہ بھریں گے۔

سورۃ النبا آیت 38 میں فرمایا " یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ صَفًّا ۙۗ لَا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا " جس دن جبرائیل کھڑا ہوگا سب فرشتے پرا باندھے کوئی نہ بول سکے گا (اُس کے رعب و جلال سے) مگر جسے رحمٰن نے اذن دیا (کلام یا شفاعت کا) اور وہ ٹھیک ٹھیک بات کرے گا۔ یعنی حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی صرف ذات گرامی ہوگی جو شفاعت اور وسیلہ کے منصب پر فائز ہوگی جسے اللہ غفور الرحیم نے رؤف رحیم فرمایا۔ قیامت کا دن بڑا سخت ہوگا حساب کتاب کا دن۔ الامان۔ عرض کیا ہے:

بڑا ہی سخت ہوگا روزِ محشر — پسینہ پسینہ نہائے گا ہر کوئی
بھٹکتے پھریں گے گناہ گار در در — حشر میں ملے گا وسیلہ نہ کوئی
پریشان ہوکر ناکام ہو کر — ہوگا پیش آقا جو مجرم ہے کوئی
بخشش کو مانگیں گے سجدہ میں حضرت — سوائے اُنھی کے نہیں اور کوئی
الٰہی ہو مغفور ہر کس و ناکس — جو ہے کلمہ گو اور حُب دار کوئی
فضل ہوگا یزداں بصدقہ شفاعت — رہے گا نہ محروم ذوالفقار کوئی

احادیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ اوّلین و آخرین کو ایک وسیع اور ہموار میدان میں جمع فرمائے گا کہ سب دیکھنے والے اُسی کے پیش نظر ہوں اور پکارنے والے کی آواز سنیں۔ دن طویل ہوگا اور آفتاب یعنی سورج کو اس روز دس برس کی گرمی دیں گے پھر لوگوں کے سروں سے قریب کریں گے یہاں تک کہ بقدر دو کمان کے فرق رہ جائے گا پسینے آنا شروع ہوں گے قد آدم تو پسینہ زمین میں جذب ہو جائے گا پھر اوپر چڑھنا شروع ہوگا۔ یہاں تک کہ آدمی غوطہ کھانے لگیں پھر گناہگار شفاعت ڈھونڈیں گے۔ کوئی پرسان حال نہ ہوگا ہر نبی فرمائے گا " اِذْهَبُوْا اِلٰى غَیْرِیْ " میں شفاعت نہیں کر سکتا کسی دوسرے کی طرف رجوع

کرو۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سے ایسا ہی جواب ملے گا۔ آخر وہ تھک ہار کر ملجائے عاجزاں ماوائے بیکساں حضور پُرنور شافع یوم النشور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عارض ہوں گے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں نے کیا خوبصورت شعر کہا ہے:

مجرم کو بارگاہِ عدالت میں لائے ہیں　　تکتا ہے بے کسی میں تیری راہ لے خبر

اے شافع اُمم شہ ذی جاہ لے خبر　　للہ لے خبر میری للہ لے خبر

تو آپ ﷺ فرمائیں گے "اَنَا صَاحِبُکُمْ" میں تمہارا صاحب ہوں میں شفاعت کے لیے ہوں۔

راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بخاری، مسلم، ترمذی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ بخاری، مسلم اور ابن ماجہ۔

اللہ اللہ! جب روز محشر حاشر یعنی حضور نبی کریم رؤف رحیم اللہ تبارک وتعالیٰ غفور رحیم کے آگے سجدہ ریز ہوں گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا۔ "یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ، سَلْ تُعْطَ، اِشْفَعْ تُشَفَّعْ" اے محمد اپنا سر اُٹھاؤ بولو تمہاری بات سنی جائے گی مانگو تم کو دیا جائے گا شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہو گی۔ سبحان اللہ۔

ادھر اُمت کی حسرت پر اُدھر خالق کی رحمت پر　　نرالا طور ہو گا گردشِ چشمِ شفاعت کا

ابو نُعیم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور امام بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دلائل النبوۃ میں راوی حضرت سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں کہ جب میں حسبِ ارشاد الٰہی سیر سماوات سے فارغ ہوا تو اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے ربّ میرے مجھ سے پہلے جتنے انبیاء تھے سب کو تو نے فضائل بخشے ابراہیم کو خلیل کیا، موسیٰ کو کلیم، داؤد کے لیے پہاڑ مسخر کیے، سلیمان کے لیے ہوا اور شیاطین اور عیسیٰ کے لیے مُردے جلانے یعنی زندہ کرنے، میرے لیے کیا کیا؟ ارشاد ہوا کیا میں نے تجھے ان سب سے زیادہ بزرگی عطا نہ کی میری یاد نہ ہو جب تک تو میرے ساتھ یاد نہ کیا جائے۔ اور اس کے سوا اور فضائل ذکر فرمائے۔ یہ الفاظ تو حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کچھ یوں ہے اللہ نے فرمایا جو میں نے تجھے دیا وہ ان سب سے بہتر ہے۔ میں نے تجھے کوثر عطا فرمایا اور میں نے تیرا نام اپنے نام کے ساتھ رکھا جوفِ آسمان میں اُس کی ندا ہوتی ہے اور میں نے تیری شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے اور تیرے سوا کسی نبی کو یہ دولت نہ دی۔ صحیح حدیث میں فرمایا کہ روزِ قیامت تمام خلائق میری طرف نیاز مند ہو گی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ۔

قصص الانبیاء میں ہے معراج کی شب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے حبیب عرش و کرسی، لوح و قلم، زمین و آسمان، نباتات و جمادات بلکہ کل کائنات چھ ہزار عالم بارہ ہزار تری کے اور آفتاب و مہتاب اور ستارے اور بروج اور بہشت اور دوزخ تیری محبت کے سبب میں نے بنائے ہیں۔ اور اسی وقت اجازت ہے جو چاہے سو مانگ اور میں تیری منہ مانگی مراد پوری کروں گا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے سر مبارک سجدہ میں رکھ کر خداوند قدوس اللہ رب العزت سے عرض کی میں اُمت گنہگار رکھتا ہوں اور تیرے عذاب

سے ڈرتا ہوں لہٰذا میری اُمت کے گناہ بخش دے اور اس کو دوزخ کی آگ سے پناہ دے۔

عرش پر پہنچے جس دم میرے مصطفٰے ۔۔۔ باتیں خالق سے ہونے لگیں برملا
مانگ جو مانگنا ہے یہ حق نے کہا ۔۔۔ شہ نے فرمایا بس آرزو ہے یہی

یا خدا اُمتی اُمتی اُمتی

پھر حضور ﷺ نے سجدہ کرتے ہوئے عرض کی یا الٰہی تمام گناہ میری اُمت کے اپنے فضل وکرم سے بخش دے۔ پھر جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا میں نے تیری اُمت کے آدھے گناہ بخش دیے پھر آنحضرت ﷺ نے سجدہ کرتے ہوئے عرض کی تو جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا جو کوئی صدقِ دل سے کلمہ طیبہ ایک بار پڑھے اور اس کے مضمون پر کامل اعتماد کرے اس کو ضرور بخشوں گا اگرچہ وہ گنہگار ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ کلمۂ شرک تک پہنچا ہو گا تو اُس کو ہرگز نہ بخشوں گا اور اس کو جہنم کے عذاب سے نجات نہ دوں گا۔ استغفر اللہ، الامان یا اللہ

پارہ 30 سورۂ والضحیٰ آیت نمبر 5 میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ اللہ اللہ۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم ۔۔۔ خدا چاہتا ہے رضائے محمد

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر مسلم اُمت کے حق میں دعا فرمائی اور عرض کیا "اَللّٰهُمَّ۔ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ" قصہ مختصر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو حکم دیا میرے حبیب سے کہو ہم آپ کو اُمت بارے عنقریب راضی کریں گے اور آپ کو گراں خاطر نہ ہونے ہونے دیں گے۔ اس سے پہلے آیت نمبر 4 میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے "وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى" یعنی اے محبوب بے شک تمہاری پچھلی (آنے والی) زندگی پہلے سے بہتر ہے۔ عرض کیا ہے۔

ودھی جائی اے شانِ رسول اکرم ۔۔۔ پڑھ کے ویکھ سورۂ والضحیٰ تائیں
راضی ہوویں گا کراں گا اپنا عطا ۔۔۔ رب آکھیا بدرالدجیٰ تائیں

تفسیر عزیزی میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ میں راضی نہ ہوں گا جب تک اپنی اُمت سے ایک ایک آدمی کو بہشت میں داخل نہ کرلوں گا۔ حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی تفسیر کنز الایمان میں تحریر کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہے گا میں راضی نہ ہوں گا۔ اللہ اللہ! اُمت کی بخشش کی کتنی فکر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ"

یعنی تمہارے پاس رسول آئے تمہارے نفسوں میں سے تمہارا مشقت میں پڑنا اُن پر گراں گزرتا ہے وہ مومنوں کے لیے یعنی

بخشش کے لیے حریص ہیں اور رروف رحیم ہیں۔اے اللہ کریم غفور الرحیم حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے میری عرض سن لے۔

باقی زندگی گزرے میری وچہ ریاضت استغفار

شرمندہ ہاں اوس ویلے توں وقت گوایا مولیٰ

ملے شفاعت ذوالفقار نوں یا رب حشر دہاڑے پاک نبی دی

کرن شفاعت تے بخش دیواں گا توں فرمایا مولیٰ

آیت "لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ" اللہ کا ہی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے کون ہے جو شفاعت کرے اُس کے پاس بے اذن (بلا اجازت)۔

اُمید ہے اس بات کی خوب وضاحت ہو گئی۔ میں نے ابتداء میں سورۂ اخلاص "قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ" کی تلاوت کی تھی۔سورہ کی شانِ نزول ترجمہ اور اللہ رب العزت کی وحدانیت معبودیت ،ملکیت اور حاکمیت کا بیان ہو چکا۔اب حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذاتِ پاک کو جاننے کے متعلق کچھ بیان کرتا چلوں۔

تفسیر عزیزی میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کو جاننے کے معنی جس قدر شریعت میں وارد ہیں یہ ہیں کہ اجمال کے طور پر سمجھ لیجیے کہ حق تعالیٰ کی ذات ہماری عقل و وہم اور ادراک سے برتر ہے اور کوئی نالائق صفت ،نقصان اور عیب اُس کے جاہ وجلال اور سراپردون کے قریب نہیں بھٹکتے۔اور تفصیل سے بھی سمجھ لینا چاہیے کہ وہ ذاتِ پاک نہ جوہر ہے نہ جسم نہ عرض اور کُل اور بعض کو اس میں گنجائش نہیں اور صوت اور حد اور نہایت اور مکان اور مجلس کی قید ہرگز اس کو لائق نہیں ہوتیں۔اور نہ کوئی چیز اس سے مشابہت رکھتی ہے اور نہ وہ کسی چیز سے مشابہت رکھتا ہے۔پس مثل اور شریک سے اور جورو اور بچوں سے اور کھانے اور پینے سے اور جو چیزیں کہ حدوث اُن کا لازم ہے یا موجب زوال اور فناہ کی ہیں وہ ذاتِ پاک ان سے پاک اور مُبرّٰ ہ ہے۔عرض کیا ہے:

تیری صفت ثنا کی کراں بیان ربا،میرے فہم دی پہنچ توں بہت بالا

حد حدود تے جسم اجسام توں پاک ہیں توں، ہے شان تیری بہت اعلیٰ

بے شمار مخلوق زمیں آسماں تے جنت دوزخ کیتے کُن دے نال اک وار پیدا

ہور پہاڑ جنگل تے چن سورج ہوئے نالو نال اُس وار پیدا

پھُل پھَل تے جنس اشجار پودے کتنے کتنے عجیب بناد تے

وکھو وکھری شکل اے ہر اک دی اک بیج توں رنگ وٹا دتے

مارے جھاتی جے کوئی کائنات اندر قدرت صاف تیری نظر آ جاوے

کوئی منے نہ منے قصور اُوہدا چام چڑک کیویں روشنی پا جاوے
تیری ذات واحد توں ہیں احد نیں شریک تیرا لاشریک ہیں توں
نظر آوندی وحدت فی الکثرت نیں نظیر تیری ، بے مثال ہیں تو

پارہ 9 سورۃ الاعراف آیت نمبر 180 میں ہے "وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا" وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اَسْمَآئِهٖ "
اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اُسے اُن سے پکارو اور اُنھیں چھوڑ دو جو اُس کے ناموں میں حق سے نکلتے ہیں وہ جلد اپنا کیا پائیں گے۔

تفسیر کنز الایمان میں ہے ابو جہل نے کہا تھا کہ حضرت محمد ﷺ کا دعویٰ تو یہ ہے کہ یہ ایک پروردگار کی عبادت کرتے ہیں پھر وہ اللہ اور رحمٰن دو کو کیوں پکارتے ہیں۔ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اُس جاہل بے خرد کو بتایا گیا کہ معبود تو ایک ہی ہے نام اس کے بہت ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے (99) نام جس کسی نے یاد کر لیے جنتی ہوا۔

اُسی کی آیت قدرت ہے کہ انسان کی لسان و لون میں نوعیں جدا جدا ہیں علم
اُسی کی ذات مقدس کے سامنے سجدہ اُسی کے اسم اعظم کے واسطے ہے قسم

اللہ رب العزت کے اسماء الحسنیٰ کا ادب و احترام لازم ہے۔ مفسرین کے گروہ نے کہا ہے کہ جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتِ پاک کو جاننا ضروری ہے اسی طرح اُس کے پاک ناموں کی تعظیم وحرمت واجب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسماء گرامی کو پاک رکھنے کے معنی ہیں کہ اس کے نام کو کسی ایسی چیز پر جو نقصان اور عیب پر دلالت کرتی ہو نہ لیں۔ جن بچوں کے نام اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسمائے گرامی کے ساتھ رکھے ہوں بگاڑ کر نہ لیے جائیں اور نہ وہ نام لے کر نفرت کا اظہار کیا جائے اور نہ گالی دی جائے۔ بہت احتیاط ضروری ہے۔ قصہ مختصر اللہ رب العزت کی حمد وثناء بیان کرنا مجھ جیسے کم علم، ناقص العقل کے بس کی بات نہیں۔
کسی پنجابی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

بس میاں تعریف خدا دی تیتھوں ہووے ناہیں لا اُحصیٰ ثناء علیک جو سرور آکھ سنائی

حضرات گرامی سورہ اخلاص توحید کا ایک واضح تصور بیان کرتی ہے۔ اس لیے اس کے پڑھنے کی بھی بہت فضیلت ہے۔ جسے مختصر بیان کر کے اجازت چاہوں گا۔

❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے سورۂ اخلاص ایک بار پڑھی گویا پڑھی ایک تہائی قرآن کی۔ اور جس نے پڑھی دو بار گویا پڑھی دو تہائیاں (2/3) قرآن کی اور جس نے تین بار پڑھی گویا پڑھا کل قرآن اور جس نے دس بار پڑھی بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے واسطے جنت کے بیچ یاقوت سرخ سے مکان۔

❁ ایک حدیث شریف حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص پڑھے "قُلْ

ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" بعد نماز فجر کے دس مرتبہ نہیں پہنچتا طرف اس کے کوئی گناہ اور اگر چہ کوشش کرے شیطان۔
حدیث میں آیا ہے کہ جس نے سورۂ اخلاص فرضوں کے بیچ پڑھی اللہ تعالیٰ نے اُس کو اور اُس کے والدین کو معاف کیا اور نام اُس کا دفتر بد بختوں سے مٹا دیا اور اُس کو نیک بختوں کے دفتر میں لکھا۔

✿ حدیث: حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص پڑھے سورۂ "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" کو ایک مرتبہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو اجر مثل اجر سو شہید کے۔

✿ حدیث: روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ میں خوف عذاب کا کرتا تھا اوپر اپنی اُمت کے شب و روز۔ یہاں تک کہ لائے جبریل علیہ السلام سورۂ "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" پس میں نے جان لیا کہ اللہ عذاب نہ کرے گا اوپر اُمت میری کے بعد اُترنے اس سورت کے۔ کیونکہ یہ سورت نسبت اللہ تعالیٰ کی ہے اور جس نے اس کو ہمیشہ پڑھا اُس کے سر کے اوپر کنارہ آسمان سے نیکی نچھاور ہوتی ہے۔ اور اُس کے اوپر آرام نازل ہوتا ہے اور اُس کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اُس کے پڑھنے والے کی طرف نظر کرتا ہے۔ پس اُسے معاف کرتا ہے۔ اور اس کے بعد کبھی عذاب نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اُس کو دیتا ہے۔

✿ روایت ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ کہا کہ ہم موضع تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ آفتاب سفید نظر آیا اور روشنی اُس کی پہلے کبھی ایسی دیکھی نہیں گئی۔ اور مابین اُس (تبوک) کے اور مدینہ کے ایک مہینہ کی مسافت تھی پس سورج متغیر ہو گیا۔ اتنے میں جبریل علیہ السلام نازل ہوئے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا اے جبریل کیا باعث (وجہ) ہے سورج کو متغیر دیکھتا ہوں؟ پس جبریل علیہ السلام نے کہا کہ فرشتوں کے پروں کی کثرت کی وجہ سے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیوں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آج معاویہ بن القردۃ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتوں کو بھیجا تا کہ اُن پر نماز پڑھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیوں؟ جبریل نے کہا کہ اُن کے "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" زیادہ پڑھنے شب و روز، چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے اور آتے جاتے اور ہر حال میں۔ پس جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں زمین کو قبض کر دوں تا کہ آپ اُن پر نماز پڑھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پس جبریل علیہ السلام نے اپنے دونوں پر زمین پر مارے پس زمین تنگ ہو گئی (فاصلہ سمٹ گیا) حضور ﷺ نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے دیکھا ستر ہزار ملائکہ پیچھے صف باندھے اُس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہیں۔

✿ حدیث: روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے دروازے پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک شخص کا جنازہ آیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا اوپر اس کے قرض ہے لوگوں نے کہا ہاں۔ چار درہم ہیں اور بے ادا کیے رہ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم پڑھو البتہ میں نہیں پڑھتا ایسے شخص کے اوپر کہ قرض رکھتا ہو۔ اور بے ادا کیے مر جائے۔

حضرات! ذرا غور کریں کہ قرض کسی کا حق غصب کرنا ہے۔ حقوق العباد کے سلسلہ میں بڑی پکڑ ہوگی۔ جب تک قرض خواہ معاف نہ کرے جان خلاصی نہیں ہوگی اور آخرت میں قیامت کے دن مقروض کی نیکیاں قرض خواہ کے پلڑے میں ڈالی جائیں گے۔ مقام عبرت ہے کہ رحمۃ للعالمین جو سراپا رحمت ہیں انھوں نے مقروض کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار فرمادیا کہ کسی کا حق مار کر لے گیا ہے۔ اس لیے مولوی صاحبان جنازہ پڑھنے سے قبل کہا کرتے ہیں کہ اگر مرحوم کے ذمہ کوئی قرض تھا تو ورثا ادا کردیں یا قرض خواہ معاف کردے۔ تاکہ حقوق العباد کی پکڑ سے بچ جائے۔

حدیث مکمل کرتے ہیں پس جبریل آئے اور کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے بعد سلام کے فرمایا ہے میں نے جبریل کو اس شخص (قرض خواہ) کے پاس آدمی کی صورت بھیجا اور قرض ادا کردیا ہے۔ اب نماز پڑھیے اور جو اُس کی جنازہ کی نماز پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو پس بخش دے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے جبریل اس کی ایسی کرامت کہاں سے ہے کہا اس کے روز سو بار "قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ" پڑھنے کے سبب کیونکہ اس سورہ کے بیچ خدا تعالیٰ کی صفات اس کی ثناء کا بیان ہے۔

❁ سورۂ اخلاص سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنی چاہیے۔ حکایت ہے اور بعض صالحین سے منقول ہے کہ ایک شخص صالح نے ایک سو کبوتر مکہ مکرمہ میں سر بریدہ خواب میں دیکھے۔ پس جب بیدار ہوئے تو اپنا خواب ایک معبر (تعبیر بتانے والا) سے بیان کیا۔ اس نے کہا تو نے سورۂ اخلاص سو مرتبہ بغیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی ہے۔ اس نے کہا ہاں تو نے سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سورۂ اخلاص پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

اے خدا اے مہرباں مولائے من اے انیسِ خلوتِ شب ہائے من
پُر کن از مقصد تہی دامانِ ما از تو پز رفتن زما کردن خطا
ما کہ بودیم و دعائے ماچہ بود فضلِ تو دل داد اے ربّ ودود

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ" اے اللہ بے شک میں نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں سو اپنی خاص بخشش سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ بحرمتِ سید الانبیاء والمرسلین صَلَّی اللہُ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

والسلام

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اکبر

فلسفۂ بشریت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فلسفۂ بشریت

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ الطَّیِّبِیۡنَ وَالطَّاہِرِیۡنَ وَاَصۡحَابِہِ الۡمُکَرَّمِیۡنَ رِضۡوَانُ اللّٰہِ عَلَیۡہِمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ط

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ط بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِیۡدِ قُلۡ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا ط

ط قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیۡ شَانِ حَبِیۡبِہٖ مُخۡبِرًا وَّاٰمِرًا ط اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ط

سب مل کر درود شریف پڑھیں۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ۔

معزز علمائے کرام، بزرگو، بھائیو اور عزیزو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت امام حسن علیہ السلام کے مُرید ہیں فرماتے ہیں کہ میں ایک قبرستان کے قریب سے گزر رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بہرام عجمی رحمۃ اللہ علیہ قبروں کو کھودتے تھے ممکن ہے کوئی ایسی جگہ ہو جیسے عارف والا، دلو والہ بنگلہ کے قریب چک نمبر 46/EB کے مضافات میں ایک قبرستان رتیاں قبراں کے نام سے مشہور ہے وہاں بڑے ریت کے ٹیلے ہوا کرتے تھے۔ پھر اوپر سے ریت اُڑ اُڑ کر نیچے سے قبریں ننگی ہو گئیں۔ مجھے ادھر سے گزرنے کا اتفاق ہوا کہ مردوں کی لحد پر آٹھ آٹھ مٹی کی کوریاں چاٹیاں اور عورتوں کی قبروں پر مٹی کے گھڑے اور بچوں کی لحد پر مٹی کے کورے کچے ڈھانپنے کے لیے رکھے گئے تھے۔ مال مویشی چرانے والوں نے وہ توڑ دیے اور اکثر مردوں کے پنجر ننگے ہو گئے تھے اور مجاور مٹی ڈال کر ڈھک دیتے تھے۔ میں ذکر کر رہا تھا کہ بہرام عجمی قبروں کو کھودتے تھے اور مُردے کی کھوپڑی نکال کر اپنی لاٹھی کو اس کے کان کے راستے داخل کرتے۔ اگر لاٹھی ایک کان کے سوراخ سے داخل ہو کر دوسرے کان کے سوراخ سے نکل جاتی یعنی آر پار ہو جاتی تو اُسے حقارت سے پھینک دیتے اور اگر کان میں بالکل داخل نہ ہوتی تو اُسے بھی نفرت سے پھینک دیتے۔ مگر جس سر میں لاٹھی کان کے سوراخ میں داخل ہو کر دماغ میں اٹک جاتی ٹھہر جاتی آگے نہ جا سکتی رُک جاتی اُسے بوسہ دے کر چوم کر پیار سے محبت سے ادب واحترام سے دوبارہ دفن کر دیتے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اے بہرام مجنون او دیوانے یہ کیا کر رہے ہو؟ کسی سر کو پھینک دیتے ہو کسی کو چوم کر دوبارہ دفن کر دیتے ہو اس کا سبب کیا ہے معاملہ کیا ہے؟ تو بہرام نے فرمایا حضرت جس سر

میں میری لاٹھی ایک کان سے داخل ہو کر دوسرے کان سے باہر نکل جاتی تھی آر پار ہو جاتی تھی وہ اُس آدمی کی کھوپڑی تھی جو نصیحت یعنی حق بات کو سنتا تھا مگر دوسرے کان سے باہر نکال دیتا۔ نہ بات اس کے دماغ میں ٹھہرتی اور نہ نصیحت قبول کرتا۔ پس اس کے واسطے خیر نہیں وہ میرے ادب واحترام کے قابل نہ تھا لہٰذا میں نے اُسے پھینک دیا۔ اور وہ سر جس کے کان کے سوراخ سے میری لاٹھی بالکل سرے سے گھستی ہی نہ تھی وہ کھوپڑی اُس شخص کی تھی جو نصیحت بالکل سنتا ہی نہ تھا وہ دنیاوی کاموں، خواہشات اور شہواتِ نفسانی میں مشغول و مصروف رہتا۔ اس لیے اُس کے واسطے بھلائی نہیں اور ادب واحترام کے قابل نہیں تھا۔ لہٰذا میں نے اُسے پھینک دیا۔ مگر وہ سر کہ جس کے کان میں لاٹھی داخل ہوئی درمیان میں جا کر اٹک گئی یعنی دماغ میں جا کر قرار پکڑتی تھی وہاں تک دماغ تک پہنچ کر رُک گئی بیٹھ گئی یہ اُس آدمی کا سر تھا کہ نصیحت کو سنتا اور دماغ میں جگہ دیتا عمل کرتا اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے لہٰذا میں اُسے چوم کر دوبارہ دفن کر دیتا ہوں۔

حاضرین وسامعین! پارہ 9 سورۂ انفال آیت نمبر 3،2 میں ہے

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۲﴾"

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے اُن کے دل ڈر جائیں اور جب اُن پر اس کی آیات پڑھی جائیں اُن کا ایمان زیادہ ہو یعنی ترقی پائے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کریں۔

میری اللہ کریم غفور الرحیم سے دُعا ہے التجا ہے کہ ہمیں حق بات سننے اور نصیحت سن کر دماغ میں جگہ دینے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خوفِ خدا سے دل ڈر جائیں اور آئندہ سے ہر قسم کی خطا اور گناہ سے محفوظ رہیں۔ آمین ثم آمین۔ اور جو حق بات کی نصیحت کرتے ہیں اُن کے متعلق بھی بتاتا چلوں ایسے لوگوں کے متعلق اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔

پارہ 4 آل عمران آیت 114۔ "يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾"

فرمایا جو اللہ پر اور پچھلے دن یعنی قیامت پر ایمان لاتے ہیں اور بھلائی یعنی نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں پر دوڑتے ہیں اور یہ لوگ صالحین میں سے ہیں یعنی اللہ کے نیک بندے ہیں۔

سورۂ فاتحہ الحمد شریف جو ہر نماز میں پڑھتے ہیں میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" یعنی اے اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اُن لوگوں (انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین یعنی نیک بندے مومنین) کے راستہ پر چلا جن پر تیرا انعام ہوا تو نے احسان فرمایا۔ میرا روحانی سلسلہ اللہ کے نیک صالح بزرگ حضور غوث پاک محبوب سبحانی، قطب ربانی قدس سرہ کے ذریعے سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے توسل سے حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ میں نے ان کی منقبت اپنی منظوم کتاب گلزارِ عطر بیز میں لکھی ہے۔ چند بند پیش کرتا ہوں:

آیا وچہ سورہ فاتحہ فرمان چلا رستے جنہاں اُتے احسان
محی الدین میراں شاہ جیلان صاحب کشف کرامت عرفان

نسبت توں وی کر اختیا
بیڑی تیری دین گے تیری تار

کنبیا کفر سُن اسلام للکار کنیں پئی جدوں ایمان پکار
بت پرستی نوں سمجھ بےکار قدمیں لگے مشرک بنھ قطار

نسبت توں وی کر اختیار
بیڑی دین گے تیری تار

ارکانِ اسلام دی پڑھا ترتیب کڈھ دوئی کیتا رب قریب
پیار ہویا اُنہاں خدا حبیب پکڑ پلا جے ہے نصیب

نسبت توں وی کر اختیار
بیڑی دین گے تیری

نسبت جوڑ دے نال رسول توسل علی دے غوث مقبول
پھریں کدھر توں ہو ملول بیعت سنت اے پاک رسول

نسبت توں وی کر اختیار
بیڑی دین گے تیری

پیری مُریدی سلسلہ رُشد و ہدایت سمجھ توں ایس دی غرض و غایت
محنت دلاں ربّ حضور اطاعت بنے وسیلہ دن حشر شفاعت

نسبت توں وی کر اختیار
بیڑی دین گے تیری

[illegible] اللہ تبارک وتعالیٰ ہے "ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار" اے رب ہما[illegible] ہمارے گناہ بخش [illegible] اور [illegible] محو فرما دے یعنی دور فرما دے اور ہماری موت اچھوں نیکوں کے ساتھ فرما دے۔

میں نے اپنی کتاب جس کا ابھی ذکر کیا ہے میں پند سودمند الموسوم بہشتی نسخہ میں نظم کی صورت میں جنت جانے کے پنجھ کر بیان کیے ہیں یہاں چند بند نصیحت کے طور پر بیان کر کے اصل موضوع کی طرف لوٹتا ہوں۔

ناں دی پیری ٹھگی ٹھاری علموں خالی تے عملوں عاری
مرشد چُن کے پھڑ بندیا بہشتیں جاویں گا وڑ بندیا
اُنہاں بے سنت بے نسبتاں توں بھج لٹ غریباں خود کھاندے رج
اصل نقل دی پہچان کر بندیا بہشتیں جاویں گا وڑ بندیا
نا اہل پیراں توں اللہ دہائی دیویں اُنہاں نہ کدی پھڑائی
سلسلہ رشد دِتا بدنام کر بندیا بہشتیں جاویں گا وڑ بندیا
گل دساں تینوں میں دانائی ملے گی روشنی سمجھ جے آئی
رب سوہنے ول دھیان کر بندیا بہشتیں جاویں گا وڑ بندیا
کڈھ محبت غیر تے دولت دھن غلام سچا پیارے نبی دا بن
بخشون شفاعت تیری کر بندیا بہشتیں جاویں گا وڑ بندیا
چھڈ کے ول فریب تے ڈھنگ رل کے نیک لوکاں دے سنگ
منگ بخشش توبہ کر بندیا بہشتیں جاویں گا وڑ بندیا

سامعین گرامی میں نے ابتداء میں آپ حضرات کے سامنے پارہ 16 سورۃ الکہف کی آیت نمبر 110 تلاوت کی ہے "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" اے محبوب آپ فرما دیجیے کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر انسان ہوں ظاہری صورتِ بشری میں تو میں تم جیسا ہوں "یُوْحٰٓى اِلَیَّ" مجھے وحی آتی ہے "اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ" کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ "فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ" تو جسے اپنے رب سے ملنے کی اُمید ہے "فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا" اُسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے "وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا" اور اپنے رب کی عبادت و بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

لہٰذا حاضرین کرام! شرک اکبر اور شرکِ اصغر، ریاکاری اور دکھاوے کی نماز سے بچیں۔ ایسی نمازیں منہ پر ماری دی جاتی ہیں۔ اس آیت [illegible] فرمایا اے محبوب تم فرماؤ۔ کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر [illegible] انسان ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود نہیں فرمایا بلکہ کہا تم فرماؤ۔

حاضرین! اگر اللہ رب العزت فرما دیتے تو ایک سند عطا ہو جاتی۔ دنیاوی مثال دیتا ہوں آپ ایک مقدمہ لوئر کوٹ لے جاے

ہیں۔ وہ فیصلہ کرتی ہے۔ آپ کو فیصلہ پسند نہیں آتا آپ اس فیصلہ کے خلاف ہائیکورٹ چلے جاتے ہیں ہائیکورٹ فیصلہ کر دیتی ہے وہ بھی آپ موافق نہیں سمجھتے۔ آپ سپریم کورٹ چلے جاتے ہیں۔ اب سپریم کورٹ جب فائنل فیصلہ کر دے تو اب سپریم کے حکم آرڈر کو کوئی بدل نہیں سکتا چاہے صدر مملکت ہی کیوں نہ ہو۔ آپ نے عملی طور پر اپنے ملک پاکستان میں دیکھا ہوگا کہ وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی، میاں محمد نواز شریف کو اپنے عہدے منصب سے الگ ہو کر گھر جانا پڑا۔ ذرا غور کریں کہ یہ دنیا کی سپریم کورٹ کا حکم ہے اگر سپریم پاور جو "اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" جو قادر مطلق ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے فرما دیتا تو جیسے میں نے پہلے کہا ایک سند کی حیثیت حاصل ہو جاتی۔

جب کوئی بڑا کسی چھوٹے کو کوئی کچھ کہہ دے تو وہ بات ایک حیثیت کی حامل ہو جاتی ہے۔ ایک دفعہ سرور کائنات فخر موجودات ﷺ نے عمرو بن ہشام کی نادانیوں ناسمجھیوں اور جہالت کے سبب زبان نبوت سے ابوجہل فرمایا۔ اللہ اللہ! یا رسول اللہ جو تیرے منہ سے بات نکلی ہو کے رہی۔ آج بچہ بچہ ابوجہل کے نام سے واقف ہے مگر اُس کے اصل نام عمر بن ہشام سے ناواقف ہے۔ اگرچہ اسے ابوالحکم کہتے تھے مگر اب ابوجہل ہے اب وہ برائی کا سمبل (نشان) بن کے رہ گیا۔ بلکہ مثال بن گیا۔ اگر کوئی اکھڑ، اَنموڑ گستاخ، نافرمان، ضدی اڑیل ہو تو کہتے ہیں ایہہ وڈا ابوجہل اے۔ سمجھتا ہی نہیں مانتا ہی نہیں۔ غلط بات پر اڑا ہوا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے محبوب آپ کہہ دیجیے ان کفار کو ابوجہل، ابولہب، عتبہ اور شیبہ کو کہ میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں کیوں بعد میں عرض کروں گا جب اللہ رب العزت فرماتا ہے تو پیارے پیارے میٹھے میٹھے الفاظ اور محبت بھرے انداز کے ساتھ "یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ" اے غیب کی خبر دینے والے، "یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ" اے پیغام پہنچانے والے "یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ" اے چادر کا جھرمٹ مارنے والے "یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ" اے بالا پوش یعنی لحاف میں لپٹنے والے۔ "یٰسٓ" اے سردار اور "طٰہٰ" کے الفاظ سے خطاب محمد ﷺ ہے۔ سبحان اللہ۔ "یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ" اے کملی اوڑھنے والے ہم ایسے ہی تو نہیں کالی کملی کا نام لے لے کے حضور ﷺ کے گن گاتے حمد وثنا بیان کرتے ہیں۔

بُکّل چھبدی کالی کملی دی — کالی کملی وچہ خبرے کی بھلیایاں نے
کملی کملی کو کینڈی اے خلق ساری — کملی والے نے جھڑیاں لایاں نے
کملی والیا میں صدقے تیرے مٹھڑے نے بول — شالا روزِ حشر دے ہواں تیرے میں کول

اللہ اللہ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح آپ کو نام لے کر کبھی نہیں پکارا مثال کے طور پر جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو "یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ"

حضرت نوح علیہ السلام کو "یٰنُوۡحُ اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيۡكَ وَعَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنۡ مَّعَكَ"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "یٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡيَا"

حضرت زکریا علیہ السلام کو "یٰزَكَرِيَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسۡمُهٗ يَحۡيٰى"

حضرت یحییٰ علیہ السلام کو "یٰيَحۡيٰى خُذِ الۡكِتٰبَ بِقُوَّةٍ"

حضرت داؤد علیہ السلام کو "یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِيۡفَةً فِى الۡاَرۡضِ"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو "یٰمُوۡسٰۤى اِنِّىۡۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَيۡكَ" سبحان اللہ

؎ یا آدم است با پدر انبیاء خطاب یا ایّہا النّبیّ" خطاب محمد است

"یٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ" قرآن پاک میں گیارہ مرتبہ اور بائیس دفعہ آپ کا ذکر باسم نبی فرمایا گیا ہے۔ حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی احمد قرآن پاک میں ایک بار اور محمد ﷺ چار بار آیا ہے۔ مگر مخاطب کر کے نہیں بلکہ بطور تذکرہ اور وہ بھی کسی وصف کے ساتھ۔ مثال کے طور پر اسم احمد پارہ 26 سورۃ الصّف آیت نمبر 6 میں یوں آیا ہے۔ "وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ يَّاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِى اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ" اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے اُن کا نام احمد ہے۔

اور اسم محمد ﷺ پارہ 26 سورۂ آل عمران آیت نمبر 29 میں "مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ" محمد اللہ کے رسول ہیں۔

دوسری بار پارہ 22 سورہ احزاب آیت نمبر 40 میں "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰـكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا" محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

تیسری بار پارہ 26 سورہ محمد آیت نمبر 2 میں یوں فرمایا: "وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوۡا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ۙ كَفَّرَ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ وَاَصۡلَحَ بَالَهُمۡ" وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور اُس پر ایمان لائے جو محمد (ﷺ) پر اُتارا گیا (یعنی قرآن پاک) وہی اُن کے رب کے پاس سے حق ہے اللہ نے اُن کی برائیاں اُتار دیں اور اُن کی حالتیں سنوار دیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلے ابتداء میں حضور ﷺ کو یا محمد یا ابا القاسم کہا جاتا تھا جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے منع فرمایا تو صحابہ کرام آپ ﷺ کو یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہا کرتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے "لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَآءِ بَعۡضِكُمۡ بَعۡضًا" رسول کو ایسے نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اللہ اللہ کیا مقام رسالتمآب ﷺ ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ابن عساکر کی حدیث ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ سے عرض کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس بنایا۔ ابراہیم

علیہ السلام کو خلیل اللہ بنایا۔ آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا۔ حضور آپ کو کیا فضل دیا فوراً جبرائیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی حضور ﷺ کا رب ارشاد فرماتا ہے۔

"اگر میں ابراہیم کو خلیل کیا، تمہیں حبیب کیا۔ اگر موسیٰ سے زمین پر کلام کیا تو تم سے آسمان میں کلام کیا۔ عیسیٰ کو روح القدس سے بنایا تو تمہارا نام آفرینش خلق سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا اور بے شک تمہارے قدم آسمان میں وہاں پہنچے جہاں نہ تم سے پہلے کوئی گیا اور نہ تمہارے بعد کسی کی رسائی ہوئی۔ اگر میں نے آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا تمہیں خاتم الانبیاء کیا۔ اور تم سے زیادہ عزت وکرامت والا کسی کو نہ بنایا، قیامت میں میرے عرش کا سایہ تم پر گسترده اور حمد کا تاج تمہارے سر پر آراستہ کیا۔ تمہارا نام اپنے نام سے ملایا کہ میری یاد نہ ہو جب تک تم میرے ساتھ یاد نہ کیے جاؤ اور بے شک میں نے اہل دنیا کو اس لیے بنایا کہ جو عزت ومنزلت تمہاری میرے نزدیک ہے ان پر ظاہر کردوں اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا"

محمد گرنبودے کس نبودے   نبودے ہر دو عالم را وجودے

ارشاد ہے "لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ" یعنی اے محبوب اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو جہاں کو پیدا ہی نہ فرماتا۔

اے وصف تو در کتاب موسیٰ   وے نعت تو در زبور داؤد

مقصود توئی ز آفرینش   باقی بطفیل اتست موجود

یہ قطعہ تفسیر کنز الایمان میں حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے درج کیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کی صفت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل، کتاب تورات میں درج ہے اور آپ ﷺ کی نعت حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب زبور میں رقم ہے۔ دنیا کی پیدائش کے مقصود آپ ہیں اور جو کچھ آپ کے سوا دنیا میں ہے وہ آپ کے طفیل موجود ہے۔ زندہ ہے۔ اُس کا وجود ہے۔ یاد رکھیے

ہے اُنھی کے دم قدم سے باغِ عالم میں بہار   وہ نہ تھے عالم نہ تھا، وہ نہ ہوں عالم نہ ہو

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے جواب دیا اور تو کچھ تیاری نہیں کی سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ اس پر حضور ﷺ نے خوشخبری سنائی "اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ" مطلب ہے کہ قیامت کے دن اُنہی کے ساتھ ہو گے جن سے دنیا میں محبت کرتے ہو گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" ہر شخص کا حشر اُس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے اور حضرت انس سے روایت ہے "مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ" جو کوئی میرے ساتھ محبت رکھتا ہے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ عرض کیا ہے:

محبوب رکھے خدا کرے زندگی جو بسر پیروی میں تیری حبیب کردگار آپ ہیں
نشہ دنیا سے مجھ کو ہے کیا واسطہ ذکر جس کے سے آئے خمار آپ ہیں
وسیلے جس کے جہنم سے ہوگی نجات شافع روزِ محشر جو سرکار آپ ہیں
پناہ چاہتا ہوں میں میدانِ محشر لواء الحمد کے سایہ علمدار آپ ہیں

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر کہ عشق مصطفٰے سامان اوست بحروبر **جرم** گوشۂ دامانِ اوست

میں بیان کر رہا تھا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے"قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" حاضرین کرام! قرآن پاک میں تین طرح کی آیات ہیں ایک قسم کی آیات وہ ہیں جن کا ترجمہ آج تک کوئی مترجم مفسر محدث عالم ذاکر مجتہد نہیں کر سکا۔ نہ کر سکے گا۔ مثلاً "الم، حمعسق، المص، حٰم، کھٰیٰعص" جس نے بھی ترجمہ کیا یہ آیات ایسے ہی لکھی ہیں۔ انھیں مقطعات کہتے ہیں یہ نہیں کہ ان کے معانی نہیں معانی ہیں۔ نعوذ باللہ قرآن پاک بے معنی تو ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر ہمیں معلوم نہیں، ہم سے پوشیدہ ہے حتی کہ لانے والے حضرت جبریل کو بھی معلوم نہیں۔ ان سے بھی چھپا ہوا ہے یہ صرف اللہ کو پتہ ہے یا اُسی کے محبوب کو علم ہے۔ ان کا علم محبوب و محب میں ہے جب جبریل نے کہا الف حضور ﷺ نے فرمایا "فَعَلِمْتُ" میں جانتا ہوں۔ جبریل نے کہا لام سرور کائنات نے فرمایا میں سمجھ گیا کہا میم فرمایا میں سمجھ گیا۔"الم" اللہ اللہ حضور ﷺ نے دنیا میں کسی سے نہیں پڑھا۔

خاکی و بر اوج عرشِ منزل اُمی و کتاب خانہ در دِل

دوسری قسم کی آیات وہ ہیں جن کا ترجمہ ہمیں معلوم ہے اور سب مترجموں نے کیا ہے مگر مفہوم وہ نہیں جو ترجمہ ہے۔ اگر ترجمہ میں ردّ و بدل کریں گے تو کافر۔ مفہوم وہ سمجھ نہیں سکتے جو ترجمہ میں ظاہر ہے۔ وہ منشائے ربانی نہیں اور جو خدا کی منشا ہے وہ ترجمہ میں موجود نہیں۔ پارہ 3 سورہ آل عمران آیت نمبر 7 "هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ" وہی ہے جس نے تم پر کتاب اُتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جن کے معانی میں اشتباہ ہے۔ آیات مقطعات کی بات پہلے ہو چکی۔ ان کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہے اُن آیات کا علم اُس علیم و خبیر نے اپنے محبوب حضور نبی کریم ﷺ کو عطا فرمایا۔

اب بات کرتے ہیں آیات "اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ" کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں۔ وہ آیات محکمات جن میں کوئی احتمال شک و شبہ نہیں۔ واضح ہیں جو اُن کا ترجمہ ہے وہی مفہوم اور منشائے الٰہی ہے۔ ان سے عقیدہ بنتا ہے۔ مثلاً "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ﴿۳﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ﴿۴﴾" اللہ رب العزت

فرماتا ہے اے حبیب "قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ" "تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے" "اَللہُ الصَّمَدُ" "اللہ بے نیاز ہے۔" "لَمْ یَلِدْ" "نہ اُس نے کسی کو جنم دیا مطلب اس کی کوئی اولاد نہیں" "وَلَمْ یُوْلَدْ" "اور نہ اسے کسی نے جنا یعنی نہ وہ کسی سے پیدا ہوا" "وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ" "اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی یعنی اُس کی کوئی نظیر ہے نہ مثال اس میں عقیدہ توحید کا ایک واضح تصور ہے اور کسی قسم کا اشتباہ نہیں ان کا تعلق آیاتِ محکمات سے ہے۔ اسی طرح آیت شریفہ ہے" قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ" "تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا اور روشن کتاب۔ اس آیت میں نور حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کو فرمایا گیا اور کتاب قرآن پاک۔ اس کا شمار بھی آیات محکمات میں ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا "یَا جَابِرُ اِنَّ اللہَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُّوْرِہٖ" "اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

اب آیاتِ متشابہات کا ذکر کرتے ہیں جو چند وجوہ کا احتمال رکھتی ہیں۔ اُن میں سے کونسی وجہ مراد ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ پارہ 26 سورۃ الفتح آیت نمبر 10 میں ارشاد ہے: "اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللہَ ؕ یَدُ اللہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللہَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا" ۔ یہ آیت بیعت رضوان کے موقع پر نازل ہوئی جب حضور ﷺ نے قصاصِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے اصحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے بیعت لی اس سعادت سے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بھی بہرہ ور ہیں۔ اسی سے سلسلہ بیعتِ شروع ہوا۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی معنوی دفتر اول میں رقم کرے ہیں کہ

گفت پیغمبر علی را کہ اے علی　　شیر حقی پہلوانے پُر ولی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ارشاد فرمایا اے علی تم خدا کے شیر بہادر پہلوان ہو۔

لیک بر شیری مکن اعتمید　　اندر آور سایۂ نخل اُمید

لیکن اپنی بہادری پر اعتماد (بھروسہ) نہ کرنا بلکہ کسی درخت اُمید کے سایہ میں داخل ہوجاؤ۔

ہر کسے کز طاعتے پیش آورند　　بہر قرب حضرت بیچوں وچند

جو کوئی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ جو زمان ومکان سے پاک ہے کا قرب حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے۔

یا علی جملہ طاعات راہ　　بر گزیں تو سایۂ خاص الہ

اے علی تمام اطاعتیں جو قرب الٰہی کے لیے ہیں کامیابی حاصل کرنے کے لیے کسی خاص بندہ خدا کا سایہ لے لو۔

چوں گرفتی پیر ہیں تسلیم شو ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو
دستگیر بندۂ خاصِ الٰہ طالباں را می برد پیشی گاہ

وہ خاص اللہ کا بندہ (عبدہٖ، عبدنا، عبدہٗ) طالبانِ حقیقی کو قربِ الٰہی تک پہنچاتا ہے۔

در بشر در پوش گشت ست آفتاب فہم کن واللہ اعلم بالصواب

وہ ایک روشن آفتاب (سورج) ہے جو لباسِ بشر میں پوشیدہ ہے خیر البشر سرورِ کائنات فخرِ موجودات ﷺ سمجھ لو واللہ اعلم بالصواب۔ ایک دوسری جگہ مولانا روم علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ

پیر رابگزیں کہ بے پیر ایں سفر ہست پُر از آفت و خوف خطر

پیر پکڑیں یعنی کسی صالح بزرگ کی بیعت کریں کیونکہ بغیر پیر کے یہ سفر مصیبتوں اور خوف وخطر سے پُر ہے۔ مگر ساتھ ہی حضرت مولانا عوام الناس کو خبردار کرتے ہیں کہ

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہ ہر دستے نباید داد دست

بہت سے شیطان انسان کی شکل میں ہیں۔ لہٰذا ہر ہاتھ میں بیعت کے لیے ہاتھ نہ دے دینا چاہیے کیونکہ

کارِ مرداں روشنی و گرمی است کارِ دُوناں حیلہ و بے شرمی است

بزرگانِ دین کا کام دلوں میں دین کی روشنی اور عشقِ الٰہی کی حرارت پیدا کرنا ہے اور ان کمینوں کا کام بے حیائی اور مکروفریب سے پیٹ پالنا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے میری کتاب "گلہائے مشکبو" کا مطالعہ ضرور کریں۔

مذکورہ بالا آیت میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ تو جس نے عہد توڑا اپنے بڑے عہد کو توڑا۔ اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اُسے بڑا ثواب دے گا۔ اس آیت میں حضور ﷺ کے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ قرار دیا یعنی جب آپ ﷺ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے گویا اللہ کا ہاتھ ان پر ہے۔ مولانا محمد عبدہٗ فیروز پوری لغات مفرداتِ القرآن میں لکھتے ہیں کہ اس کی تائید اس روایت سے جو ابوامامہ، ابن عساکر اور انس، حضرت عائشہ، الحکیم، کنز العمال میں رقم ہے جس میں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"لَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا،"

یعنی بندہ نوافل کے ذریعے برابر مرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اُسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں پھر جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں ہی اُس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں ہی اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں ہی اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اب ایک اور آیت شریفہ پڑھتے ہیں۔

پارہ 23 سورۂ یٰسین، ایت نمبر 71 " اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ " اور کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے چوپائے اُن کے لیے پیدا کیے تو یہ اُن کے مالک ہیں۔

اور پارہ 23 سورۂ ص آیت نمبر 75 میں فرمایا: " قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ " فرمایا اے بلیس تجھے کس نے روکا کہ تو اس کے لیے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔

سورۂ فتح کی آیت میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا ذکر ہے اور حدیث شریف میں کان، آنکھ اور ہاتھ کا ذکر ہے۔ مگر اللہ کریم جسم و اجسام، شکل و اشکال، حد و حدود سے پاک ہے۔ اب جو ترجمہ ہے وہ مفہوم نہیں اگر ترجمہ میں تبدیلی کریں گے تو کافر اور مفہوم وہ مان نہیں سکتے۔ اسی طرح سورۂ یٰس اور سورۂ ص میں بھی اللہ کے ہاتھ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اپنے ہاتھ کے ساتھ پیدا کرنے سے وہ خصوصی تولیت یعنی پیدائش مراد ہے جو صرف اللہ کی ذات کے ساتھ مختص ہے۔ اس عنایتِ ربانی کے معنی کو ظاہر کرنے کے لیے لفظ ید کو اس لیے اختیار کیا ہے کہ وہ اعضائے انسانی میں سب سے اعلیٰ عضو ہے۔ اس کے ذریعے انسان کوئی کام سرانجام دیتا ہے جیسے پارہ 13 سوۂ ابراہیم آیت نمبر 9 میں ہے " فَرَدُّوْٓا اَیْدِیَهُمْ فِیْٓ اَفْوَاهِهِمْ " تو وہ اپنے ہاتھ اپنے منہ کی طرف لے گئے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ وہ غصے میں اپنے ہاتھ کاٹنے لگے اور حضرت ابن عباس روایت ہے کہ اُنھوں نے کتاب اللہ سن کر تعجب سے اپنے ہاتھ منہ پر رکھ لیے۔

باتوں باتوں میں بات کچھ آگے نکل گئی۔ بات ہو رہی ہے آیات متشابہات کی جو ترجمہ میں ہے مفہوم میں نہیں۔ اس طرح " قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ " والی آیت ہے " قُلْ " فرما دیجیے۔ تفسیر جلالین میں ہے کہ کفار کو کہا کہ میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ غور کریں نعوذ باللہ حضور اکرم ﷺ کیا اُن گستاخ مشرک کافر ابو جہل، ابولہب، عتبہ، اُمیہ و شیبہ وغیرہ کی طرح بشر ہیں جنھیں کہا گیا تھا نہیں قطعاً نہیں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام و ظواہر تو بشریت پر چھوڑے گئے مگر ان کے ارواح و بواطن بشریت سے بالا اور ملاء اعلیٰ سے متعلق ہیں۔ آپ کی ذات و کمالات میں آپ ﷺ کا کوئی مثل نہیں " یُوْحٰٓی اِلَیَّ " میں سید عالم ﷺ کے مخصوص بالعلم اور مکرم عند اللہ ہونے کا بیان ہے۔

یہاں وضاحت کرتا چلوں نور و بشر کی بحث سرے سے ہے ہی لایعنی۔ بالکل غلط، فضول لاحاصل اور قواعد کے خلاف ہے۔ مثال کے طور پر مکھی و مچھر کی بجائے مکھی و گھڑی اور مچھر و کڑاہی یا چرند و پرند کی بجائے چرند و لوٹا اور پرند و گملا زمین و آسمان کی بجائے زمین و بھینس اور آسمان و سائیکل۔ رات و دن کی بجائے کہوں رات اور بالٹی، دن اور مونگ پھلی، اندھیرا اُجالا کی بجائے اندھیرا اور گاڑی اور اُجالا اور ریڈیو۔ روشنی اور تاریکی کی بجائے روشنی و پتھر اور تاریکی اور درخت اور جن و انس کے الفاظ قرآن پاک میں استعمال ہوئے ہیں کہوں جن و بیڑی، انس و کنواں۔ یہ تمام بالکل بے جوڑ، بے تکی اور بھونڈی بات ہو گی ایسے ہی الفاظ ہیں

نور و ظلمت، نور کا متضاد ظلمت ہے بشر نہیں اور حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارک تو "مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ" گمراہوں کو ظلمات سے نور کی طرف یعنی تاریکیوں سے روشنی کی طرف لانے والے ہیں۔ لہٰذا نعوذ باللہ ظلمت تو ہو نہیں سکتے۔ میں تو ناقص العلم ٹھہرا اب آپ ہی بتائیں پھر کیا ہوئے۔ جی ہاں نور کیا ہوئے؟ بولو نور جی نور سبحان اللہ، نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، نعرۂ رسالت یارسول اللہ، نعرۂ حیدری یاعلی۔

سامعین جیسا کہ میں نے قرآن کریم کے حوالے سے بیان کیا آپ ﷺ کو نور بھی فرمایا گیا اور بشر بھی کہلوایا گیا۔ پس نور جمع بشر ہوا نوری بشر کسی عام بشر کی طرح نہیں خیر البشر ہیں۔

بھاویں کہندا رہویں توں انا بشری تینوں جانن والے جان گئے

پارہ 13 سورۂ ابراہیم آیت نمبر 10 "قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا" قوم عاد اور ثمود اور بعد کے لوگوں نے رسولوں سے کہا تم تو ہمارے جیسے آدمی ہو۔ اسی طرح قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے "لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ" یعنی تمہارے پاس رسول تشریف لائے تمہارے نفسوں میں سے۔

حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ اُس وقت عرب کی سرزمین مکہ مکرمہ میں تشریف لائے (پیدا ہوئے) جب وہاں بسنے والی قوم گمراہیوں میں غرق تھی۔ برائی کا احساس ختم ہو چکا تھا۔ بچیوں کو زندہ دفنا دیا جاتا تھا۔ شراب و جوا عام تھا۔ کسی کی عزت محفوظ نہ تھی۔ میلوں ٹھیلوں میں عشق و محبت اور گناہوں کا ذکر بیان کیا جاتا تھا۔ عورت کی عصمت کا کچھ خیال نہ تھا۔ بت پرستی عام تھی حتیٰ کہ بیت اللہ شریف میں 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ اس قوم کی اصلاح مقصود تھی اس لیے انھی میں سے بشری صورت میں پیدا ہوئے تاکہ لوگ پاس آئیں اور اللہ رب العزت کا کلام سُنیں اور ایمان والے بنیں۔ اگر کسی اور شکل یا ہیبت میں تشریف فرما ہوتے تو لوگ ڈر کے مارے قریب نہ آتے اور صاحب ایمان نہ ہوتے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ

کُند ہم جنس باہم پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

یعنی ہر قسم کی جنس مل جل کر اُڑان بھرتی ہے۔ کبوتر کبوتروں کے ساتھ اور باز بازوں کے ساتھ مل کر اُڑتے ہیں۔ ایسے دوسرے پرندے ہم جنس کے ساتھ اور مویشی بھی اپنے ہم جنسوں کے ساتھ غول اور گروہ کی صورت میں نظر آئیں گے۔ کیونکہ اُنہیں ایک دوسرے سے خوف نہیں ہوتا۔ کبھی کبوتر کو بازوں کے ساتھ آپ نے محو پرواز نہیں دیکھا ہوگا۔ بھینسوں گائیوں کو شیروں کے ساتھ اور بھیڑ بکریوں کو بھیڑیوں کے ساتھ چرتے نہیں دیکھا ہوگا۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی معنوی میں بشریت رسول کا فلسفہ واضح کرنے کے لیے دفتر چہارم میں ایک حکایت بیان کی ہے

یک زنے آمد بہ پیش مرتضیٰ گفت شد بر ناوداں طفلِ مرا

کہتے ہیں کہ ایک عورت امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میرا بیٹا

چھت پر چلا گیا ہے۔ جب میں یا کوئی اسے پکڑ کر نیچے لانے کے لیے اوپر چڑھتا ہے تو وہ پرنالے کی طرف چلا جاتا ہے (ڈر کے مارے) مجھے خطرہ ہے کہ وہ کہیں چھت سے نیچے نہ گر جائے آپ میری مشکل حل فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک اُسی عمر کا چھوٹا بچہ چھت پر چڑھادو اُنھوں نے ایسا ہی کیا تو اُس نے اپنے جیسے عمر کے بچے کو دیکھا تو ہنستا ہوا اس کے پاس آ گیا کیونکہ اسے دوسرے بچے سے کچھ خوف نہیں تھا۔ گھر والے تاک میں تھے انھوں نے فوراً دونوں کو پکڑ کر نیچے اُتارلیا۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام انسانوں کی شکل میں تشریف لائے تا کہ لوگ ان سے نہ ڈریں، نہ گھبرائیں بلکہ ہم جنس کے قریب آ کر ان کی ہدایت سے فائدہ حاصل کریں۔ صاحب ایمان اور جہنم میں گرنے سے بچ جائیں فرماتے ہیں

پس بشر فرمود خود را مثلکم تا بجنس آیند و کم گردند گُم

اسی بناء پر سرکارِ دوعالم ﷺ نے اپنے آپ کو انسانوں کی مثل قرار فرمایا تا کہ لوگ آپ ﷺ کے پاس آ کر ہدایت پائیں اور گمراہ ہونے سے محفوظ رہیں۔ مولانا روم دفتر اول میں تحریر کرتے ہیں کہ

اول آں کس قیاسکہا نمود پیش انوار خدا بلیس بود

یعنی سب سے پہلے صریح حکم خدا کے مقابل ابلیس نے قیاس کیا تھا۔

گفت نار از خاک بے شک بہتر ست من زنار و اُو زخاک اکدر ست

یعنی ابلیس (شیطان) نے کہا آگ بلاشبہ خاک سے بہتر ہے میں آگ سے پیدا ہوا ہوں اور یہ (حضرت آدم علیہ السلام) حقیر مٹی سے۔ ایک دوسری جگہ مولانا روم تحریر فرماتے ہیں کہ

تا تو می بینی عزیزاں را بشر داں کہ میراث ابلسی است آں نظر

فرماتے ہیں تو جو عزت والوں کو بشر دیکھ رہا ہے تو جان لے کہ یہ تیری نظر ابلیس کا ورثہ ہے۔

گر نہ فرزندِ بلیسی اے عنید پس بتو میراثِ آں سگ چوں رسید

فرماتے ہیں کہ اے عناد رکھنے والے اگر تو ابلیس کا فرزند نہیں تو اس کتے کی وراثت تجھے کیسے ملی۔ ابلیس کے انجام سے۔۔۔

تکبر عزازیل را خوار کرد بزندان لعنت گرفتار کرد

یعنی شیطان کو تکبر نے ذلیل وخوار کر دیا اور لعنت کا طوق اس کے گلے میں ہمیشہ کے لیے ڈال دیا۔

قرآن پاک پارہ 18 سورۃ المؤمنون آیت 47 میں ہے: " فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ " کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر (یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون پر) اور اُن کی قوم ہماری بندگی کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پارہ 19 سورۃ الفرقان آیت نمبر 54 میں فرمایا ہے " وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا " اور وہی ہے جس نے پانی یعنی نطفہ سے بنایا آدمی۔ ایک اور آیت میں ہے " اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ " کہ میں مٹی سے انسان بنانے والا ہوں۔ کفار انبیاء

کرام علیہم السلام کی کسرِ شان کے لیے ان کو بشر کہہ کر پکارتے تھے قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت ایمان قبول نہ کی اور کہا۔ پارہ 27 سورۃ القمر آیت 24 "فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ" تو بولے کیا ہم اپنے میں سے ایک آدمی کی پیروی کریں۔ اس کی پیروی کریں۔

جب رسول اکرم ﷺ نے کفار کو ایمان کی دعوت دی اور فرمایا کہو "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اُن کے ذہنوں میں بھی کچھ اس قسم کی باتیں تھیں۔

پارہ 26 سورۃ الاحقاف "حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ" یہ کتاب اُتارنا ہے اللہ عزت وحکمت والے کی طرف سے جب نازل ہوئی اور سید عالم ﷺ نے تلاوت فرمائی تو ولید نے اپنی قوم کی مجلس میں آ کر کہا خدا کی قسم میں نے محمد ﷺ سے ایک کلام سنا نہ وہ آدمی کا ہے نہ جن کا۔ بخدا اس میں عجب شرینی اور تازگی اور فوائد اور دلکشی ہے۔ وہ کلام سب پر غالب رہے گا۔ قریش نے کہا ولید اپنے آبائی دین سے برگشتہ ہو گیا ابو جہل نے اسے ہموار کر لیا۔ پھر وہ قوم میں آ کر کہنے لگا۔ کیا محمد ﷺ مجنون ہیں؟ کیا تم نے ان میں دیوانگی کی کوئی بات دیکھی ہے سب نے کہا ہر گز نہیں۔ کہنے لگا تم انھیں کاہن سمجھتے ہو کیا تم نے کبھی کہانت کرتے دیکھا سب نے کہا نہیں۔ کیا تم اُنھیں شاعر گمان کرتے ہو کیا تم نے انھیں کبھی شعر کہتے پایا سب نے کہا نہیں کیا تم انھیں کذاب کہتے ہو کیا تمہارے تجربہ میں کبھی انھوں نے جھوٹ بولا سب نے کہا نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کا صدق و دیانت ایسا مشہور تھا کہ وہ تو خود اپنی زبان سے صادق اور امین کہا کرتے تھے۔ یہ سن کر قریش نے کہا پھر بات کیا ہے۔ وہ بولا کہ آپ جادوگر ہیں۔ تم نے دیکھا ہو گا کہ اُن کی بدولت رشتہ دار، رشتہ دار سے، باپ بیٹے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ یہ جادوگر کا کام ہے۔ اس لیے وہ جو قرآن پڑھتے ہیں اثر کر جاتا ہے۔ پارہ نمبر 29، سورۃ المدثر آیت نمبر 24،25 میں اس کی اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

"فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ" یہ تو وہی جادو ہے اگلوں سے سیکھا یہ نہیں مگر آدمی کا کلام۔

سامعین! آپ کو معلوم ہے کہ سرورِ کائنات فخر موجودات ﷺ جب کفار سے فرمایا کہ کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، تو کفار کی طرف سے آپ کو جادوگر کہا گیا۔ جہاں تبلیغ کے لیے تشریف لے جاتے ابو لہب جا جا کر کہتا لوگو اس کی بات نہ سنو یہ دیوانہ ہے۔ حضرت ابو سفیان بن حرب کی بہن اُم جمیل جو ابولہب کی بیوی تھی آپ کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی۔ طائف میں تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے تو وہاں کے سرداروں نے اوباش قسم کے لڑکوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔ جو آوازیں کستے اور پتھر مارتے رہے۔ حضور ﷺ کے موزے مبارک خون سے بھر گئے۔ باغ میں پناہ لی۔ حرم میں سجدے کی حالت میں ابو جہل نے اونٹ کی نجس اوجڑی کمر مبارک پر رکھوا دی۔ جسے سیدۃ النساء والعالمین حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے آ کر اُتاری اور پھر ایک دفعہ ابی معیط نے ابو جہل کے اشارے پر نماز کی حالت میں گلے میں چادر ڈال کر بل دیے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دھکا

دے کر پرے ہٹایا اور چادر گلے سے نکالی۔ آپ ﷺ اور آپ کے خاندان کا معاشرتی بائیکاٹ کیا۔ اور شعب ابوطالب میں کس مپرسی کے عالم میں تین سال گزارے حتیٰ کہ کلام پاک کو اللہ کی کتاب کی بجائے آدمی کا کلام بھی کہا گیا۔ کفار کے پچیس (25) سرداروں نے مل کر ایک کمیٹی بھی بنا رکھی تھی جس میں ولید بن مغیرہ بھی شامل تھا جنھوں نے ریزولیشن پاس کی تھی کہ محمد ﷺ کو ہر طرح سے تنگ کیا جائے تمسخر اور ہنسی اڑائی جائے اور سخت تکلیف دی جائے۔

حضور ﷺ نے اسلام کی تبلیغ کے لیے ان تمام مصائب و آلام کو صبر و تحمل اور خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور شبانہ روز دین کی تبلیغ اور پرچار کے لیے کمربستہ رہے۔ مگر اس تمام محنت شاقہ کے باوجود بہت کم لوگ ایمان کی طرف آئے تو آپ ﷺ کفار کی مختلف نوع باتوں وحرکات اور کم تعداد میں لوگوں کے مسلمان ہونے پر کچھ کبیدہ خاطر ہوئے۔ پارہ 13 سورۃ الرعد میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ "تم فرماؤ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اُسی پر بھروسہ کیا اور اُسی کی طرف میری رجوع ہے۔

اس سے آگے اسی سورہ کی آیت 40،41 میں ارشاد ہوتا ہے "فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ "بہرحال تمہارا کام (ہمارے احکام) پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارا ذمہ (ہمارا کام) "اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا" کیا انھیں نہیں سوجھتا کہ ہم ہر طرف سے اُن کی آبادی گھٹاتے آرہے ہیں۔ "وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ "اور اللہ حکم فرماتا ہے اس کا حکم پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں۔ "وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ "اور اسے حساب لیتے دیر نہیں لگتی۔

پارہ 14 سورۃ الحجر آیات 91 تا 97 میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا "الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾"

تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے جو کچھ وہ کرتے تھے تو علانیہ کہہ دو جس بات کا تمھیں حکم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں تو اب جان جائیں گے (اپنا انجام کا) بے شک ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے تم دل تنگ ہوتے ہو۔

سامعین کرام! میں نے ان سب گستاخ کفار کا عبرت ناک انجام تفصیل سے اپنی تصنیف کردہ کتاب "گلفام خصائص و تخصیص مصطفیٰ ﷺ" میں درج کیا ہے۔ ممکن ہے آپ میں سے کچھ پڑھ بھی چکے ہوں۔

کفار کے لیے قرآن پاک میں جگہ جگہ عذاب کی نوید سنائی گئی ہے پارہ 16 سورۃ الکہف آیت 102 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے "اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا "بے شک ہم نے کافروں کی مہمانی کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ اس سورت کی آیت

106 میں فرمایا: " ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا " یہ اُن کا بدلہ ہے جہنم اس پر کہ انھوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کی ہنسی اُڑائی۔

پارہ 28 سورۃ المجادلہ آیت نمبر 4 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے " وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ " اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ آیت نمبر 5 میں ہے " اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ " بے شک جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور رسول کی، ذلیل کیے گئے ایسے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی۔ " قَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ " اور بے شک میں نے روشن آیتیں اُتاریں " وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ " اور کافروں کے لیے خواری کا عذاب ہے۔ کفار سنتے تھے مگر اپنی حرکات سے باز نہیں آتے تھے۔

" قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ " آپ فرما دیجیے کہ میں تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں۔ اس سے ایک طرح اس بات کا بھی اظہار ہے۔ جیسے فرمایا گیا۔ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ رکھتا ہے۔ تو اے کافرو! اگر تم مجھے نبی نہیں سمجھتے ایمان نہیں لاتے تو کم از کم مجھے اپنے جیسا انسان تو سمجھو۔ تم دوسرے انسانوں کے ساتھ ایسا سلوک تو نہیں کرتے جو مجھ سے روا رکھا ہے نہ انھیں جادوگر یا دیوانہ کہتے ہو نہ ان کے راستہ میں کانٹے بچھاتے ہو نہ انھیں پتھر مارتے ہو نہ غلاظت بھری اوجھڑی سجدے کے دوران اُن کی کمر پر رکھتے ہو نہ گالیاں بکتے ہو نہ ہنسی اور تمسخر اڑاتے ہو۔

اللہ اللہ! ایک اور بات عرض کرتا چلوں " قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ " کہنے سے عاجزی و انکساری کا اظہار ہے۔ نماز میں بھی عاجزی و انکساری کا اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور اظہار ہوتا ہے۔ اللہ کے آگے رکوع میں جھک کر سبحان ربی العظیم پھر سجدے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے آگے سر رکھ کر سبحان ربی الاعلیٰ۔ مالک میرے پالنے والے تو ہی سب سے عظیم اور اعلیٰ ہے۔ اللہ اکبر اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ رب العزت کو عجز و انکساری پسند ہے۔

حضرت شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے ولی جن کا پانی پت انڈیا میں مزار شریف ہے فرماتے ہیں۔

خواہی کہ روی برور آں دوست قلندر ۔۔۔ آں ہدیہ کہ مقبول شود عجز و نیاز است

اے شرف الدین بوعلی قلندر اگر تو اس محبوت حقیقی سے ملاقات کا مشتاق ہے تو جان لے کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں جو ہدیہ جو تحفہ قبول ہے وہ عجز اور انکساری ہے۔

اے مولیٰ کریم اللہ تبارک و تعالیٰ! میں بھی کسی شاعر کے الفاظ میں عرض گزار ہوں

الٰہی تیری چوکھٹ پر بھکاری بن کے آیا ہوں ۔۔۔ سراپا فقر ہوں، عجز و ندامت ساتھ لایا ہوں

یہ آنکھیں خشک ہیں یارب انھیں رونا نہیں آتا ۔۔۔ سلگتے داغ ہیں دل میں جنھیں دھونا نہیں آتا

سب کہو یا اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری سب کی غلطیوں کوتاہیوں، لغزشتوں، خطاؤں اور گناہوں کو جو دیدہ، دانستہ، نادانستہ، عمدًا،

غیر عمداً، سراً وعلانیۃً سرزد ہوئے اپنی غفور رحیم کے صدقے معاف فرما آمین ثم آمین۔
آیئے نظارہ کیجیے آقائے نامدار مدنی تاجدار ﷺ وادی صہبا میں استراحت فرمارہے تھے۔آج کسی کا امتحان مقصود ہے آزمائش ہے کہ اگر آنکھ بند کر جاؤں تو کون میرے دامن کو تھامے رکھتا ہے۔عصر کا وقت کوئی سونے کا وقت ہوتا ہے۔یونہی عصر کا وقت گزر گیا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محبوبِ خدا کی استراحت میں دخل دینا مناسب نہ سمجھا۔
پارہ 9 سورۃ الانفال آیت 24 " یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ " اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔
بخاری شریف میں سعید بن معلیٰ سے مروی ہے کہ مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا مجھے رسول اکرم ﷺ نے پکارا میں نے جواب نہ دیا پھر میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہا تھا۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ اور رول کے بلانے پر حاضر ہو۔امیر اہلسنت مجددِ دین وملت حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں ——— اصل اُصول بندگی اُس تاجور کی ہے

اسی طرح حدیث میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے حضور ﷺ نے اُنھیں پکارا انھوں نے جلدی نماز تمام کر کے سلام عرض کیا۔حضور ﷺ نے فرمایا تم نے قرآن پاک میں یہ نہیں پایا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔عرض کیا بے شک آئندہ ایسا نہ ہوگا۔اللہ۔اللہ۔

ہے یہ طریق عاشقی چاہیے اس میں بے خودی ——— اس میں چنیں چناں کہاں اس میں اگر مگر کہاں

بلکہ روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک صحابی کو جو نماز پڑھ رہا تھا آپ ﷺ نے کسی کام کے لیے بھیجا واپس آیا تو فرمایا جہاں سے نماز چھوڑ کر گیا تھا وہاں سے آگے مکمل کر لو۔سبحان اللہ۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صلوٰۃ الوسطیٰ عصر کی نماز محبوب کی استراحت میں قربان کر دی۔مگر ہماری طرح نہیں کہ نماز قضا ہوگئی تو کچھ پرواہ نہیں مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عصر کی نماز جس کے متعلق تاکید آئی ہے قضا ہونے پر دکھ و غم کا احساس بھی تھا۔فرطِ غم سے آنسو چھلک پڑے روکنے کی کوشش کے باوجود دو بے قرار آنسو رُخِ مصطفیٰ ﷺ پر ٹپک پڑے سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنکھیں کھولیں پوچھا علی کیا بات ہے۔عرض کی حضور نماز عصر قضا ہوگئی۔اللہ اللہ! باعث ارض وسما محبوب کبریا ﷺ نے اشارہ فرمایا ڈوبا ہوا سورج عصر کے وقت پر آ گیا۔آج سورج اُس آزمائش پر پورا اترنے کے صلہ میں نکلا ہے۔واپس نہیں جاسکتا۔جب تک علی رضی اللہ عنہ کی نماز مکمل نہ ہو جائے۔
تمام نمازوں کا نظام الاوقات سورج سے وابستہ ہے۔سورج نکلنے میں اتنا وقت ہے تو نماز فجر،سورج طلوع ہو گیا تو نماز اشراق نفلی نماز،سورج ڈھلنے سے پہلے گیارہ سوا گیارہ بجے تک نفلی نمازِ چاشت،سورج ڈھل گیا تو نمازِ ظہر،سورج قریباً تین چوتھائی تک ہوا تو

نمازِ عصر، سورج غروب ہو گیا تو نمازِ مغرب اور نفلی نماز اوابین اور سورج غروب ہوئے کو سوا گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ مختلف مکاتب فکر کے مطابق ہوا تو نمازِ عشاء۔

پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سبھی نماز کی ادائیگی کے لیے سورج کا انتظار کرتے تھے مگر محبوب خدا ﷺ کا پلٹایا ہوا سورج حضرت علی کا انتظار کر رہا ہے کہ علی کی نماز مکمل ہو تو واپس جاؤں۔ اب علی رضی اللہ عنہ کی مرضی ہے کہ قرآن پاک کی سب سے لمبی سورت سورۂ بقرہ شروع کر لیں یا تین آیات والی سورۂ کوثر، سورۂ فاتحہ کے ساتھ ملا کر پڑھیں۔ سورج واپس نہیں جا سکتا سورج پلٹانا کا واقعہ تو تقریباً آپ سب کے علم میں ہے میں آپ کی توجہ ایک نکتہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں تھوڑا تاریخ میں پیچھے چلتے ہیں

سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب سن شعور کو پہنچے تو اپنی والدہ سے کہا میرا رب (پالنے والا) کون ہے؟ کہنے لگیں میں۔ کہا تمہارا رب کون ہے؟ کہا تمہارا والد؟ کہا اس کا رب کون ہے؟ اس پر والدہ نے کہا خاموش رہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عین الیقین تھے کیونکہ (پارہ 7 سورۃ الانعام آیت 75) اس طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔

آپ نے اپنے چچا آذر سے کہا کہ تم بتوں کو خدا بناتے ہو بے شک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں۔ قاموس میں ہے کہ حضرت ابراہیم کے چچا کا نام آذر تھا۔ امام علامہ حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مسالک الحنفاء میں لکھا ہے کہ تمام ممالک خصوصاً چچا کو باپ (ابی) کہنا معمول ہے والد کا نام تو تارخ تھا۔

حضرت ابراہیم نے سوراخ سے رات کو مشتری یا زہرہ ستارہ کو دیکھا کہا اسے میرا رب ٹھہراتے ہو پھر وہ ڈوب گیا فرمایا مجھے ڈوبنے والے اچھے نہیں لگتے پھر جب چمکتا چاند دیکھا بولے اسے میرا رب بتاتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہی گمراہوں میں ہوتا۔ پھر سورج جگمگاتا دیکھا کہا اسے میرا رب کہتے ہو یہ تو اِن سے سب سے بڑا ہے۔ پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا اے قوم میں بے زار ہوں اِن چیزوں سے جنھیں تم شریک ٹھہراتے ہو" اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ "میں نے اپنا منہ اُس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے ایک اُسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں نہیں۔

نمرود بن کنعان پہلے اسی نے سر پر تاج رکھا اور پرستش کرتا تھا، خدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ دیکھا تو کہا اس کی تو اپنی شکل منحوس ہے۔ یہ خدا نہیں ہو سکتا۔ نمرود نے کہا تمہارا خدا کون ہے۔ پارہ 3 سورۃ البقرہ آیت 258 جب کہ ابراہیم نے کہا میرا رب وہ ہے "یُحْیٖ وَیُمِیْتُ" جو جِلاتا (زندہ) کرتا اور مارتا ہے تو نمرود نے کہا "اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ" میں جِلاتا اور مارتا ہوں یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ قید خانے سے دو آدمی بلائے جس کو موت کی سزا دینی تھی اُسے آزاد کر دیا اور جسے چھوڑنا تھا اُسے موت دے دی۔ حضرت

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اگر تو اپنے آپ کو خدا کہتا ہے تو مغرب سے نکال کر دکھا۔ وہ اس بات سے جب عاجز آ گیا پھر دعویٰ ربوبیت کیسا؟

یہ بات یہودیوں اور عیسائیوں کو معلوم تھی۔ آج وادی صہبا میں سرورِ کائنات فخر موجودات ﷺ نے ڈوبا ہوا سورج مغرب سے نکالا اس میں اشارہ ہے مجھے خُدا نہ سمجھ لینا "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں لوگ بھٹک نہ جائیں خدا نہ کہیں۔ حضور ﷺ نے کفار سے کہا میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں کیوں مکمل وضاحت ہو گئی۔ اب باری آتی ہے صاحبِ ایمان مسلمانوں کی۔ حضور ﷺ نے روزے رکھنے شروع فرمائے ازواج مطہرات دیکھ رہی ہیں کہ کچھ کھاتے پیتے نہیں۔ صحابہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ کوئی افطاری نہیں۔ اللہ اللہ! ایسے روزے نہ سحری نہ افطاری۔ صحابہ نے بھی صوم وصال رکھنے شروع کر دیے۔ جماعت میں کمزوری آ گئی۔ پوچھا میرے صحابہ معاملہ کیا ہے؟ عرض کی ہم بھی آپ کی طرح روزے رکھ رہے ہیں۔ فرمایا "اَیُّكُمْ مِثْلِیْ" میری کون مثال ہے میرا خدا تو مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ حضرات آپ ارکانِ اسلام میں دیکھ لیں تمام مسلمانوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ پر چھ نمازیں فرض تھیں۔ نماز تہجد بھی فرض "اَیُّكُمْ مِثْلِیْ" میری کون مثال ہے۔

زکوٰۃ ہر صاحبِ نصاب پر فرض ہے وہ دے بھی سکتا ہے اور غریب لے بھی سکتا ہے یعنی مسلمان دے سکتا ہے اور لے بھی سکتا ہے مگر سید عالم ﷺ نے ساری زندگی نہ زکوٰۃ دی نہ زکوٰۃ لی۔ غزوۂ حنین کے وقت ہزاروں بکریاں اور چاندی بانٹ دی اور گھر خالی واپس لوٹ آئے گھر میں کئی کئی دن فاقے سے گزر جاتے اور نہ زکوٰۃ دی نہ زکوٰۃ لی۔ آلِ رسول کو آپ لوگ زکوٰۃ نہ دینا بلکہ صدقہ بھی نہ دینا آلِ رسول پر صدقہ حرام ہے۔ آپ کی پیدائش، آپ کی سیرت و کردار، آپ کا رہن سہن، کھانا پینا کس کس کا ذکر کروں اگر ہو سکے تو میری کتاب "گلفامِ خصائص وتخصیص مصطفےٰ ﷺ" کا مطالعہ کیجیے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بے مثال ہے اور آپ ﷺ کو بے مثال پیدا فرمایا۔ امیر اہلسنت مجدّدِ دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوبصورت بات کہی ہے۔

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پائے کا نہ پایا تجھے یک نے یک بنایا

سبحان اللہ! اب آخر میں چونکہ وقت زیادہ ہو گیا ہے رات ٹھہرنا نہیں واپس لاہور جانا ہے۔ واقفِ اسرارِ شریعت رازدارِ طریقت حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے اس سلسلہ میں چند اشعار جو انتہائی پُرمعنی اور ذہنوں کے دریچے اور دماغوں کے بند قفل کھولنے کے لیے ایک چابی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بیان کر کے اجازت چاہوں گا۔ مولانا کے اشعار تو فارسی زبان میں ہیں آجکل فارسی پڑھنے کا رواج تو کچھ کم ہے کیونکہ دنیا میٹریلسٹک ہے۔ ادب کی بجائے ٹیکنیکل تعلیم پر زیادہ توجہ ہے کہ روزی کمانے کا ایک

ذریعہ ہے میں اس کے خلاف نہیں یہ ترقی کا ایک زینہ ہے مگر اُس سے بڑھ کر مال بنانے کا ہتھیار۔ چاہے ڈاکٹر ہوں انجنیئر ہوں، بس انسانی فطرت زیادہ "هَلْ مِنْ مَّزِيْد" پیسہ بنانے کی دوڑ لگی ہے۔ جائز و ناجائز کی پرواہ نہیں۔ اللہ ہدایت دے۔ میں مولانا کے فارسی اشعار کا ترجمہ بھی ساتھ ساتھ بیان کرتا جاؤں گا۔ گو جو اصل زبان ہے اُس کی لذت، حلات، اور شرینی ممکن ہے ترجمے میں نہ آسکے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

کافراں دیدند احمد را بشر　　　ایں ندانند از وے شق القمر

کافروں نے سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کو بطورِ بشر سمجھا اور دیکھا مگر یہ نہ دیکھا کہ یہ وہ ہستی ہے جس نے چاند کو دو ٹکڑے فرما دیا جو انسانی بساط میں نہیں۔ اللہ اللہ!

اشارہ کر کے انگشت شہادت دا فلک والے　　　پہلے توڑے تے پھر جوڑے ماہ انوار دے ٹکڑے

اشقیا را دیدۂ بینا نبود　　　نیک و بد در دید شاں یکساں نبود

شقی القلبوں کے پاس دیکھنے والی آنکھ نہیں تھی اچھا اور بُرا اُن کے نزدیک ایک جیسا نظر آتا تھا کہ انسان ہے، ہے تو بشر ہی چاہیے کیسا ہو۔

ہمسری با انبیاء برداشتند　　　اولیا را ہمچو خود پنداشتند

اُنھوں نے انبیاء علیہم السلام کی برابری کا دعویٰ کیا "قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا" کہ تم بھی ہماری طرح انسان ہو اور اولیاء اللہ، اللہ کے دوستوں کو اپنی طرح کا خیال کیا۔

ایں نداستند ایشاں از عما　　　ہست فرقے درمیاں بے انتہا

اُنھوں نے اپنے کور پن اندھے پن کی وجہ سے یہ نہ سمجھا کہ اُن کے اور ہمارے درمیان بے انتہاء فرق ہے۔ یعنی نیک اور بُرے اندھا اور بینا نظر والا ایک جیسے کیسے ہو سکتے ہیں۔

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر　　　ما و ایشاں بستہ خوابیم و خور

اُنھوں نے کہا بس یہی ہے کہ ہم بشر اور وہ بشر ایک طرح کے انسان ہیں۔ ہم اور وہ پیتے ہیں اور کھاتے ہیں یہ نہ سمجھا کہ سونے سونے میں فرق ہے ایک کی غفلت کی نیند ہے اور ایک وہ نیند ہے جو عبادت کے زمرے میں آتی ہے۔ ایک کو کھانے میں حلال و حرام کی تمیز نہیں ایک حلال و پاکیزہ خوراک کھاتا ہے اور رزق حرام سے دور بھاگتا ہے اثرات بھی مختلف ہیں۔

ہر دو گُل خوردہ زنبور و نحل　　　لیک شد زاں نیش واں دیگر عسل

بھڑ (بھونڈ) اور شہد کی مکھی دونوں پھولوں کا رس چوستے ہیں، خوراک ایک ہے مگر ایک کا زہر ڈنگ بنتا ہے اور دوسری سے شہد۔ پارہ 14 سورۃ النحل میں ارشاد ہے "يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ" اس نے پیٹ سے ایک پینے

کی چیز یعنی شہد رنگ برنگ نکالتی ہے۔سفید،زرد اور سُرخ جس میں لوگوں کی شفاء تندرستی ہے۔

ہر دو آہو خورندگاہ و آب　　زیں یکے سرگیں شدہ زاں مشک ناب

دونوں قسم کے ہرن گھاس کھاتے اور پانی پیتے ہیں خوراک ایک جیسی مگر ایک کی خوراک صرف گوبر ہی بنتی ہے اور دوسری قسم کے ہرن میں مشک عنبر بن جاتا ہے۔

یہاں عام لوگوں کے لیے جنھیں معلوم نہیں بتاتا چلوں۔

مشک اذفر چیز کیا ہے اک لہو کی بوند ہے　　مشک بن جاتا ہے ہو کر نافۂ آہو میں بند

ہرن کی دُھنی ناف میں خون اکٹھا ہو کر مشک بن جاتا ہے۔حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں

واں دمے کز خلق مذبوحی جہد　　کے بفضلِ مشک اذفر می رسد

لوگ جو جانور ذبح کر کے خون نکالتے ہیں وہ مشک اذفر کی فضیلت تک کب پہنچ سکتا ہے۔

بوئے اُو کردہ پریشاں در مشام　　جامہ ہا ناپاک رسش تمام

اُس کی بو تو پریشان کرتی ہے اور اگر وہ خون کپڑں،لباس پر لگ جائے تو سراسر ناپاک کر دیتا ہے۔

اُو دَمِ مسفوح ذمش در نبی　　مدحت گفت طیب الطیب از نبی

حضور اکرم ﷺ نے مشک کو طیب الطیب پاک صاف فرمایا جبکہ مذبوحی خون گندہ اور ناپاک ہے۔اگر کچھ دیر پڑا رہے تو بدبو۔ الامان۔مگر مشک سالہا سال پڑا رہے اُس کی خوشبو روح کو سرور بخشتی رہے گی۔سبحان اللہ۔

خون خون میں فرق ہے۔بات سمجھنے کی ہے۔اللہ اکبر۔آگے فرمایا

ایں خورد گردد پلیدی زو جُدا　　واں خورد گردد ہمہ نورِ خدا

یہ کفار یا عام لوگ کھاتے ہیں تو ناپاک پلیدی اُن سے الگ ہوتی ہے۔وہ خاص لوگ انبیاء اور صالحین اللہ کے نیک بندے کھاتے ہیں تو وہ سب نورِ خدا بنتا ہے۔اُن میں اللہ کا نور ظاہر ہوتا ہے پیدا ہوتا ہے۔

ہر دو صورت گر بہم باشد رواست　　آب تلخ و آب شریں وا صفا است

کڑوا پانی اور میٹھا پانی اگر دیکھنے میں ایک جیسے نظر آتے ہیں تو ٹھیک ہے تعجب کی بات نہیں بظاہر صاف بھی نظر آتے ہوں۔

جز کہ صاحب ذوق شناسد بآب　　اُو شناسد آب خوش از شورہ ناب

جس شخص کی چکھنے کی حس اگر ٹھیک ہوگی وہی خوش ذائقہ پانی کو کلر شور والے کڑوے پانی میں سے شناخت اور پہچان کرے گا۔پھر دونوں کی خاصیتیں بھی الگ الگ ہیں ایک پینے میں خوش ذائقہ،صحت کے لیے،کپڑے دھونے کے لیے،فصلوں کو آبپاشی کے

لیے اور سودمند۔ اور کڑوا پانی جیسے آپ کا مشاہدہ ہے کہ بارڈر کے ساتھ ساتھ منچن آباد بہاولنگر، ہارون آباد چشتیاں فورٹ عباس، لیاقت پور، خانپور کے کچھ علاقہ جات غرضیکہ ایک پوری پٹی جہاں کا پانی کڑوا ہے۔ پینے کے قابل نہیں، نہانے کے قابل نہیں، صابن نہیں نکلتا، کپڑے دھونے کے قابل نہیں فصلوں کے قابل نہیں، زمینوں میں کلر شور پیدا کرتا ہے۔ لوگ نہروں کا پانی استعمال کرتے ہیں اور بہت سی جگہیں اب بھی بے آباد پڑی ہیں۔ اگر نیچے کا پانی اچھا ہوتا تو ٹیوب ویل وغیرہ لگا کر آباد کر لیتے۔ قصہ مختصر پانی پانی میں فرق ہے توجہ کریں جو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

خیال مت کر، دیکھو شیر (درندہ) اور شیر یعنی دودھ لکھنے میں اگرچہ ایک جیسے ہیں ش۔ی۔ر۔ مگر

شیر آں باشد کہ مردم می خورد شیر آں باشد کہ مردم را خورد

شیر دودھ وہ ہے جسے آدمی پیتے کھاتے ہیں دودھ، دہی لسی پنیر وغیرہ کی صورت میں مگر شیر درندہ وہ ہے جو آدمیوں کو کھاتا ہے۔

گر بصورت آدمی انسان بُدے احمد و بوجہل ہم یکساں بُدے

اگر شکل وصورت سے آدمی انسان ہوتا تو نعوذ باللہ حضور ﷺ اور ابوجہل (میری توبہ میری توبہ ہزار مرتبہ توبہ) ایک جیسے ہوتے۔ لیکن

احمد و بوجہل در بت خانہ رفت ایں شدن تا آں شدن فرقے زفت

جب حضور ﷺ اور ابوجہل بت خانہ کعبہ شریف جہاں تین سو ساٹھ بت رکھے تھے وہاں جاتے ہیں آپ ﷺ کے جانے اور ابوجہل کے جانے میں بڑا فرق ہے۔ غور کریں چشم فلک نے دیکھا مشاہدہ کیا۔

ایں در آید سر نہند آں را بتاں ویں در آید سر نہد چوں اُمتاں

اللہ اللہ! حضور ﷺ جب جاتے ہیں تو بت آپ کے آگے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور جب ابوجہل عمر بن ہشام کافر جاتا ہے تو وہ اُمتیوں کی طرح اُن کے آگے سجدہ کرتا ہے۔

امیر اہلسنت مجد دِ دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ واقفِ اسرار شریعت، راز دار رموزِ طریقت عالی مرتبت حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ردّ امثالیہ کے سلسلہ میں فرماتے ہیں چند شعر سن لیجیے روح کو تازگی، قلب کو فرحت ملے گی۔

کے بود مر لعل را فضل و شرف کے بود ہم سنگ را سنگ خزف

فرماتے ہیں کہ جو لعل (گوہر) کو جو فضیلت اور شرف حاصل ہے وہ ایک نکمے پتھر کو کیسے حاصل ہوسکتی ہے۔ ایک وہ پتھر ہے جو زمین پر پاؤں میں رُلتا ہے اور ایک وہ پتھر ہے جو بادشاہوں کے تاج کی زینت بنتا ہے۔ ہیں تو بنیادی طور پر دونوں پتھر ہی۔

بشر بشر میں فرق ہے باعث ارض وسما محبوب کبریا ﷺ جیسے کہ آپ پہلے قرآن پاک کے حوالے سے سن چکے ہیں نور بھی ہیں اور ظاہری صورت بشر بھی وہ نوری بشر ہیں۔ اللہ اللہ۔

مصطفیٰ نورِ جنابِ امرِ کُن — آفتابِ برجِ علم من لدن
معدنِ اسرارِ علام الغیوب — برزخ و بحرین امکانِ وجوب
بادشاہِ عرشیاں و فرشیاں — جلوہ گاہ آفتاب کُن فکاں
راحت دِل قامتِ زیبائے اُو — ہر دو عالم و اللہ شیدائے اُو
در دو عالم نیست مثل آں شاہ را — در فضیلتھا و در قرب خُدا
آفتاب ختمیت چوں شد بلند — مہر آمد شمعہا خامش شدند
روزِ محشر چوں خطاب آید زعرش — اے نطیقانِ فلک سکانِ فرش
ہیچ مے بینید در ارض و سما — مثل و شبیہ بندۂ ما مصطفیٰ
یک زبان گویند نے نے اے کریم — کس عدیلش نیست باللہ العظیم

اللہ اللہ وہ کیسے بشر ہیں پارہ 30 سورۃ النجم آیت 3 "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى "وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتے مگر وہی جو انھیں وحی کی جاتی ہے۔

گفتہ اُو گفتہ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

سبحان اللہ۔ وما علینا الا البلاغ المبین والسلام

صلوٰۃ وسلام کے لیے اب کھڑے ہو جائیں۔
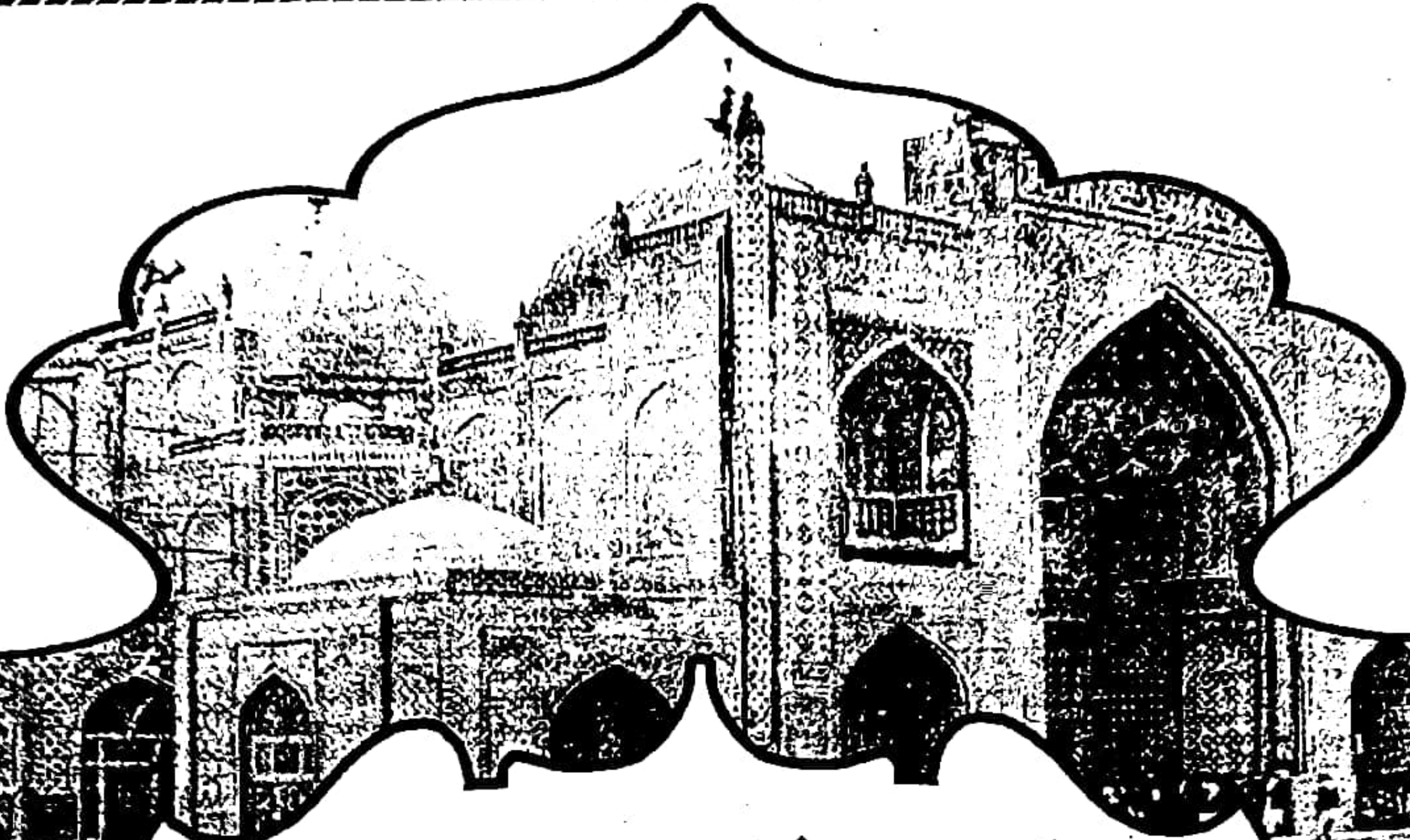
محور و مرکزِ روحانی سلاسل منبعِ ولایت

امیر المؤمنین حضرت سیدنا

علی المرتضیٰ شیرِ خُدا

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰٓى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَالطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ؕ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۙ ﴿۱۲﴾

دوستو، عزیزو، بھائیو اور بزرگو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اکیس رمضان المبارک علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا یوم شہادت ہے۔ میں نے آپ کے سامنے پارہ 29 سورۃ الدہر کی آیت نمبر 8 سے 12 تک تلاوت کی ہے۔ ارشادِ اللہ رب العزت ہے" وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا "اور کھانا کھلاتے ہیں اُس کی محبت پر (اللہ کی) مسکین اور یتیم اور اسیر (قیدی) کو (اُن سے کہتے ہیں) "اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ" ہم تمہیں خاص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں "لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا" تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے۔ "اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا" بے شک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت تُرش اور سخت ہے۔ "فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا" تو اللہ نے اُنھیں اُس دن کے شر سے بچالیا اور اُنھیں تازگی اور شادمانی دی۔ "وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا" اور اُنھیں اُن کے صبر پر جنت اور ریشمی کپڑے صلے میں دیے۔

شانِ نزول

کیا آپ جانتے ہیں یہ کس کے حق میں نازل ہوئیں؟ ہاتھ کھڑے کریں۔ ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ بہت تھوڑوں کو علم ہے باقی کو پورا علم نہیں۔ میں بتاتا ہوں یہ آیات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاطمہ اور اُن کی کنیز فضہ رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔

عزیزانِ گرامی! ان آیات شریفہ کی شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم بیمار ہو گئے۔ اُن کی صحتیابی کے لیے تین روزوں کی منت مانی گئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے شفا عطا فرمائی۔ جب نذر کی وفا کا وقت آیا حضرت علی کرم

اللہ تعالیٰ وجہ الکریم، سیدۃ نساءِ العالمین حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُن کی کنیز حضرت فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روزے رکھے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک یہودی سے تین صاع جَو لائے۔ خاتونِ جنت حضرت بتولِ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا۔ مگر جب روزہ افطار کرنے کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز ایک مسکین ایک روز ایک یتیم اور ایک روز ایک اسیر نے آکر سوال کیا۔ تینوں روز کھانا ان لوگوں کو دے دیا اور اُن صاحبوں نے خود پانی سے روزہ افطار کیا اور پھر اگلا روزہ رکھ لیا۔ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الذریعہ مکارم الشریعہ جسے حاجی خلیفہ کے مطابق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے، میں بہت سے اشعار نقل کیے ہیں ایک جگہ لکھتے ہیں

ز صد ہزار محمد کہ در جہاں آید یکے بمنزلہ و جاہ مصطفیٰ نشود
د گرچہ عرصہ عالم ہزار علی گردد یکے بعلم و سخاوت بہ مرتضیٰ نشود

ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَ اَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ" سائل کو نہ جھڑکو۔ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے سائل کو نہ پھیرو اگرچہ گھوڑے پر سوار ہو۔ ذرا غور کرو۔

نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر نعرۂ رسالت یا رسول اللہ ﷺ نعرہ حیدری یا علی

آج حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دن ہے۔ عزیزانِ گرامی شہادت کا واقعہ بیان کرنے سے پہلے میں اپنی کتاب "گلزارِ عطر بیز" سے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی منقبت کے چند بند سنانا ضروری سمجھتا ہوں۔ جس سے اُن کے ابتدائی حالات سے آگاہی ہو جائے۔ سنیے اور سر دُھنیے۔

پیدائش کعبہ خاص علی اے، پہلے کوئی نہ بعد علی اے
جمعہ مبارک دن جنم علی اے، علی علی اے علی علی اے

کھولیاں اکھیاں نہ تکیا کسے نوں، تکیا تے تکیا فقط نبی نوں
مخلوقِ خدا ویکھی بعد علی اے، علی علی اے علی علی اے

حضور نے رکھیا نام علی اے، لعابِ دہن بنی گھوٹی علی اے
ماں کہیا حیدر شیر علی اے، علی علی اے علی علی اے

دادا متولیٔ کعبہ بھائی رسول۔ خدا ہیں چچیرے بھائی
خاتونِ جنت وچ نکاح علی اے، علی علی اے علی علی اے

پتر حسنین بڑے عالی شاناں جنت وچ سردار جواناں
خطبے وچہ نال ذکر علی اے، علی علی اے علی علی اے

نعرۂ تکبیر اللہ اکبر نعرہ رسالت یارسول اللہ نعرۂ حیدری یاعلی

سنو سنو!

ایمان لیا سبھناں توں پہلے کٹھا کنبہ سی جس ویلے
جان وی حاضر کہیا علی اے، علی علی اے علی علی اے
ہس کے ہاشمی ہو گئے راہی علی ملی دارین دی شاہی
منصب ہو یا عطا علی اے، علی علی اے علی علی اے

مشہور مذہبی سکالر ڈاکٹر محمد حمید اللہ جن کا نام محتاج تعارف نہیں نے اپنے خطبات بہاولپور میں مشہور مؤرخ امام جعفر محمد بن جریر المعروف امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان فرمایا (خطباتِ بہاولپور کے نام سے کتاب چھپ چکی ہے جو چوہدری محمد ارشد ولد فتح محمد چک نمبر 13 بی سی بہاولپور نے مجھے ہدیۃً پیش کی) کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضور ﷺ نے اپنے خاندان والوں کو دوسری دفعہ دعوت پر بلایا اور اسلام کی دعوت دی۔ اُس تبلیغ کا غالباً آخری جملہ یہ تھا کہ تم میں سے جو شخص اب میری دعوت کو قبول کرے گا وہ میرا جانشین اور خلیفہ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ اُس وقت حضرت علی جو ابھی تقریباً آٹھ سال کے بچے تھے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ ابوالاثر حفیظ جالندھری رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار مینارِ پاکستان کے گراؤنڈ میں واقع ہے اور جو شاہنامہ اسلام کے مصنف اور صدارتی ایوارڈ یافتہ ہیں (کے الفاظ میں) حضرت علی نے فرمایا

میں اپنی زندگی بھر ساتھ دوں گا یارسول اللہ یقین رکھیے کہ قدموں میں رہوں گا یارسول اللہ

رسول اکرم نورِ مجسم ﷺ کا چچا ابولہب قہقہہ مار کر ہنسا اور تالی بجا کر کہنے لگا ابو طالب مبارک ہو آج سے تم اپنے بیٹے کے ماتحت ہو چکے ہو۔ (امام طبری)

بنی ہاشم ہنسی میں بات اُڑا کر ہو گئے راہی علی کو ہو گئی حاصل مگر دارین کی شاہی (حفیظ جالندھری)

ایمان کی پختگی

ملاحظہ کریں ارشاد ہے "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا" جو ایک نیکی کرتا ہے اُس کے لیے دس نیکیاں ہیں۔ حضرت کعب بن الاحبار رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا فاطمہ کسی چیز کو کھانے کو دل کرتا ہے کہا انار کھانے کو جی چاہتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے ایک درہم قرض لیا۔ بازار سے ایک انار خریدا۔ راستے میں ایک بیمار کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ حال احوال پوچھا فرمایا کہ کسی چیز کی حاجت ہے کہنے لگا سب ایسا ہی کہتے ہیں مگر لیتا دیتا کوئی کچھ نہیں۔ فرمایا کہہ تو سہی کہنے لگا انار کھانے کو دل چاہتا ہے۔ اب امتحان پیش آ گیا۔ انار خاتون جنت کے لیے یہودی سے قرض لے کر لائے ہیں۔ سوالی نے سوال کر دیا۔ انار پلے سے کھول کر سائل کو

پلا دیا۔خود خالی ہاتھ گھر تشریف لائے۔مگر یہ خیال دامن گیر تھا حضرت فاطمہ کو کیا جواب دوں گا۔فرمائش تو خود کی تھی کہ کسی چیز کو کھانے کو دل چاہتا ہے تو لاؤں۔اللہ اللہ! جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا علی پریشان نہ ہو اللہ تعالیٰ نے اب میرے دل سے انار کی طلب ہی ختم کر دی ہے۔

تھوڑی دیر گزری دروازے پر دستک ہوئی۔پوچھا کون عرض کی سلمان فارسی حاضر ہوا ہوں۔رومال سے ڈھکی سینی پیش کی کہا کہ یہ ایک اعرابی نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی اور حضور ﷺ نے آپ کے پاس بھیج دی۔کپڑا ہٹایا دیکھا انار ہیں پھر ڈھک کر فرمایا آپ کو شاید غلط فہمی ہوئی ہے۔حضور ﷺ نے کسی اور کی طرف بھیجا ہوگا کیونکہ یہ انار نو ہیں اگر ہماری طرف بھیجا ہوتا تو دس ہوتے۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آستین کھول کر انار نکال کر سینی میں رکھ دیا۔عرض کی میں آپ کا امتحان لے رہا تھا۔

نعرۂ تکبیر اللہ اکبر نعرۂ رسالت یارسول اللہ نعرۂ حیدری یا علی

دوبارہ زور سے نعرہ لگاؤ۔

ہاں یہ تو ایمان اور یقین کی بات ہوئی۔اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جان تک قربان کرنے کی بات سُنیں۔

دشمنوں کے نرغے میں بسترِ مصطفیٰ ﷺ پر لیٹنا

جب کفارِ مکہ نے سرورِ کائنات فخر موجودات ﷺ کے (توبہ، نعوذ باللہ) قتل کی ناپاک سازش کی اور ہر قبیلہ سے ایک ایک جوان تیغ برہنہ حضور ﷺ کے گھر کے ارد گرد متعین کیا اور سرکارِ مدینہ ﷺ نے دنیا میں اعلانِ نبوت کے تقریباً تیرہ سال بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو سرکارِ مدینہ سرورِ کائنات، سرورِ قلب وسینہ ﷺ نے فرمایا علی میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور صبح لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ چلے آنا۔اُس وقت بستر پر لیٹنا پھولوں کی سیج نہیں تھا۔ہر طرف مشرکین ننگی تلواریں لیے صبح کے انتظار میں تھے۔صبح ہوتے ہی بسترِ مصطفیٰ ﷺ پر ٹوٹ پڑیں۔حضرت علی بلا حیل و حجت بستر نبی کریم ﷺ رؤف رحیم پر بے خوف و دھڑک لیٹ گئے۔یہاں حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ پر ایمان کی پختگی ظاہر ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق صبح اُٹھنا ہے اور امانتیں واپس کر کے عازم مدینہ منورہ ہونا ہے۔آج رات مجھے کوئی نہیں مار سکتا۔

جنگیں، اونٹ اور تلوار ذوالفقار کی عطائیگی

جنگ بدر میں لشکر کی علم برداری کا منصب ملا۔آپ کے ہاتھ سے ولید بن عتبہ دو بدو مقابلہ میں قتل ہوا۔حفیظ جالندھری نے ان الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے:

صدائے شیر حق سے چھائی ہیبت قلبِ دشمن پر سپر اُٹھنے نہیں پائی کہ آئی تیغ گردن پر

نہ پائی دیکھنے والی نگاہوں نے بھی آگاہی　　　اُٹھی گری کیسے پھری تیغ ید الٰہی

نضر بن حارث دوسرے کفار قتل ہوئے۔ حضور ﷺ نے ایک اعلیٰ اُونٹ اور اپنی تلوار الموسوم ذوالفقار عنایت فرمائے۔

جنگ اُحد میں کفار کا علم بردار ابوسعید بن ابی طلحہ دوبدو مقابلہ میں قتل ہوا۔ دوسرے کفار کے علاوہ اسپ سوار ابوالحکم بن الاخنس تیغ یدالٰہی کا لقمہ بنا۔ غزوہ خندق میں ایک ہزار پر بھاری پہلوان عمر عبدِود قتل ہوا۔

قصہ مختصر عزیزانِ گرامی! جب کئی دن کے محاصرہ بعد قلعہ خیبر فتح نہ ہوا تو آقائے نامدار مدنی تاجدار ﷺ نے فرمایا صبح علم اُس کو عطا کروں گا جس سے اللہ اور اُس کے رسول محبت کرتے ہیں اور وہ اُن سے محبت کرتا ہے۔ صبح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لشکر کا علم عطا فرمایا۔ مشہور پہلوان مرحب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں دو ٹکڑے ہو کر واصل جہنم ہوا اور قلعہ فتح ہو گیا۔

محبت کا ذکر

محبت کا ذکر آیا ہے تو سنیں۔ جب نبی نجران کے نصاریٰ سے مباہلہ کا وقت آیا تو جن ہستیوں کو اپنے ساتھ مباہلہ کے لیے چنا اُن میں حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ نصاریٰ نے جب دیکھا حضور ﷺ کی گود میں حضرت امام حسین دست مبارک میں حضرت امام حسن کا ہاتھ حضرت فاطمۃ الزہراء اور حضرت علی حضور ﷺ کے پیچھے ہیں اور آپ ﷺ اُن سب سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو سب آمین کہنا۔

نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم نے جب ان حضرات (پنجتن پاک) کو دیکھا تو کہنے لگا "اے جماعت نصاریٰ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں اگر یہ لوگ پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ پہاڑ کو جگہ سے ہٹا دے۔ ان سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہیں رہے گا۔" یہ سن کر نصاریٰ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا مباہلہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے اور جزیہ دینا قبول کر لیا۔

؎ "لی خمسة اطفی بها حر الوبا والحاطمه　　　المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناهما والفاطمه"

سورج کا پلٹانا

وادی صہبا میں حضور اکرم ﷺ حضرت علی کی گود میں سر مبارک رکھ کر استراحت فرما رہے تھے۔ آنکھیں بند تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے کہ محبوب خدا ﷺ کی نیند اور استراحت میں خلل واقع نہ ہو نمازِ عصر قربان کر دی۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

؎ مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز　　　وہ بھی نماز عصر جو اعلیٰ خطر کی ہے

مگر دو بیقرار آنسو رُخ مصطفیٰ ﷺ پر گرے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے آنکھیں کھولیں پوچھا علی کیا بات ہے عرض کی حضور

ﷺ صلوٰۃ الوسطیٰ قضا ہوگئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا۔ سورج عصر کے وقت پر لوٹ آیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے نماز ادا فرمائی۔ ثابت ہوا کہ جملے فرائض فروع ہیں اصل اصول بندگی اُس تاجور کی۔

حضور ﷺ کا حضرت علی کے ہاتھ سے اُونٹ ذبح کرانا

حجۃ الوداع کے موقع پر قربانی کے دن سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ترسیٹھ (63) اونٹ ذبح فرمائے۔ پھر حضرت علی سے فرمایا باقی سینتیس (37) آپ ذبح کردیں۔ چاشت کے وقت آپ ﷺ نے سفید خچر پر خطبہ فرمایا اور حضرت علی فرمودات رسول اللہ ﷺ لوگوں تک پہنچانے میں معبّر کا کام سرانجام دے رہے تھے۔

مولیٰ فرمانا: اثنائے راہ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے تقسیمِ غنیمت بارے حضرت علی کے متعلق کچھ شکوے شکایت حضور ﷺ کے گوش گزار کیے۔ باعثِ ارض وسما محبوب کبریا ﷺ جنھیں اللہ رب العزت نے "شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا" فرمایا اصل حقیقت حال معلوم تھی، نے خم کے مقام پر غدیر (پانی کا تالاب) کے پاس مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان جحفہ کے قریب بروز اتوار 18 ذوالحجہ 10ھ آرام فرمایا اور زبان فصاحت سے اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی شان و منزلت کو بیان فرمایا۔ (تفصیل کے لیے پڑھئے میری کتاب گل قدس ﷺ)

حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

"مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ، اللّٰهُمَّ عَادِ مَنْ عَادَاهُ"

ترجمہ: جس کا میں مولیٰ ہوں پس اُس کا علی مولیٰ ہے۔ اے اللہ! اسے دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اُس سے عداوت رکھ جو علی سے عداوت رکھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مبارک دی اور شکایت کنندہ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد تمام عمر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں گزاری۔

حضور اکرم ہتھ علی اُٹھا زبانِ نبوت نال دتا فرما
مولا میں جس دا اُس مولا علی اے علی علی اے
حضرت عمرؓ اُٹھ مبارک دتی بریدہؓ عمر ساری ناویں کیتی
جنگ وچہ ہویا اُتے قربان علی اے علی علی ے علی علی اے

حضرت موسیٰ و ہارون کی مثال

غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے اپنی جگہ اپنے پیچھے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مدینہ طیبہ میں نگران فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جہاد میں عدم شرکت پر افسوس کا اظہار فرمایا کہ یارسول اللہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر

جہاد پر تشریف لے جا رہے ہیں۔تو امام الانبیاء حبیبِ کبریا ﷺ نے فرمایا

"اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ، مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَیْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ"

یعنی اے علی کیا آپ پسند نہیں کرتے کہ آپ میری طرف سے اس مرتبہ پر ہوں جس مرتبہ پر ہارون حضرت موسیٰ کی طرف سے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

عزیزانِ گرامی! حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون دونوں پیغمبر تھے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ہارون علیہ السلام کو کوہِ طور پر جاتے ہوئے اپنا نائب بنا کر قوم بنی اسرائیل میں چھوڑ گئے تھے۔

اُونٹوں کی تقسیم

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ "اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا" یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔عام مثال مشہور ہے کہ گھر کے بھاگ ڈیوڑھی سے نظر آجاتے ہیں۔شہر کی بات ہی کیا صرف دروازے کے علم و بصیرت کے متعلق ایک واقعہ سناتا ہوں کہ کچھ لوگ سترہ (17) اُونٹ لے کر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی امیر المؤمنین یہ سترہ (17) اونٹ ہم میں تقسیم فرما دیجئے کوئی بانٹ نہیں سکا۔اس طرح سے کہ ایک کا اِن میں آدھا حصہ ہے۔ دوسرے کا تیسرا اور تیسرے کا نواں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا میرا اُونٹ گھر سے لے آؤ۔وہ لا کر اُن اونٹوں میں کھڑا کر دیا۔اُونٹ ہو گئے اب کل اٹھارہ۔جس کا آدھا حصہ تھا اُسے اٹھارہ کا نصف نو (9) عطا کر دیے۔جس کا تیسرا حصہ تھا اسے 18 کا 1/3 یعنی چھ (6) اُونٹ دے دیے اور جس کا نواں حصہ تھا اُسے دو اُونٹ دے دیے۔کل کتنے اُونٹ ہوئے بتاؤ۔ہاں ہاں ٹھیک ہے۔ 17=9+6+2۔اونٹ تقسیم ہو گئے۔ہر ایک خوش تھا کہ حصے سے زیادہ مل گیا۔حضرت علی نے غلام سے فرمایا اب باقی بچنے والا میرا اونٹ گھر لے جا کر باندھ دو۔ملاحظہ کیا علی کا علم ایسے ہی سرکار مدینہ سرورِ قلب وسینہ ﷺ نے حضرت علی کو علم کے شہر کا دروازہ نہیں فرمایا۔یہ واقعہ میں نے اپنے نانا حضرت سید عبدالمجید گیلانی رحمۃ اللہ علیہ مرحوم و مغفور سابق ہیڈ ماسٹر صاحب سے اپنی طالبعلمی کے زمانہ میں سنا تھا۔

شاہِ مرداں تے شیر یزداں فخرِ دین تے فخرِ ایمان شہرِ علم دا در علی اے علی علی اے علی علی اے

علم حساب میں مہارت

آیئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی علمی فراست کا ایک اور واقعہ سنیئے۔

کہتے ہیں ایک بار ایک یہودی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علم ریاضی کا ایک سوال اُس وقت پوچھا جب آپ گھوڑے پر سوار

ہونے کے لیے اپنا ایک پیر رکاب میں رکھ چکے تھے۔ سوال یہ تھا کہ وہ کونسا ہندسہ ہے جو ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹ سے پورا پورا تقسیم ہو جائے۔ آپ نے گھوڑے کی دوسری جانب رکاب میں دوسرا پیر رکھنے سے پہلے پہلے جواب فرمایا کہ ہفتے کے دنوں کو اسلامی سال کے دنوں (360) سے ضرب دو وہ ہندسہ تمہیں مل جائے گا۔ یہودی نے 7 کو تین سو ساٹھ سے ضرب دی تو 2520 بنا۔ جب ہر ہندسے ۲ سے لے کر ۹ تک سب پر تقسیم کر کے دیکھا تو پورا پورا تقسیم ہوتا رہا اور عدد 2520۔ سبحان اللہ۔

عدل

اب بات ذرا حضرت علی کے عدل و انصاف کی ہو جائے۔ ایک چھوٹا سا واقعہ بیان کرتا ہوں جس سے معلوم ہوگا حضرت علی رضی اللہ عنہ کتنے محتاط تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص پر شرعی حد لگائی اور اپنے غلام قنبر سے کہا اس کو باہر لے جاؤ اور درے لگاؤ۔ درے کھانے کے بعد وہ شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں پیش ہوا اور کہا آپ کے غلام نے تین درے زیادہ لگا دیے ہیں۔ غلام سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا بات درست ہے۔ اس پر آپ نے متعلقہ شخص کو فرمایا اب تو اسے تین درے لگا دو۔

نعرہ تکبیر، اللہ اکبر، نعرۂ رسالت یارسول اللہ نعرۂ حیدری یا علی

انصاف و عدل کے بے شمار واقعات تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ وقت کے پیش نظر حضرت علی کی زندگی کی چند جھلکیاں دکھانے پر اکتفاء کر رہا ہوں۔ ورنہ ضروری ضروری نقاط رہ جائیں گے اور مکمل احاطہ نہ ہو سکے گا۔

اب ذرا بیت المال کے استعمال کا سُن لیں

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک سرکاری کام میں مشغول تھے اور چراغ جل رہا تھا۔ اتنے میں کوئی ملنے آ گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چراغ بجھا دیا اور پھر اُس سے گفتگو شروع کی اور فرمایا بیت المال کے چراغ کا استعمال صرف سرکاری کام کے لیے جائز ہے۔ ذاتی بات چیت کے لیے نہیں۔

بیت المال کو مسلمانوں کی امانت سمجھتے تھے۔ بیت المال سے بغیر حق کے نہ خود کچھ لیتے تھے اور نہ کسی دوست یار رشتہ دار کو دیتے۔ کہتے ہیں کہ جب اپنے بڑے حقیقی بھائی کو انھوں نے وظائف کی عام تقسیم سے پہلے کچھ دینے سے انکار کر دیا تو وہ ناراض ہو گئے تھے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ چچا زاد بھائی اُن کی سخت باز پرس سے تنگ ہو کر نظام سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اپنی زندگی فقر و فاقہ اور خدا خوفی کا مجسمہ تھی۔

کرامات

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے بے شمار کرامات بھی منسوب ہیں۔ مکمل طور پر اگر بیان کروں تو جیسے پہلے عرض کی بہت وقت لگ جائے گا۔ اشارۃً سمجھنے اور جاننے کے لیے اپنی کتاب گلزار عطر بیز سے منقبت کے چند بند سنا تا ہوں۔

جلال الدین سیوطی علامہ مشہور صفحہ دو سو نو شرح صدور مذکور
حال مر دے دسیا پچھن تے علی اے علی علی اے علی علی اے
انیس الواعظین حکایت صفحہ پچی کیتی عذاب وچہ پھسے مردے فریاد علی کیتی
التجاواں کر رب اگے بخشایا علی اے علی علی اے علی علی اے
راحت القلوب صفحہ اکاٹھ واقعہ درج اے سناواں کرشمہ درود دا کی حرج اے
کرم اللہ پاک ولوں پھونک علی اے علی علی اے علی علی اے
کافراں مذاقاً بھکاری بھیجا علی دل تی تے درود پڑھ دیا علی گھل
مٹھی کھول دنیار ویکھن کرامت علی اے علی علی اے علی علی اے
ولایت منبع پیر علی اے فخر رسولی حق ولی اے
دین خدا دی رتبہ علی اے علی علی اے علی علی اے

نماز میں محویت اوراستغراق کی حالت کے متعلق بتا تا چلوں کہ کیسی بے خودی طاری ہوا کرتی

ذرا اندازہ کریں۔ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ران میں تیر پیوست ہوگیا۔لوگوں نے نکالنے کی بڑی کوشش کی مگر نا کام رہے۔آخر مشورہ کیا کہ جب آپ نماز میں مشغول ہوں تو تیر نکالا جائے۔جب حضرت علی سجدہ میں گئے تو لوگوں نے تیر کھینچ کر نکال لیا۔نماز سے فارغ ہوئے آس پاس ایک مجمع دیکھا تو فرمایا کیا تم تیر کو نکالنے کے واسطے آئے ہو لوگوں نے عرض کی وہ تو ہم نے نکال بھی لیا۔آپ نے فرمایا مجھے خبر ہی نہیں ہوئی۔سبحان اللہ۔یہ اُن کی نماز اور رجوع الی اللہ ہے۔ایک ہماری نماز اللہ کی بجائے دنیا کی طرف دھیان،خیالات کی بھر مار۔علامہ اقبال نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا — تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

عمل میں خلوص اور للّٰہیت کا بھی ایک واقعہ سن لیں

واقفِ اسرارِ شریعت حضرت مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی دفتر اول میں رقم طراز ہیں

از علی آموز اخلاص عمل — شیر حق را داں منزہ از دغل

یعنی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے عمل میں اخلاص سیکھو اور اللہ کے شیر کو عیب سے پاک اور منزہ سمجھو۔قصہ کچھ یوں ہے کہ ایک جنگ میں ایک آتش پرست پر حضرت علی قابو پا کر چاہتے تھے کہ اُس کا سر قلم کر دیں کہ

اُو خدو انداخت بر روئے علی — افتخارِ ہر نبی و ہر ولی

اُس کافر نے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے فخر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے چہرہ پر تھوک دیا۔حضرت علی تلوار پھینک کر

اُٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ حیران ہوا۔ فرمایا میری تجھ سے لڑائی صرف اللہ کیلئے تھی تو نے میرے منہ پر تھوک دیا تو اب میرا نفس بھی اس جنگ میں شامل ہوگیا ہے۔ اب آدھی لڑائی میری خواہشات نفسانی کے لیے ہوگئی اللہ کے کام میں کسی کی شرکت جائز نہیں۔ اللہ اللہ۔

؎ سُن مشرک ایمان دل آیا ساتھی پنجاہ اوہ نال لیایا مسلمان ہوئے اُتے ہتھ علی اے علی علی اے علی علی اے

اب کچھ اتباعِ رسول اللہ ﷺ کے متعلق بھی سن لیں

مشکوٰۃ شریف صفحہ 214 پر درج ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ایک سواری آئی۔ آپ اس پر سوار ہونے لگے جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا۔ جب زین پر بیٹھے تو کہا

"سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ۝ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝"

پھر الحمد للہ کہا اور اللہ اکبر تین بار پڑھا۔ پھر یہ دعا فرما کر تبسم فرمایا۔

"سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ"

عرض کیا گیا یا امیر المؤمنین اس تبسم کا کیا مطلب ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کو یونہی دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے بھی تبسم فرمایا تو میں نے (حضرت علی نے) عرض کیا آپ ﷺ نے کس لیے تبسم فرمایا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بندہ کہتا ہے یا اللہ میرے گناہ معاف فرما دے تو اللہ راضی ہوتا ہے کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ گناہ بخشنے والا میں ہی ہوں۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا تبسم صرف اقتدا تھی اور ایک ولولہ تھا محبت تھی پیار تھا عقیدت تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کام کریں ہمیں بھی اُسی طرح کرنا چاہیے۔ اللہ اکبر۔

؎ مجھے شادمانی اسی بات کی ہے کہ تقلید شاہ ہدیٰ کر رہا ہوں یداللہ پہ جو تھا کیا عہد پیماں وہی عہد طاعت وفا کر رہا ہوں

یہ اشارہ ہے بیتِ رضوان کی طرف جب سرکار دو عالم ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر عہد کیا تھا اور اللہ پاک نے فرمایا: "یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ" اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ بیعت کرنے والوں کے ہاتھ پر ارہی بیعت کا سلسلہ آگے چلتا ہے۔

مُریدین کو تو معلوم ہے کہ حضرت سیدنا علی علیہ السلام تمام روحانی سلاسل کے محور و مرکز ہیں۔ اور اُن سے آگے بیعت کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ شجرہ شریف تو اکثر مریدین کے پاس ہوتا ہے۔ پیری مریدی کے تمام سلسلے اُن سے جا ملتے ہیں۔ سوائے سلسلہ نقشبند کے مگر جب حضور غوث پاک محبوب سبحانی قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے بغداد کی مسجد کے منبر پر ارشاد فرمایا "قَدَمِیْ هٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر تو دنیا میں موجود تین سو تیرہ (313) اولیاء

نے سر جھکا دیا بمعہ دو ہزار اولیاء جو مجلس کے اندر حاضر تھے۔ اس طرح جناب غوث پاک کی وساطت سے اُن سب کی نسبت بھی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے قائم ہوگئی۔ لہٰذا

قادری چشتی سہروردی نقشبندی بریلوی علماء نالے دیوبندی
مُرشد مَن دے سب علی اے علی علی ہے علی علی اے
فیض نبی تے فیض الٰہی دیوے ذوالفقار پیر آگاہی
نسبت مُریدا نال علی اے علی علی اے علی علی اے

آپ لوگوں کے علم میں اضافہ کے لیے بتاتا چلوں کہ اہل دیوبند سلسلہ چشتیہ میں مرید ہیں۔ شجرہ طیبہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ امدادیہ کو مولوی ذوالفقار علی دیوبندی جن کو مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے ساتھ توسل اور تعلق ہے نے نظم کرتے ہوئے حضرت علی کے نام پر جب پہنچے تو لکھا

"و بحق علی مولیٰ المؤمنین و امام اهل الدین و الایمان
اعنی علیًا خیر من وطی الثریٰ ماوی الضعافِ مجلی الاحزان"

اس کا ترجمہ بھی سُنیں۔ فرماتے ہیں۔ مومنین کے مولیٰ اور امیر المؤمنین کے وسیلہ اور امام اہل دین اور اہلِ ایمان یعنی حضرت علی کے جو اپنے وقت میں تمام روئے زمین پر چلنے والوں سے اچھے اور جو ضعیفوں کی پناہ تھے اور غموں کے زائل کرنے والے تھے۔ یہ اشعار قربات عند اللہ وصلوات الرسول کے صفحہ 214 پر درج ہیں۔ اُن کی اسی کتاب کے صفحہ 221 پر شجرہ طیبہ کے یہ اشعار یوں درج ہیں:

دُور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے رب
کھول دے دل میں میرے درِ علم حقیقت میرے رب
ہادیٔ عالم علی شیر خدا کے واسطے

مذکورہ کتاب کے صفحہ 226 پر مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند رقمطراز ہیں:

بحق شیر یزداں شاہ مرداں درِ علم لدنی فیض رحماں
خلیج بحر رحمت منبع فیض تجلی گاہ یزداں مطلع فیض
علی بن ابی طالب کے خورشید منورخاک پائے او درخشید

اور حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی حدائق بخشش میں لکھتے ہیں:

مرتضیٰ شیر خدا مرحب کُشا خیبر کشا
سرورا لشکر کشا مشکل کشا امداد کن

یا یداللہ یا قوی یا زور بازوئے نبی
من ز پا اُفتادم اے دست خدا امداد کن
اے تنت در راہ مولیٰ خاک و جانت عرش پاک
بو تراب اے خاکیاں را پیشوا امداد کُن
اے عدوِ کفر و نصب و رفض و تفضیل و خروج
اے علوئے سنت و دین ہُدیٰ امداد کُن

ہمارے روحانی شجرہ ہائے نسب اُردو پنجابی جو میری کتاب گلستان ولایت میں درج ہیں اکثر مریدین کے پاس ہیں۔اُن کے بھی چند اشعار سن لیجیے اور عقیدت کا اظہار ملاحظہ ہو شجرہ سلسلہ غوثیہ قادریہ پنجابی میں ہے۔

علی اسداللہ الغالب جاں شان جنہاندی وچہ قرآن
تخت فقر پر ہے سلطان وہی ہے تکیا میرا تان
یارب مشکل کریں آسان

شجرہ سلسلہ چشتیہ میں لکھا ہے:

بحرمت شاہ اسداللہ طفیل آں رسو ل اللہ
مجھے ہو مکر دنیا سے کنارا یا رسول اللہ
یا الٰہی ذات احمد مصطفٰے کے واسطے
مرتضےٰ حسن و حسین زین العبا کے واسطے

اور پیر محمد صاحب مرحوم احمد پور شرقیہ والے نے کچھ اشعار میں یوں ڈھالا:

مست ہیں شاہ نجف کے فیض سے پیر معصوم
جن کے دم سے ہو گئے گل گلزار مست

آج اُسی ہستی کی شہادت کا دن ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کچھ تم کو معلوم ہے کہ بدبخت پہلی اُمتوں کا کون شخص ہے اور اس اُمت میں زیادہ بدبخت کون ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی مجھے معلوم نہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بڑا بدبخت پہلی اُمتوں کا ایک سُرخ رنگ ثمود کی قوم سے تھا۔اور اس امت کا بڑا بدبخت وہ شخص ہے جو تیرے سر پر تلوار مارے گا اور تیری داڑھی خون سے رنگین ہوگی اور اُسی تلوار سے تو شہید ہوگا۔

(مسند امام احمد)

آپ لوگوں کو بتاتا چلوں کہ قوم ثمود کا وہ شخص قذار بن سالف تھا جس نے ایک فاحشہ عورت عنیزہ کے عشق میں اُس کی انگیخت اور نکاح کرنے کی شرط پر حق تعالیٰ کی اُونٹنی کی کونچیں کاٹیں۔ اُس اونٹنی کو قوم ثمود کے ایمان لانے کی شرط پر حضرت نوح علیہ السلام کے دعا کرنے پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے دس ماہ کی گھبن اُونٹنی کو پہاڑ سے نکالا تھا۔

اور سیدنا علی علیہ السلام کا قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی خارجی ایک دفعہ کوفہ آیا اور ایک خوبصورت کوفی عورت جس کا نام قطام تھا کو دیکھا اُس کے عشق میں گرفتار ہو گیا۔ جس کا باپ اور بھائی جنگ نہروان میں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے۔ نکاح کرنے کی شرط پر زہر میں بجھی تلوار لے کر قتل کے ارادہ سے کوفہ آیا۔

شیخ محمد عبدہٗ نے لکھا ہے کہ جس طرح عبداللہ بن ابی سلول اصحابِ رسول اللہ ﷺ میں تھا ویسا ہی اشعث بن قیس حضرت علی بن ابی طالب کی جماعت میں تھا اور یہ دونوں اپنے اپنے عہد میں چوٹی کے منافق تھے۔ شب ضربت ابن ملجم مردود اشعث بن قیس کے پاس آیا اور دونوں علیحدگی میں مسجد کے ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ صبح سویرے الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی ندا لگاتے ہوئے مسجد پہنچ گئے۔ اشعث نے ابن ملجم سے کہا جلدی کر دو ورنہ پو پھوٹ کر تمہیں رسوا کر دے گی۔

عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے نماز کے دوران حضرت علی کے سرمبارک پر سترہ (17) رمضان المبارک 33ھ بروز جمعہ کو زور سے تلوار کا وار کیا۔ خون سے ریش مبارک بھیگ گئی۔ مغیرہ بن نوفل بن حارث ہاشمی نے اُسے اوپر چادر ڈال کر قابو کر لیا۔ اور تلوار چھین لی۔ حضرت علی نے فرمایا اگر زندہ رہا تو جو مناسب سمجھوں گا کروں گا۔ اگر شہید ہو جاؤں تو اس پر ایک ہی وار کرنا کیونکہ اس نے میرے سر پر ایک ہی وار کیا ہے۔ یہ ہے عدلِ علی۔ پھر اُسے شربت وغیرہ بھیجا اور کھانا کھلانے کا بھی فرمایا۔ اس بات کو میں نے اپنے اشعار میں یوں بیان کیا ہے۔

بھیجا شربت طرف ابن ملجم قاتل ٭ پیاسا ہووے نہ خارجی باطل
ویکھو ایہہ اخلاق علی اے ٭ علی علی اے علی علی اے

اور ایک عقیدت مند یوں گویا ہوئے:

یا علی آپ کے کرم کی ہے دھوم ٭ بھیجا شربت برائے قاتل شوم
اس عنایت سے ہوگیا معلوم ٭ دوستاں را کجا کنی محروم

تو کہ بر دشمنان نظر داری

زخم کاری تھا۔ کثیر بن عمرو السکونی جو شاہانِ ایران کا طبیب رہ چکا تھا نے دیکھ کر بتایا کہ زخم دماغ تک پہنچ گیا۔ صحت محال ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ زخمی ہونے کے تین دن بعد تریسٹھ (63) سال کی عمر میں 21 رمضان المبارک چار سال نو مہینے خلافت

کے بعد مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔ (تفسیر خازن) اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

تفسیر عزیزی پارہ عم میں لکھتے ہیں کہ اُس وقت وجود شریف حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مثل وجود شریف حضرت نبوت ﷺ کے تھا کہ اُس وقت تشنگانِ اُمت آنحضرت ﷺ کے اِسی چشمۂ خاص سے سیراب ہوتے تھے۔ اور ہر حاجت ظاہری اور باطنی کو اُس وقت بسبب جمع ہونے تمام صفات کمال بشری کے وہ ذات کفایت کرتی تھی۔ ایسے وقت میں اس بدبخت ترین بدبختوں سے نے شہید کیا گویا ہدایت کی شمع کو گل کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے حق کو تلف کیا۔ یعنی ایسی ذات کو اُس وقت میں اپنا ثانی اور قائم مقام فضیلت اور بزرگی میں نہ رکھتی تھی ہلاک کر کے تمام اُمت کو جھاڑو بے رسی کے مانند منتشر اور فوج بے سردار کی طرح پریشان کر دیا۔ اور اپنے نفس کے حق کو بھی تلف کیا اور کندہ دوزخ ہوا۔ (تفسیر عزیزی پارہ عم طبع اپریل 1906 لکھنؤ) ایک سانحہ عجب آپ کی شہادت کا یہ ہے کہ اُس دن بیت المقدس میں کوئی پتھر نہ تھا جس کے نیچے سے خون جوش نہ مارتا تھا۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر عزیزی پارہ عم طبع اپریل 1906 لکھنؤ)

حضرت امیر معاویہ کا گریہ

کہتے ہیں کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے قتل کی خبر حضرت امیر معاویہ کو ملی تو وہ گریہ کناں ہوئے تو اُن کی بیوی نے کہا آپ حضرت علی کے ساتھ برسرِ پیکار رہے ہیں اب رونے لگے۔ کہا تو نہیں جانتی کہ اہل اسلام کا فضیلت، فقہ اور علم میں کس قدر نقصان ہوا ہے اور کیسی گراں قدر ہستی سے قوم محروم ہوگئی ہے۔ (البدایہ جلد 82 صفحہ 130)

اس رونے کی تائید ضرار الصدائی کے واقعہ سے بھی ہوتی ہے۔ جو شرح نہج البلاغہ طبع تہران صفحہ 276 جلد 5۔ (شیعہ) اور استیعاب لابن عبدالبر جلد 3 صفحہ 43۔ (اہل سنت) میں درج ہے۔ بحوالہ سیرت مؤلفہ علی محمد نافع۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے

حدیث میں ہے جیسے بیت اللہ شریف کے حق میں وارد ہے

"اَلنَّظْرُ اِلَی الْکَعْبَةِ عِبَادَةٌ" (کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے)

اور قرآن پاک کے حق میں وارد ہے: "اَلنَّظْرُ اِلَی الْمُصْحَفِ عِبَادَةٌ" (قرآن مجید کو دیکھنا عبادت ہے)

اسی طرح حضرت علی کے حق میں حضور ﷺ نے فرمایا "اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِیٍّ عِبَادَةٌ" یعنی حضرت علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ اس کو اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کیا ہے۔

امیر شریعت رہبر طریقت والد گرامی قدر حضرت پیر سید محمد شریف شاہ صاحب بخاری نور اللہ مرقدہٗ کسی شاعر کے اشعار بیان فرمایا کرتے تھے:

در جنت پہ جب رکھوں گا قدم — مجھ سے پوچھے کا رضو پھر اُس دم
تو چلا ہے جو سوئے بیت ارم — کچھ وسیلہ بھی ہے تیرا محکم
اُس سے بولوں گا میں یوں ہو خرم — تو نہیں جانتا ہے اے ہمدم
حیدریم قلندرم مستم — بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

نعرہ لگاؤ

نعرۂ تکبیر: اللہ اکبر نعرۂ رسالت: یارسول اللہ نعرۂ حیدری: یاعلی

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی سیرت و کردار سے مکمل آگاہی کے لیے میرے کتاب منبع ولایت کا مطالعہ عوام الناس خصوصاً مریدین ومعتقدین کے لیے افادیت کا باعث ہوگا۔

والسلام
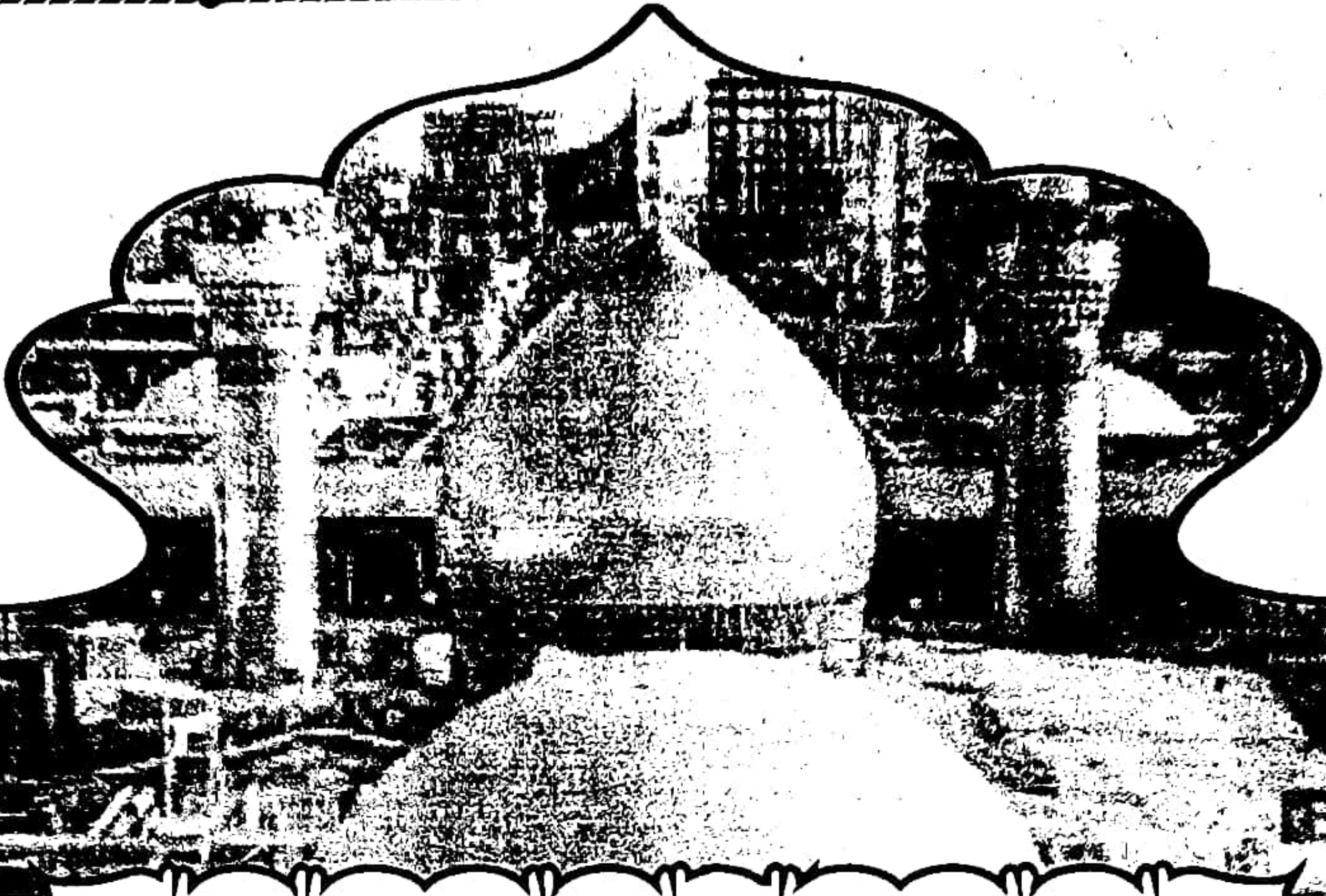
ذکر امام عالی مقام

حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام

سید اشباب اھل الجنۃ دلبند علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

جگر گوشۂ بتول نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ذکر امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام
سید اشباب اھل الجنۃ دلبند علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم
جگر گوشہ بتول نواسہ رسول ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَالطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ؕ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۵۴ تا ۱۵۵)

" وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ " (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۶۹)

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ شَانِ حَبِيْبِهٖ مُخْبِرًا وَّاٰمِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ؕ

سب مل کر درود شریف پڑھیں۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ۔

معزز علمائے کرام، بزرگو، بھائیو اور عزیزو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ بہرام عجمی کہ قبروں کو کھودتے تھے اور اپنی لاٹھی مُردوں کے کان میں دیتے اگر لاٹھی ایک کان کے سوراخ سے دوسرے کان کے سوراخ سے گزر جاتی یعنی آر پار ہو جاتی تو اُسے پھینک دیتے اور اگر بالکل ہی نہ کان میں گھستی تو اُس کو بھی پھینک دیتے اور جس سر میں لاٹھی کان سے داخل ہو کر دماغ میں ٹھہر جاتی تو اُسے بوسہ دے کر دفن کر دیتے تھے۔ میں نے اُن سے سبب پوچھا تو فرمایا کہ جس سر میں لاٹھی ایک کان سے دوسرے کان نکل جاتی تھی یہ اُس آدمی کا سر ہے جو ایک کان سے سنتا اور دوسرے کان سے نصیحت اور اچھی بات کو نکال دیتا۔ نہ بات اُس کے دماغ میں ٹھہرتی نہ قبول کرتا پس نہیں ہے خیر اس کے واسطے۔ اور جس سر میں لاٹھی بالکل ہی نہیں گھستی وہ سر اُس شخص کا ہے جو نصیحت سرے سے سنتا ہی نہ تھا اور وہ دنیاوی کاموں اور شہواتِ نفسانی میں مشغول رہتا۔ پس نہیں اُس کے لیے بھلائی۔ مگر جس کے کان میں لاٹھی داخل ہو کر قرار پکڑتی اور پار نہ ہوتی تھی وہ سر اُس شخص کا ہے کہ حق بات اور نصیحت کو سنتا اور دماغ میں جگہ بناتا پس وہ مقبول ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس واسطے میں اُسے چوم کر دفن کرتا ہوں۔

دعا ہے اللہ تبارک تعالیٰ نصیحت اور قول حق سن کر دماغ میں بٹھانے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے تاکہ یہاں بیٹھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ

اللہ رب العالمین اور محبوب رب العالمین کی حمد و ثنا اور محبوب رب العالمین کے نواسوں کا ذکر اذکار سننا قبول فرمائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سامعین کرام! میں نے شروع میں سورۂ بقرہ پارہ ۲ کی آیت نمبر 154،155 کی تلاوت کی ہے جس کا ترجمہ ہے
"جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں اُنھیں مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور تمھیں خبر نہیں۔" آگے فرمایا "ہم تمھیں ضرور آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوش خبری سنا ان صبر والوں کو۔" اس آیت شریفہ میں بیان کردہ تمام آزمائشیں حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام نواسۂ رسول اللہ ﷺ پر میدانِ کربلا میں گزر گئیں۔
دوسری آیت شریفہ میں نے پارہ 4 سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 169 تلاوت کی جس کا ترجمہ ہے:
"جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز اُنھیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب سے روزی پاتے ہیں"۔ معلوم ہوا اُن کی حیات زندگی روح اور جسم دونوں کے لیے ہے۔

شہید زندہ ہیں

امام بیہقی نے دلائل النبوہ میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل کیا ہے کہ اُنھوں ایک جگہ قبر کھودی تو وہاں ایک دریچہ کھل گیا۔ وہاں ایک شخص تخت پر موجود تھا اس کے سامنے قرآن پاک تھا۔ جسے وہ پڑھ رہا تھا۔ اُس کے سامنے سرسبز باغ تھا۔ یہ واقعہ اُحد میں پیش آیا۔ آپ لوگوں کے علم کے لیے جنھوں نے عمرہ یا حج کیا بتاتا ہوں کہ میدانِ اُحد میں ستر صحابہ کرام شہداء دفن ہیں اور کسی شہید کی قبر کا نشان نہیں ہے چٹیل میدان ہے سوائے نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مصعب بن عمیر ایک ہی جگہ دفن ہیں۔ اور بس نشان کے طور پر اس جگہ کے اردگرد پتھر رکھے ہیں۔ میں ذکر کر رہا تھا کہ وہ صاحب قرآن پڑھ رہے تھے اُن کے چہرے کے ایک طرف زخم تھا معلوم ہوا کہ وہ شہداء میں سے ہے ابو حیان نے بھی اس روایت کو اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔

آپ لوگوں کو معلوم ہے ابھی چند روز پہلے یعنی 10 محرم الحرام ۱۴۳۵ھ بروز جمعہ نواسۂ رسول اللہ ﷺ حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا دن تھا اور جس دن اُن کی شہادت ہوئی وہ جمعہ کا ہی دن تھا۔ اہل تشیع حضرات نے مجالس میں تفصیل سے ذکر اہلبیت اظہار کیا جلوس نکالے۔ ہر مسلک اور ہر مکتبہ فکر کے جید علمائے کرام نے شہادت امام حسین پر روشنی ڈالی۔ اپنے اپنے انداز میں فلسفہ شہادت بیان کیا۔ اہل سنت نے ختم شریف دلائے نیازیں تقسیم کیں اور اپنی محبت کا اظہار کیا۔ الحمد للہ ہم اہلسنت بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں حضرت امام حسین علیہ السلام سب کے امام ہیں۔

سلسلہ بیعت

دن منانا

کتنی عجیب بات ہے کہ ہم ہر سال قائداعظم محمد علی جناح کی پیدائش کا دن تزک واحتشام سے مناتے ہیں جو یقیناً اچھی اور درست بات ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دن کو منانا عملاً عیسائیوں کے کھاتے میں ڈال رکھا ہے جبکہ ہمارا ایمان مکمل ہی نہیں ہوتا جب تک تمام رسولوں پر بشمول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ ہو عین اسی طرح ہم حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور امام حسین علیہ السلام کو اہل تشیع کے لیے مخصوص سمجھتے ہیں حالانکہ تمام رشد وہدایت کے سلاسل کے محور ومرکز منبع ولایت حضرت رضی اللہ عنہ ہیں اور ہمارا تو رشد وہدایت کا سلسلہ حضرت امام حسین کے وسیلہ سے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے ملتا ہے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے توسل سے حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ آپ جانتے ہیں رشد وہدایت پیری مُریدی کے چار سلسلے ہیں جن میں بیعت کی جاتی ہے۔ سلسلہ قادریہ، سلسلہ چشتیہ، سلسلہ سہروردیہ اور سلسلہ نقشبندیہ۔ سلسلہ ایک زنجیر ہے جسے پنجابی زبان میں سنگل کہتے ہیں۔ اُس کی ایک کڑی دوسری کڑی میں پروئی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر ایک کڑی نکال دیں تو سنگل ٹوٹ جاتا ہے۔ اور دونوں سروں کا آپس میں تعلق نہیں رہتا۔ حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام اس سلسلہ میں ایک کڑی ہیں۔ جن کی وجہ سے ہمارا روحانی تعلق سید الاولین والآخرین محبوب رب العالمین سرور کائنات فخر موجودات حضور پرنور فیض گنجور شافع یوم النشور تاجدار بطحا، باعث ارض وسما منبع جودوسخا معدنِ صبر ورضا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذاتِ والا صفات سے جڑتا ہے۔ آج کا موضوع تو سیدنا امام حسین علیہ السلام کا تذکرہ اور فلسفۂ شہادت بیان کرنا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام ایک کرن ہیں جو آفتاب رسالت شمع نور ہدایت سراجاً منیراً سے پھوٹتی ہے اور دوستو! سراجاً منیراً وہ سورج ہے جو نہ صرف خود چمکتا ہے بلکہ اُس کی روشنی دلوں کو منور فرماتی ہے۔ اللہ اللہ!

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے   میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

سب کہو آمین۔ عزیزو! شہم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم چوں غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم۔ میں نہ رات ہوں اور نہ رات کا پجاری ہوں کہ خیال کی باتیں کروں نہ غلط کہتا ہوں جب میں سراج منیر حضور کا غلام ہوں تو انہیں کی نسبت سے یعنی قرآن و حدیث کے حوالہ سے بات کرتا ہوں اور کروں گا۔

بہترین اولادِ آدم

آفتاب رسالت سراجاً منیراً جو دلوں کو منور کرتا اور روشنی دیتا ہے تو میں اُنھیں کے فرمان حدیث اور قرآن کے حوالہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جسے ابن عساکر اور بزاز نے نقل کیا ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا

"بہترین اولادِ آدم پانچ ہیں: نوح، ابراہیم، موسیٰ وعیسیٰ ومحمد (ﷺ)"۔ اُن سب بہتروں میں بہتر محمد ﷺ ہیں۔

حدیث: حضرت اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور اس حدیث کو کتاب الکنی حاکم، اوسط طبرانی، دلائل النبوۃ، بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین، سرور دنیا و دیں ﷺ نے فرمایا کہ

"جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے عرض کی میں نے پورب پچھم ساری زمین اُلٹ پلٹ کر دیکھی کوئی شخص محمد ﷺ سے افضل نہ پایا نہ کوئی خاندان بنوہاشم سے بہتر نظر آیا۔"

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان نے حدائق بخشش میں کیا خوبصورت اشعار میں یہ بات قلمبند فرمائی ہے لکھتے ہیں:

وہ کواری پاک مریم۔ نفخت فیہ کا دَم
ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا وہی سب سے افضل آیا
یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پائے کا نہ پایا تجھے یک نے یک بنایا۔

اللہ اللہ کیا خوبصورت بات کی۔ سب کہو سبحان اللہ۔

اُمت کو شرف

حضور نبی کریم ﷺ رؤف رحیم ﷺ کی نسبت سے اُمت کو بھی شرف عطا ہوا۔ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جسے امام بیہقی نے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زبور مقدس میں وحی بھیجی اے داؤد تیرے بعد وہ سچا نبی آئے گا جس کا نام احمد ومحمد ہوگا میں کبھی اُس سے ناراض نہیں ہوں گا۔ اُس کی اُمت اُمت مرحوم ہے میں نے اُنھیں وہ نوافل عطا کیے جو پیغمبروں کو دیے اور اُن پر وہ احکام فرض ٹھہرائے جو انبیاء ورسل پر فرض تھے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ میرے پاس اس حال میں حاضر ہوں گے کہ اُن کا نور مثل نور انبیاء ہوگا۔ اے داؤد میں نے محمد کو سب سے افضل کیا اُس کی اُمت کو تمام اُمتوں پر فضیلت بخشی۔ پارہ ۲۸ سورۃ التحریم آیت نمبر ۸ میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا "یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ "جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور اُس کے ساتھ والوں کو اُن کا نور دوڑتا ہوگا آگے اور داہنے اور ایمان والے عرض کریں گے" رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ "یعنی اے ہمارے رب ہمارا نور پورا کر دے یعنی دخول جنت تک ہمیں بخش دے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ درود شریف پڑھو۔

عزیزانِ گرامی! حدیث قدسی ہے جسے امام کثیر اور علامہ قسطلانی نے بیان کیا ہے کہ

"اے محبوب جب تک تو جنت نہیں جائے گا تمام نبیوں اور رسولوں پر جنت حرام ہے اور جب تک تیری اُمت جنت میں نہ جائے

گی باقی تمام اُمتوں پر جنت حرام کردی جائے گی"
دلائل الخیرات صفحہ 133 تفسیر کشاف میں درج ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "علی جنت میں پہلے میں داخل ہوں گا تم اور حسن اور حسین اور میری ازواج اور میری اولاد میری ازواج کے پیچھے ہوگی"
میں نے اسی بات کو اپنی زیر طبع کتاب گلزار عطر بیز میں منقبت حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا میں لکھا ہے

ایہہ ہے نبی کریم فرمان ، جاوداں پہلے میں جنت اعلان
ہونا داخل میرے بعد علی انے ، علی علی اے علی علی اے
بعد حسنین بتول زہرا، ازواج مطاہر کنبہ سارا
فیر اُمت کیا شان علی اے ، علی علی اے علی علی اے

سب مل کر زور سے نعرہ لگاؤ۔نعرۂ تکبیر: اللہ اکبر نعرۂ رسالت: یارسول اللہ نعرۂ حیدری: یاعلی

قیامت میں درجہ: کتاب المناقب ترمذی شریف حدیث نمبر 3666 اور کنز العمال جلد 7 صفحہ 107 میں ہے کہ ایک دفعہ آقائے نامدار مدنی تاجدار حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے حضرت حسنین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "مَنْ اَحَبَّنِیْ وَ اَحَبَّ هٰذَیْنِ وَ اَحَبَّ اَبَاهُمَا وَ اُمَّهُمَا کَانَ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ"۔ فرمایا جس شخص نے بھی مجھ سے محبت رکھی اور ان دونوں یعنی حسن و حسین اور ان کے باپ اور یعنی علی المرتضیٰ اور ان کی ماں یعنی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہراء سیدہ النساء والعالمین سے وہ قیامت کے دن میرے درجہ پر ہوگا۔

اللہ غفور رحیم سے گزارش

ترمذی شریف کی حدیث ہے: "هٰذَانِ ابْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِیَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُحِبُّهُمَا" یعنی یہ حسن و حسین میرے بیٹے میری بٹی کے بیٹے اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو ان سے محبت کرے تو بھی اُس سے محبت کر۔

کشتیٔ نوح کی مثال: مسند امام احمد اور ابی ذر میں نقل ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا
"اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَةِ نُوْحٍ، مَنْ رَکِبَهَا نَجَا، وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ"
خبردار! بے شک میرے اہل بیت کی مثال تم میں کشتیٔ نوح کی ہے جو اِس میں سوار ہوگیا بچ گیا جو دور رہا ہلاک ہوگیا۔
ترمذی شریف کی حدیث ہے "وَاَحِبُّوْنِیْ بِحُبِّ اللهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ" اللہ کی محبت کی بنا پر مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی بنا پر میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

غور کرو کون نصیحت فرما رہا ہے اور یہ کلام کس ہستی کا ہے۔ پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۵۳ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:
"وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ﴿۴﴾" "میرا محبوب تو اپنی مرضی سے بولتا بھی نہیں سوائے اُس کے جو اُن پر وحی ہوتی ہے۔

معلوم ہوا آپ کا فرمانا من جانب اللہ ہے۔

گفتہ اُو گفتہِ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

سورۃ النساء آیت نمبر ۸۰ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللہَ" جس نے رسول کی اطاعت کی پس اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔

پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۳۱ میں ہے" قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللہُ " آپ فرما دیجیے اگر تمہیں اللہ سے محبت کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

لہٰذا فرمان رسول کے فرمودات کی اہمیت اور عظمت کو سمجھو اور حرزِ جاں بناؤ۔ اسی میں بہتری اور نجات اُخروی ہے۔

پس معلوم ہوا جنت میں داخلے کیلئے نیکوکاروں اور صالحین کو بھی حضور ﷺ کی شفاعت درکار ہوگی درود شریف پڑھیں۔

آنکھیں کھولنا۔ جب حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کو حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کی پیدائش کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ تیز تیز قدموں سے اپنی لخت جگر سیدۃ النساء والعالمین حضرت فاطمۃ الزہراء کے گھر تشریف لائے اور اپنے چچا حضرت عباس کی زوجہ اور چچی حضرت اُم فضل بنت الحارث سے فرمایا۔ بچے کو میری گود میں دو۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضور ﷺ کی تشریف آوری تک آنکھیں نہیں کھولی تھیں جونہی گودِ مصطفیٰ میں آئے آنکھیں کو کھول کر سب سے پہلے رُخِ مصطفیٰ ﷺ کا دیدار کیا۔ جیسے آپ کے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کعبہ میں پیدائش کے بعد آنکھیں نہ کھولیں سب حیران و پریشان کہ بچہ آنکھیں نہیں کھولتا۔ مگر جونہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بازوؤں میں لیا آنکھیں فوراً کھول دیں اور سب سے پہلے رُخِ انور کی زیارت فرمائی

کھولیاں اکھیاں نہ تکیا کسے نوں، تکیا تے تکیا فقط نبی نوں مخلوقِ خدا ویکھی بعد علی اے، علی علی اے علی علی اے

گھڑتی: لوگوں کے بچوں کو تو چینی، گڑ، شکر، شہد یا کھجور منہ میں چبا کر بطور گھڑتی کھلائی جاتی ہے مگر سرکارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ ﷺ نے اپنی زبان مبارک حضرت امام حسین کے منہ میں ڈال دی یوں حضرت امام حسین کی گھڑتی بھی نورانی لعابِ دہنِ مصطفیٰ ﷺ بنا۔

اذان: حضرت امام حسین علیہ السلام کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر بھی آقائے نامدار مدنی تاجدار ﷺ نے دی۔ اللہ کا نام بھی حضور ﷺ سے سنا اور اقامت بھی نتیجۃً کربلا کے میدان صحرا کی تپتی ریت پر وہ آخری سجدہ کیا جو یادگار بن گیا۔

؎ سجدوں میں سربلند ہے سجدہ حسین کا وعدوں میں سب سے سچا ہے وعدہ حسین کا

نام رکھنا: شہزادوں حسن و حسین کے نام شبیر و شبر تجویز ہوئے مگر حضرت جبریل آمین اللہ تعالیٰ کی طرف سے تشریف لائے اور عرض کی یا رسول اللہ ان کے نام حسن و حسین رکھیں۔ پوچھا اس سے پہلے یہ کسی کے نام ہیں عرض کی آج سے پہلے کسی حور و ملک جن وانس کے نہیں ہیں۔ اللہ اکبر۔ سامعین جیسے آپ کے نانا حضور اکرم نور مجسم سے پہلے کسی کا نام محمد و احمد نہیں تھا اور حضور ﷺ کا اسم گرامی سر لوح محفوظ پر رقم تھا۔

علامہ بغوی التنزیل المعالم میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی سند لائے ہیں کہ لوح محفوظ موتی کی ہے طول یعنی لمبائی جیسے زمین سے آسمان اور عرض یعنی چوڑائی جیسے مشرق سے مغرب اور کناروں پر اُس کے یاقوت جڑے ہیں اور نور کے قلم سے کلام قدیم اُس میں لکھا ہے۔ دونوں دفتیاں اُس کی یاقوت سُرخ کی ہیں۔ سر اُس تختی کا عرش سے معلق ہے اور نیچے کی طرف اُس کی ایک معزز فرشتے کی گود میں رکھی ہے اور وہ عرش عظیم کی سیدھی طرف کھڑا ہے اور سر پر لوح کے یہ عبارت کنندہ ہے

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ، دِيْنُهُ الْإِسْلَامُ، وَمُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، فَمَنْ آمَنَ بِاللهِ عَزَّوَجَلَّ وَصَدَّقَ بِوَعْدِهِ وَاتَّبَعَ رُسُلَهُ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ"۔ "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مِنْهُمْ"

سب کہو سبحان اللہ۔ نعرۂ تکبیر: اللہ اکبر نعرہ رسالت: یارسول اللہ نعرہ حیدری: یا علی

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شکل وصورت کا اندازہ لگائیں۔ حضرت احمد رضا خان بریلوی نے اشعار میں نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے۔ حسنین کریمین کے متعلق فرماتے ہیں:

؎ ایک سینہ تک مشابہ ایک وہاں سے پاؤں تک حُسن سبطین اُن کے جاموں میں ہے نیا نور کا

اور حضور کی شبیہ دونوں شہزادے مل کر بنتے ہیں اور حضور ﷺ اللہ اللہ

؎ شمع دل، مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

؎ تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

زبان چوسنا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کبھی کبھی کھجور کی طرح حضرت امام حسین کی زبان چوس لیا کرتے تھے۔

سینہ مبارک پر قدم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نے حضرت امام حسین جب

بچے تھے اپنے پاؤں پر کھڑا کیا دونوں ہاتھ تھامے اور فرمایا بیٹا اوپر آؤ۔ امام حسین جسم اطہر پر قدم رکھتے ہوئے اوپر چڑھتے گئے یہاں تک کہ قدم مبارک سینے پر رکھ دیے۔ منہ قریب ہوا تو بلائیں بھی منہ پر کیں بوسہ دیا۔ ذرا اپنے تصور میں یہ منظر لائیں۔

پشت مبارک پر: چشم فلک نے اور صحابہ نے یہ منظر دیکھا۔ حضور ﷺ سجدہ کی حالت میں ہیں کہ امام حسین آکر پشت پر بیٹھ گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر عرض کی یا رسول اللہ اُس وقت تک سر سجدہ سے نہ اُٹھانا جب تک حسین خود کمر مبارک سے نہ اُتر جائے۔ حضور ﷺ نے سجدہ کو طول دے دیا حتیٰ کہ سرکار دو عالم ﷺ نے بہتر (72) بار تسبیح "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى" پڑھی۔ یہاں تک کہ حضرت امام حسین خود بخود کمر مبارک مصطفیٰ ﷺ سے اُتر گئے۔ تو آپ ﷺ نے سجدہ سے سر اُٹھایا۔ یہ وعدہ تھا نانا میں آپ کے دین کو بچانے کے لیے بہتر جانثاروں کو قربان کر کے وہ سجدہ کروں گا کہ قیامت تک یاد رہے گا۔

پروفیسر ارجمند قریشی ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ شعبہ اُردو گورنمنٹ کالج ساہیوال نے سیدنا امام حسین علیہ السلام کی منقبت میں تحریر کیا ہے:

سجدوں میں سر بلند ہے سجدہ حسین کا	وعدوں میں سب سے سچا ہے وعدہ حسین کا
بیعت نہ کرنا فاسق و فاجر کے ہاتھ پر	اتنا ہی دوستو ہے تقاضا حسین کا
نام و نشان مٹ گیا ابن زیاد کا	اُونچا ہے سب سے آج بھی جھنڈا حسین کا

برادر عزیز سید سرفراز حسین شاہد بخاری سابق ڈپٹی ڈی ای او ایجوکیشن ساہیوال لکھتے ہیں:

وہ وعدہ پکا تھا نانا سے جو تمہارا حسین	لٹا کے دین پہ کنبہ نبھا دیا تو نے

اللہ اللہ! صحابہ کرام تو حضور ﷺ کے لیے نماز جلدی جلدی تمام کرتے ہیں۔ **حضرت ابی بن کعب** رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے حضور ﷺ تشریف لائے آواز دی۔ ابی بن کعب جلد نماز پڑھ کر حاضر ہوئے سلام عرض کیا فرمایا ابی تمہیں جواب دینے سے کیا چیز مانع ہوئی؟ عرض کیا حضور نماز پڑھ رہا تھا فرمایا کیا تم نے قرآن پاک میں یہ نہیں پایا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ۔ عرض کی بے شک آئندہ ایسا نہ ہو گا۔

پارہ ۹ سورۂ انفال آیت ۲۴ میں ہے "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ" (اے ایمان والو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ) اور یہ بھی دیکھیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وادی صہبا میں صلوٰۃ الوسطیٰ یعنی عصر کی نماز استراحتِ مصطفیٰ پر قربان کر دی تھی حضرت احمد رضا خان نے اس موقع کی مناسبت سے فرمایا

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں	اصل اصولِ بندگی اُس تاجور کی ہے

درود شریف پڑھیں۔

سواری: ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ دونوں صاحبزادے کندھوں پر سوار ہیں کہا "نِعْمَ الْمَرْکَب" کتنی اچھی سواری ہے حضور ﷺ نے فرمایا "نعم الراکب" دیکھو سوار کیسا ہے یعنی (سیدا شباب اہل الجنۃ) اُس کی ماں جیسی کوئی ماں نہیں یعنی لختِ جگر مصطفیٰ سیدۃ النساء العالمین) اور باپ محبوبِ نبی محبوبِ خدا فاتح خیبر علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ اور نانا جیسا کسی کا نانا نہیں یعنی امام الانبیاء جن کے لیے یہ جہاں تخلیق ہوا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عقیدت و محبت

البدایہ والنہایہ میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ درج کرتے ہیں کہ لڑکپن میں کسی بات سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو غلام زادہ کہہ دیا انھوں نے اپنے باپ امیر المؤمنین حضرت عمر سے جا کر شکایت کی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ جاؤ امام حسین سے کہو کہ کیا وہ یہ بات لکھ کر دینے کو تیار ہیں۔ وہ واپس گئے حضرت امام حسین نے بلا جھجک اور بلا خوف و خطر حضرت عمر فاروق کے صاحبزادے کو لکھ کر دے دیا تم غلام ابن غلام ہو۔ جب یہ تحریر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچی تو وصیت فرمائی کہ جب میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو یہ تحریر قبر میں میرے سرہانے رکھ دینا کہ آخرت کا توشہ اور نجات کا ذریعہ بنے کہ ہوں آل پاک کا میں سند یافتہ غلام۔ اسے کہتے ہیں عقیدت و احترام اور محبت نواسہ رسول کی۔

حسین سے ہونا

امام الانبیاء باعثِ ارض و سما حضور نبی کریم رؤف رحیم نے فرمایا "اَلْحُسَیْنُ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنَ الْحُسَیْن" حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ یہ بات تو آسانی سے سمجھ آتی ہے کہ حسین مجھ سے ہے کیونکہ نواسۂ رسول جگر گوشۂ بتول زہراء ہیں مگر یہ بات کہ میں حسین سے ہوں بڑی پُر معنی ہے۔ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ حسن و حسین میرے پھول ہیں پھولوں کی دیدہ زیب رنگت و خوشبو تو مشام جان بنتی ہے۔ فرحت تازگی اور روح کو معطر کرتی ہے۔ اللہ اللہ۔ کس ہستی کس پودے کے پھول کس کی شاخ گل سے پھوٹے۔ جو گلیوں بازاروں سے گزر جائے فضا معطر ہو جائے اور صحابہ کرام معلوم کریں کہ سرکار دو عالم ﷺ اس راستہ سے گئے ہیں۔

؎ عنبر زمیں عبیر ہوا مشک تر گلاب ادنیٰ سی یہ شناخت تیری راہ گزر کی ہے

آپ پہلے یہ بھی سن چکے ہیں کہ ایک سینہ تک مشابہ ایک وہاں سے پاؤں تک۔ اللہ اللہ! دونوں صاحبزادوں حسن و حسین علیہما السلام کا ایک ساتھ پرتو دیدار مصطفیٰ ﷺ تھا۔ آپ کا یہ فرمانا کہ میں حسین سے ہوں اس میں ایک حکمت پوشیدہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو شہادت کا درجہ بھی ملا مگر حضور اکرم ﷺ جنگ اُحد میں زخمی ہوئے دانت مبارک ٹوٹ گئے خون بہا جو شہادت کے ابتدائی

مدارج ہیں۔ مگر اللہ رب العزت نے حضور اکرم ﷺ کی حفاظت کا ذمہ لیا ہوا تھا اس لیے طائف اور جنگ اُحد میں زخمی ہونے کے باجود شہادت نہیں ہوئی۔ سورۃ المائدہ آیت نمبر 67 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ" اللہ تیری حفاظت سب طرح کے لوگوں سے فرمائے گا۔ مگر یہ کیسے ممکن تھا کہ انبیاء علیہم السلام کے مقابل سرور کائنات فخر موجودات امام الانبیاء ﷺ شہادت کے مرتبہ عظیم سے سرفراز نہ ہوتے اور ایک کمی رہ جاتی تو وہ صاحبزادوں کی شہادت جن کی رگوں میں خونِ مصطفیٰ ﷺ دوڑ رہا تھا جنھیں بیٹے فرمایا اُن کی شہادت، شہادتِ مصطفوی ہی ہے یعنی سیرت کی شہادت ہے۔ اسی لیے فرمایا میں حسین سے ہوں یعنی حسین میرے دین کو زندہ کرے گا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی تکمیل

جب دین اسلام کا پودا مرجھا رہا تھا تو حسین نے اپنے خون کی آبیاری سے اُسے تروتازہ کر دیا اور نانا سے کیے گئے وعدہ کو وفا کرنے کے لیے جام شہادت نوش کر لیا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر۔ معنی ذبیح عظیم آمد پسر یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی تکمیل ہوئی۔

پیدائش کے ساتھ ہی شہادت کی خبر

حضور اکرم ﷺ ایک دفعہ اپنے ایک زانوائے مبارک پر اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام بنت حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے زانوئے مبارک پر سیدنا امام حسین کو بٹھائے خوش ہو رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی ان دونوں میں سے ایک کو اللہ تبارک تعالیٰ واپس لینا چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اپنے صاحبزادے ابراہیم علیہ السلام کو پیش کر دیا وہ 70 دن کے تھے۔ کہ وصال فرمایا اور فرمایا کہ دودھ پینے کی عمر تک حورانِ بہشت اُنھیں دودھ پلائیں گی اور حضرت امام حسین کو ایک مقصد عظیم کے لیے بچا لیا۔

❁ روایت ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کو پیدائش کے بعد حضور اکرم ﷺ کی چچی حضرت اُم فضل بن حارث نے حضرت امام حسین کو سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی گود مبارک میں دیا تو دیکھا کہ سرکار دو عالم ﷺ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے ہیں۔ پوچھا تو فرمایا ابھی جبرائیل علیہ السلام آئے اور بتایا کہ امام حسین کو شہید کر دیا جائے گا۔ یعنی ولادت کے ساتھ ہی شہادت کی خبر مل گئی۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت جہری تھی مگر اُنھیں پہلے سے معلوم نہیں تھا مگر امام حسین علیہ السلام کی شہادت سری تھی مگر اُنہیں اپنی شہادت کی خبر پہلے سے تھی۔

حضرت جبریل علیہ السلام کا شیشی میں مٹی لانا

ایک بار جبریل علیہ السلام تشریف لائے۔ شیشی میں کچھ مٹی پیش کی اور عرض کی یہ اُس جگہ یعنی کربلا کی مٹی ہے جہاں امام حسین نے

شہادت پائی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ شیشی اُم المؤمنین حضرت سلمہ کو دی اور فرمایا جب یہ خاک سرخ (خون) آلود ہو جائے تو سمجھ لینا میرا حسین کربلا میں شہید ہو گیا ہے۔

❁ اس بات کا علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی تھا جب وہ جنگ صفین کے موقع پر کربلا کے مقام سے گزرے تو پوچھا اس جگہ کا کیا نام ہے۔ بتایا گیا نینوا۔ پوچھا کوئی اور نام بھی ہے۔ ایک بوڑھے نے جواب دیا اسے کربلا بھی کہتے ہیں۔ فرمایا یہاں میرا بیٹا شہید کیا جائے گا۔

❁ حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب علم ہوا کہ امام حسین علیہ السلام کو کربلا میں شہید کیا جائے گا تو کہا بابا کیا آپ اُس وقت نہیں ہوں گے فرمایا بیٹی میں اُس وقت نہیں ہوں گا۔ علی بھی نہیں ہوں گے اور آپ بھی نہیں ہوں گی اور یہ بات سیدنا امام حسین علیہ السلام کو بھی معلوم تھی۔

❁ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس مقام کرب و بلا سے اپنے حواریوں کے ہمراہ گزرے تو بیٹھ گئے۔ پوچھنے پر بتایا کہ یہاں آخری نبی کے نواسے کو اُن کی قوم شہید کرے گی۔

حضور اکرم ﷺ نے قاتل کی نشاندہی بھی فرمادی

❁ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بنو اُمیہ سے ایک شخص میری اُمت کو بدلنے والا ہوگا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ شخص بنو امیہ سے ہوگا اور اُس کا نام یزید ہوگا۔

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں اُن کا انتقال سن 59ھ میں یزید کی تخت نشینی سے پہلے ہو گیا۔ یزید سن 60ھ میں تخت شاہی پر بیٹھا۔

❁ فتح مکہ کے دن حضور اکرم ﷺ نے شیبہ بن عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ شریف کی چابی عطا فرماتے ہوئے فرمایا "خُذُوهَا يَا بَنِي أَبِي طَلْحَةَ خَالِدَةً تَالِدَةً ، لَا يَنْزِعُهَا مِنْكُمْ إِلَّا ظَالِمٌ " (معجم الاوسط جلد اول صفحہ ۱۵۵ حدیث نمبر ۴۸۸) (لو یہ چابی سنبھال لو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تم سے یہ کلید کوئی نہ چھینے گا مگر وہی جو ظالم ہوگا)۔ یزید پلید نے اُن سے چابی چھین لی تھی مگر اس کے بعد آج تک کسی اور شخص نے اللہ کے رسول کی زبان سے ظالم کہلوانے کی جرأت نہیں کی اور یہ چابی آج تک بنو شیبہ کے پاس ہے اور قیامت تک رہے گی۔ اب ذرا یزید کے قول و فعل کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

یزید کے مشاغل

یزید کے مشاغل میں شراب نوشی، جو خصوصیت سے شامل تھے کہتا تھا شراب دین اسلام میں حرام ہے تو دین مسیح میں یعنی عیسائیوں کے مذہب میں پی لو۔ کتوں اور بندروں وغیرہ کی لڑائیوں کا شوقین تھا۔ دین اسلام کا مذاق اڑاتا اور کہتا نہ کوئی نبی آیا نہ

کوئی نبوت یہ محض ایک ڈھونگ تھا۔نعوذ باللہ۔

❁ عزیزو! فرزند رسول سیدنا امام حسین علیہ السلام کیسے گوارا کرتے کہ ایک فاسق و فاجر کی بیعت کر لیں (یعنی فاسق و فاجر کو ووٹ دے دیں) نبی کی آزاد گود کا پالا حسین نانا کے دین کو بچانے کے لیے کرب و بلا کے گرم صحرا کی تپتی ریت پر سجدہ میں سر تو کٹا سکتا ہے مگر باطل کے آگے سر نہیں جھکا سکتا اور حرام کو حلال نہیں کہہ سکتا۔ دین کو برباد نہیں کرا سکتا بے سروسامانی کے باوجود باطل سے ٹکرا کر اسلام زندہ کر دیا اور ثابت کر دیا کہ

گو لاکھ زمانہ دشمن ہو حالات بھی پر اطوار نہ ہوں
باطل سے ٹکرانے والے باطل سے ٹکراتے رہیں

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

شاہ ہست حسین شہنشاہ ہست حسین — دیں ہست حسین دیں پناہ ہست حسین
سرداد نہ داد دست در دست یزید — حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین

حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے بہتر جانثاروں کے ساتھ جن میں چھ ماہ کا فرزند علی اصغر اور شبیہ رسول حضرت علی اکبر، قمر بنی ہاشم حضرت عباس علمدار بزرگ صحابی حضرت حبیب ابن مظاہر، حضرت امام حسن کے تین صاحبزادے حضرت عمر، حضرت قاسم حضرت عبداللہ میدان کربلا میں شہادت کے مرتبہ پر سرفراز ہوئے تھے چوتھے صاحبزادے حضرت حسن مثنیٰ میدان کربلا میں شدید زخمی پڑے سسک رہے تھے کہ اُن کی والدہ کے قبیلہ سے اسما بنی خارجہ فزرری ننھیالی ہونے کے ناطہ سے نے ابن سعد سے منت سماجت کر کے کسی طور علاج کرانے کی اجازت حاصل کر لی وہ انھیں میدان جنگ سے نکال لے گیا علاج کے بعد آپ صحتیاب ہو گئے اس لیے حضرت حسن مثنیٰ کا نام نہ شہداء کی فہرست میں آتا ہے نہ گرفتار شدگان کی لسٹ میں نام درج ہے۔ اُن کی ہی نسل و اولاد سے حضور غوث پاک سید عبدالقادر جیلانی سلسلہ قادریہ کے بانی مبانی ہیں بہر کیف شہیدوں کے لاشوں پر فوج اشقیا نے گھوڑے دوڑائے لاشوں کو کچلا گیا کہتے ہیں دس گھڑ سوار تیار کیے گئے جو سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام کے جسم پر اپنے گھوڑے دوڑاتے رہے اور لاش مبارک کے جوڑ جوڑ الگ ہو گئے اُف یہ سفاکیت بدبختوں کی پھر خیمے جلا دیے گئے۔ عصمت و عفت مآب پردہ نشین بیبیوں کو ننگے سر بمعہ بیمار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو رسیوں سے جکڑ کر کوفہ اور شام کے بازاروں میں باغی کہہ کر پھرایا گیا۔ سر حسین نیزے پر چڑھا کر ابن زیاد اور یزید کے دربار میں لے جایا گیا۔ باقی شہداء کے بھی سر کاٹ لیے گئے۔

آنکھ سورج نے بند کی دیکھ دلدوز منظر — ننگے سر بیبیاں لاشے بے گور و کفن

فلک تھرا گیا کانپی کربل زمیں الاماں الاماں رو دیے مرد و زن

کہتے ہیں کہ کربلا کی زمین سے جو پتھر اُٹھاتے تو نیچے سے خون نکلتا۔ افسوس صد افسوس یہ کیسی اُمت ہونے کا دم بھرتے تھے نواسۂ رسول کو شہید کر کے کیسی نمازیں پڑھتے تھے۔

یہ کیسے طوفان گزر رہے تھے جو مجھ سے پوچھو تو میں بتاؤں
رسول اکرم کا سب نے لوگو وہ درس اُلفت بھلا دیا تھا

کسی شاعر نے قطعہ لکھا ہے:

کلمہ جس کا پڑھتے ہو بغض اُن سے رکھتے ہو
بھیک کے بھی طالب ہو دم بھی اُن کا بھرتے ہو
اُن کے دشمنوں سے تم راہ و رسم رکھتے ہو
دعوائے محبت ہے دشمنی بھی کرتے ہو
کیسے اُمتی ہو تم شرم بھی نہیں آتی

بدلہ اور خاندانی عصبیت کا اظہار

قصہ کوتاہ جب آل رسول کا لٹا پٹا قافلہ رسیوں میں جکڑا ہوا بمعہ سر حسین علیہ السلام یزید کے دربار میں پہنچا تو اس ظالم نے کہا آج اگر میرے بدر والے بزرگ زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ ہم نے آل ہاشم سے کیسا بدلہ لیا ہے۔ خاندانی عصبیت اور رقابت جاگ اٹھی جنگ بدر میں عتبہ وشیبہ ولید اور حنظلہ کفر کی حالت میں حضور ﷺ کے چچا حضرت امیر حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے تھے جو یزید کے والد کے نانا ماموں اور بھائی تھے۔

یزید پلید کے تین سیاہ کارنامے

❁ مشہور مؤرخ ڈاکٹر حمید الدین جن کی تاریخ اسلام سے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ استفادہ کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ یزید کے تین سیاہ کارنامے ہیں۔ ایک یزیدی فوج کے ہاتھوں فرزند رسول حضرت امام حسین کی شہادت دوسرے بارہ ہزار شامی فوج کا مدینۃ الرسول پر حملہ اور کشت وخون کا بازار گرم کرنا اور تیسرا سیاہ کارنامہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کے دوران بیت اللہ شریف پر سنگ باری جس سے کعبہ کی عمارت کو نقصان پہنچا۔

❁ مشہور عالم دین نامور محقق شیخ الاسلام علامہ ڈاکٹر طاہر القادری اپنی کتاب حیات النبی ﷺ کے صفحہ 137 پر تحریر کرتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے بعد یزید کو جب یہ خبر ملی کہ اہل مدینہ نے اُس کی بیعت کو اعلانیہ فسخ کر دیا ہے تو اس نے ان لوگوں کو اپنی بیعت پر مجبور کرنے کے لیے ایک لشکر کو مدینہ منورہ بھیجا اور کہا کہ میں تم پر تین دن کے لیے مدینہ منورہ حلال کرتا ہوں ہر قسم کا ظلم بدکاری

قتل ڈاکے لوٹ مار جو چاہو کرو اجازت ہے۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے گئے اور تین دن نماز بند رہی اور لشکر کی بدکاری سے 1100 حرامی بچے پیدا ہوئے۔ الامان

حالانکہ یہ بات حضور اکرم ﷺ کے اس حکم کے خلاف ہے جسے صحیح مسلم کی حدیث جلد اول صفحہ ۴۴۵ پر درج ہے کہ "آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اہل مدینہ کے ساتھ ذرہ برابر زیادتی کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ میں ڈال کر یوں ختم کر دے جیسے نمک پانی میں گھل کر ختم ہو جاتا ہے۔"

❁ بخاری شریف کی حدیث جلد اول صفحہ ۲۵۱ پر رقم ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "جس نے مدینہ میں کوئی حادثہ بپا کیا اُس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اِن سے نہ نفل قبول کیا جائے گا نہ فرض۔"

خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جن کا تعلق گو بنی اُمیہ سے ہی تھا مگر اُن کے زمانہ میں جب ایک شخص نے یزید کو امیر المؤمنین کہا تو انھوں نے اسے پکڑوا کر بیس کوڑے لگوائے کہ تو ایسے شخص کو امیر المؤمنین کہتا ہے۔

ظاہری طور پر تو یزید ملعون کو فتح نصیب ہوئی اور خانوادہ رسول پر مظالم کے پہاڑ توڑے گئے مگر آخر الامر نتیجہ کیا نکلا:

کربلا میں حق و باطل کا ہوا یوں فیصلہ　　قتل کرتا ہے یزید اور فتح پاتے ہیں حسین

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں

دین حق از قوتِ شبیری است　　باطل آخر داغ حسرت میری است

قتل حسین اصل میں مرگِ یزید ہے　　اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

آج کوئی یزید کا نام رکھنا پسند نہیں کرتا

اس کے برعکس لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی اور امام حسن و حسین علیہما السلام کا نام نامی اور اُن کے والد علی المرتضیٰ کا نام اپنے ناموں کے ساتھ جوڑنا سعادت کا باعث سمجھتے ہیں۔

یزید کے چودہ بیٹے تھے: مگر آج کوئی اُس کی اولاد کہلوانا پسند نہیں کرتا حالانکہ دنیا میں شاید اُس کی اولاد تو ہوگی مگر اولادِ امام حسن و حسین اس قدر پھیلی کہ ہر خطہ ہر ملک ہر شہر ہر قریہ ہر گاؤں ہر بستی میں ساداتِ کرام کا وجود ملے گا حتیٰ کہ سادات کا ادب و احترام اور عزت و توقیر دیکھ کر ایک قسم جسے دادا جان محترم حضرت پیر سید معصوم علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جنھیں اَن جی اولاد فرمایا کرتے جو پاکستان بننے کے بعد پیدا ہو گئی ہے اللہ انھیں ہدایت دے اور وہ اپنے فعل بد سے باز آجائیں پنے اصل باپوں کے ہی بیٹے بنیں اور اپنی قوم میں واپس ہو جائیں بہر کیف کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اے حسین اب تک لبا لب ہے تیرا زریں ایاغ
لہلہاتا ہے جو خون دل سے سینچا تھا وہ باغ

تو نے دھو ڈالے جبینِ ملت بیضا کے داغ
تو اگر اسلام کا دل ہے تو ایماں کا چراغ
فخر کا دل میں دریچہ باز کرنا چاہیے
جس کا تو آقا ہو اُس کو ناز کرنا چاہیے

حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام اور دیگر شہیدانِ کربلا کے روضوں کے زریں گنبد اور نقرئی کلس فضاؤں میں آب و تاب سے چمک رہے ہیں اور لاکھوں زائرین قرآن پاک کی تلاوت اور درودوں کے تحائف پیش کرتے اور پھول نچھاور کرتے نظر آتے ہیں۔جبکہ یزید پلید کی قبر شہر دمشق کی ایک تنگ و تاریک جگہ پر بدہیئت سی عبرت و وحشت کا نشاں بنی ہوئی ہے۔اور عام لوگوں کو اُس کا کم ہی علم ہے ورنہ وہ معلوم نہیں کیا حشر کرتے۔

پارہ ۲۲ سورۂ احزاب آیت ۵۷ میں ارشاد ہے:" اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا " بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے اُن کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔(اس سے بڑھ کر کیا ایذا ہوگی جن سے محبت کا حکم حضور ﷺ نے دیا اُنھیں بے دردی سے شہید کیا جائے۔)

پارہ ۲۷ سورۂ طور آیت ۴۷ میں ارشاد ہے:" وَ اِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ "یعنی بے شک ظالموں کے لیے ایک عذاب اس کے علاوہ اور بھی ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ اس سے بے خبر ہیں۔(بیت اللہ کی چابی چھیننے والا یزید بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔)

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے۔اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔"کَسْرُ عَظْمِ الْمَیِّتِ کَکَسْرِهٖ حَیًّا" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میت کی ہڈی توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے کے برابر ہے۔

ایک دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں" اَذَی الْمُؤْمِنِ فِی مَوْتِهٖ کَاَذَاهُ فِی حَیَاتِهٖ "مومن کو حالت موت میں تکلیف دینا حالت حیات میں تکلیف دینے جیسا ہے۔(شرح الصدور صفحہ ۱۲۶)(تکلیف دینے کی انتہاء کے امام حسین علیہ السلام کی لاش مبارک پر گھوڑے دوڑائے گئے۔)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شرح الصدور صفحہ ۱۲۴ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا" بے شک میت کو ہر وہ چیز اذیت پہنچاتی ہے جو اُس کو اُس کے دنیاوی گھر میں تکلیف پہنچاتی ہے۔"

حدیث نمبر ۳۳۸۸ حجۃ الوداع کے موقع پر سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا" میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک قرآن

اوردوسری میری اہلبیت ۔اگران کومضبوطی سے پکڑو گے توکبھی گمراہ نہیں ہوگے۔اہل بیت سے بُرا سلوک گمراہی نہیں تواورکیا ہے حدیث مسلم حدیث نمبر ۶۲۲۵ کے مطابق تین مرتبہ یاد کرایا۔میری اہلبیت سے اللہ سے خوف رکھنا۔مگرافسوس حضور ﷺ کا فرمان عالی شان کو بالائے طاق رکھتے ہوئے امام حسن اورامام حسین دونوں کوشہید کردیا گیا۔"

کہتے ہیں حضرت امام عالی مقام نے خواب دیکھا کہ کتے انھیں کاٹ رہے ہیں اور جو کتا زیادہ کاٹ رہا ہے اُس کے منہ پر سفید داغ ہیں۔قارئین کی اطلاع کے لیے تحریر کرتا ہوں کہ شمر لعین کے منہ پر سفید داغ تھے۔

قاتلانِ حسین علیہ السلام کا انجام

برادرِعزیز سید سرفراز حسین شاہ بخاری نے حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کی منقبت تحریر کی ہے جو میری کتاب گلدستۂ حمد ونعت وگُل قدس ﷺ کے صفحہ ۱۴۲،۱۴۳ پر درج ہے۔چنداشعار سُنیے

سلام کرب و بلا تیرے جیالوں پر جنھوں نے جانوں کو اپنی ہے تجھ پہ وارا حسین
خدا کی لعنت و پھٹکار اُن لعینوں پر ایذا کا تیر جنھوں نے نبی کو مارا حسین
یزید کا یہاں نام و نشاں نہیں ملتا کہ قبضہ آج بھی کربل پہ ہے تمہارا حسین

ڈاکٹر حمید الدین مصنف تاریخ اسلام نے صفحہ ۳۰۷ پر لکھا ہے کہ بنوعباس جب بنواُمیہ کی حکومت ختم کر کے تخت پر بیٹھے تو خلیفہ ابوالعباس سفاح نے اپنے چچا عبداللہ بن علی کو حاکم شام مقرر کیا۔اُس نے شام میں بسنے والے تمام بنواُمیہ کو چن چن کر موت کے گھاٹ اُتارا۔ماسوائے شیرخوار بچوں کے کوئی بھی اُس کے ہاتھ سے نہ بچ سکا۔سوائے اُموی شہزادہ عبدالرحمٰن کے جو بھاگ کر اُندلس جا پہنچا اور وہاں حکومت قائم کر لی۔زندہ تو زندہ مُردے بھی عبداللہ بن علی کے جوش انتقام سے محفوظ نہ رہ سکے۔اُس نے یزید اُس کے پیش رو بمعہ حضرت امیر معاویہ ویزید اور بعد میں ہونے والے دیگر تمام اُموی خلفاء کی قبریں کھدوا کر مار مار کر اُن کی ہڈیاں چورا چورا کر دیں۔اُموی خلیفہ اُس کے پیشرو خلیفہ ہشام کی لاش ثابت نکلی اُسے کوڑے مروا کو سولی پر لٹکا دیا۔پھر نذرِ آتش کر دیا۔"فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ" دیکھیے کوئی جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو۔

امام عالی مقام اور دوسرے شہداء کے قاتلوں کا انجام بھی بہت بُرا ہوا۔جب مختار ثقفی کی حکومت بنی تو اُس نے بھی چُن چُن کر قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا۔راقم الحروف نے اُس منظر کو اشعار میں گلدستۂ حمد ونعت میں یوں رقم کیا ہے:

چڑھا بد بخت خولی مختار ثقفی کے ہتھے قتل کر کے جلایا لعنتی کا تھا تن
ابن زیاد بد بخت وعمر سعد بھی آخر پکڑے گئے کر دیے پیشِ عابد اُن کے سر و گردن
بنی جاں پر تو بھاگا شمر لعین ہوا قتل کتوں سے نچوایا اُس کا بدن

نہ بچا قاتلانِ حسین ایک بھی چُن کے مارے گئے آل و اسلام دشمن
نہ صرف آخرت اُن کی ہو گئی تباہ بن گئے نشان عبرت وہ دنیا میں رہزن

امام عینی فرماتے ہیں کہ فاسق وظالم ابن زیاد کو دنیا ہی میں بدلہ مل گیا۔(صفحہ ۲۴۱ جامع ترمذی) تھوڑے سال یعنی پانچ سال بعد ہفتہ کے دن ذوالحجہ سے ۸ دن پہلے ۶۶ ھ کو مختار ثقفی صحابی کے جرنیل ابراہیم نے ابن زیاد کا سر کٹوا کر مختار ثقفی کے سامنے رکھا تھا۔حضرت عمارہ بن عمر کہتے ہیں میں بھی وہ دیکھنے گیا دیکھا سر تہ در تہ رکھے تھے جہاں قبل ازیں حضرت امام حسین کا سر رکھا تھا ان یزیدیوں کے بھی وہیں سر کاٹ کر رکھے گئے تھے تو لوگوں نے دیکھا کہ ایک سانپ آیا اور اُس کے نتھنے میں داخل ہو گیا پھر نکل کر چلا گیا پھر لوٹ کے آیا اور ناہنجار لعنتی کے ناک میں داخل ہوا اور پھر نکل کر چلا گیا۔مولانا محمد اسحاق ایک اہلحدیث عالم نے بھی اپنی ایک تقریر میں یہ واقعہ بیان کیا۔آپ نے دیکھا قدرت کا انتقام کتنا سخت ہے۔مقامِ عبرت ہے۔

پروفیسر ابوبکر داؤد غزنوی اہل دیوبند کے مشہور عالم دین کی کتاب قربت کی راہیں مطبوعہ جولائی ۱۹۷۷ کے صفحہ ۱۵۹ پر درج ہے کہ درود شریف کا حکم جب سورۂ احزاب پارہ ۲۲ میں نازل ہوا تو صحابہ نے عرض کی "کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ" یا رسول اللہ ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں پڑھو۔"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ" آگے لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اہلبیت کے حقوق کا تقاضا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اُن کے گھر والوں پر بھی درود بھیجا جائے۔سب مل کر ایک دفعہ بلند آواز سے درود شریف پڑھیں۔الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ناقص درود نہ پڑھا کرو۔صحابہ نے عرض کی ناقص درود کون سا ہے فرمایا تم "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی" کہہ کر رُک جاؤ۔بلکہ یوں کہا "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ"۔

آل کے سلسلہ میں اتنا سنا دینا ہی کافی ہوگا کہ ایک دفعہ سیدنا امام حسین علیہ السلام نے بچپن میں صدقہ کی کھجور منہ میں ڈال لی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منہ میں اُنگلی ڈال کر اُسے نکال دیا اور فرمایا "اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ آلَ مُحَمَّدٍ لَا یَاْکُلُوْنَ صَدَقَۃَ" یعنی کیا تجھے علم نہیں کہ محمد ﷺ کی آل صدقہ نہیں کھاتی۔

سامعین یادرکھو صدقہ سادات پر حرام ہے کبھی کسی سید آل رسول کو صدقہ نہ دینا۔کیونکہ یہ مال کی میل ہے۔

سامعین درود شریف کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔امام احمد اور امام شافعی کے مسلک میں بھی نماز میں درود شریف واجب ہے اُس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"یَا أَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُبُّکُمْ فَرْضٌ مِنَ اللّٰہِ فِی الْقُرْآنِ أَنْزَلَہٗ"

اے رسول اللہ کے اہلبیت اللہ نے قرآن نازل کیا تو اس میں تمہاری محبت فرض کر دی

"کَفَاکُمْ مِنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ اَنَّکُمْ مَنْ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَا صَلَاۃَ لَہٗ"

یعنی تمہاری شان کتنی بلند ہے کہ جو تم پر درود نہیں پڑھتا اُس کی نماز نہیں ہوتی۔ (القول البدیع صفحہ ۵۱۲، الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۴۵، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱۳ صفحہ پر یہ بات درج ہے۔

ترکہ: صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے اپنے آخری خطبے میں ارشاد فرمایا: "اَنَا تَرَکْتُ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَ اَھْلَ بَیْتِیْ" فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اللہ کی کتاب اور میرے اہلبیت۔ اگر انہیں مضبوط پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ حضور ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے ک قیامت میں سب نسب ختم کر دیے جائیں گے سوائے میری اہلبیت کے۔

سامعین میں نے تفصیل سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی عظمت و شان بیان کرنے کی کوشش کی تا کہ حضور ﷺ کی محبت کے صدقے اہل بیت رسول اللہ ﷺ اور امام حسین علیہ السلام کا مقام بجا طور پر سمجھ آ جائے اور آقائے نامدار ﷺ کے فرمان کے مطابق ہم ان سے محبت کرنے والے بن جائیں اور اُس کشتی پر سوار ہو کر نجات پا جائیں۔ کسی شاعرِ اہلبیت نے کیا خوب کہا ہے:

میری مجال کیا کر سکوں ثنائے حسین | کسی کے دائرہ فکر میں نہ آئے حسین
اگر حسین سے نسبت نہیں تو کچھ بھی نہیں | ہزار کوئی کہے جائے ہائے ہائے حسین

آخر میں دوبارہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا قطعہ دہرانے پر اپنی تقریر کا اختتام کرتا ہوں

شاہ ہست حسین شہنشاہ ہست حسین | دیں ہست حسین دین پناہ ہست حسین
سر داد، نہ داد دست، در دستِ یزید | حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین

والسلام اب سلام کے لیے کھڑے ہو جائیں۔

سوال: امام حسین اور ساتھی شہداء کی لاشوں کو کس نے دفنایا اور سرِ امام حسین کہاں دفن ہے؟

جواب: یوم عاشورہ کے اگلے دن عمر بن سعد اپنے سپاہیوں کی تجہیز و تکفین کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام اہلبیت اطہار اور ان کے رفقاء کی لاشیں کو کربلا کے میدان میں بے گور و دفن چھوڑتے ہوئے بعجلت تمام فتح و نصرت کے سہرے اور داد و تحسین کے لیے عبیداللہ بن زیاد کی طرف روانہ ہوا۔ کچھ دنوں بعد قبیلہ بنی اسد کے لوگوں نے حضرت امام زین العابدین کی معیت میں شہداء کی تجہیز و تکفین کی۔

اب رہا یہ سوال کہ سرِ اقدس امام حسین علیہ السلام کہاں دفن ہے یہ ایک متنازع بات ہے۔ تواریخ کی کتب میں شام، مصر، عراق اور حجاز میں کچھ جگہیں راس الحسین کے نام سے موسوم ہیں اس سلسلہ میں اہلسنت اور اہل تشیع کی مختلف آراء ہیں۔

اہلسنت کے علماء کے مطابق مشہور ہے کہ سرِ حسین علیہ السلام دمشق میں راس الحسین سے موسوم جگہ پر دفن ہے کچھ کا خیال ہے کہ یزید نے سرِ حسین مدینہ کے گورنر عمر بن سعید بن عاص کو بھیجا اور اُس نے آپ کی دادی صاحبہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے پہلو میں جنت البقیع میں دفن کر دیا۔ کچھ کا کہنا ہے کہ خولی بدبخت نیزے پر سرِ مبارک ابن زیاد کے پاس لے گیا وہاں سے دربارِ یزید میں پیش کیا گیا۔ آخر الامر سرِ امام حضرت زین العابدین کے سپرد کر دیا گیا اور تدفین ہوئی۔

جنگ نامہ امام حسین میں مولانا مولوی محمد حسین سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ

خلاصۃ الوفا وچہ لکھیا اک روایت والے — بدن مبارک شاہ ولی دا کربل زمیں وچالے
تے سیس بقیع مدینے اندر بھیں ادنہاں پونچایا — مشک عنبر خوشبوئی مل کے پاس حسن دفنایا

خلاصہ الوفا کے مصنف علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ

یعنی سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

کچھ کا کہنا ہے کہ منصور بن جمہور سرِ حسین یزید کے خزانہ سے لے گیا اور کپڑے میں لپیٹ کر دمشق میں باب الفرادیس کے قریب دفن کر دیا۔ ساتویں اُموی خلیفہ سلیمان بن عبد الملک المروان کا کہنا تھا کہ اُس نے حضرت امام کا سرِ مبارک یزید کے خزانہ میں پایا تو اُسے دمشق میں مسلمانوں کے گورستان میں دفن کر دیا۔ کچھ کا کہنا ہے کہ جب بنی اُمیہ کے آٹھویں خلیفہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو حکومت ملی تو اُنھوں نے سرِ مبارک جہاں سلیمان نے دفن کیا تھا نکال کر حضرت امام حسین علیہ السلام کے جسمِ اطہر کے ساتھ دفن کر دیا۔ فاطمی خلفاء کے مطابق سرِ مبارک امام، مشہور مقام مشہد الروس میں دفن ہے۔

اہلِ تشیع کے علماء کی بھی دو رائے ہیں۔ ایک کا کہنا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کئی مرتبہ فرمایا کہ سرِ مبارک امام حسین نجف اشرف میں امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پہلو میں دفن ہے۔ (الکافی ۴ صفحہ ۵۷۱، کامل الزیارات صفحہ ۳۴ اور تہذیب الاحکام ۲ صفحہ ۱۲، وسائل الشیعہ ۱۰، صفحہ ۳۰۲، ۳۱۲، بہار الانوار صفحہ ۲۳۵، ۲۵۷، مستدرک الوسائل صفحہ ۱۹۸)

دوسری مشہور رائے ہے کہ سرِ امام کربلا میں حضرت امام حسین کے جسمِ مبارک کے ساتھ کربلا میں دفن ہے۔

❁ علامہ مجلسی نے پہلی رائے کو ترجیح دی ہے (الدوریا) مگر بہار الانوار vol-45 صفحہ ۱۴۵ پر یہ بھی تحریر کیا ہے کہ ہمارے شیعہ علماء میں مشہور ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام سرِ مبارک امام حسین علیہ السلام اپنے ہمراہ لائے اور اُن کے جسمِ مبارک کے ساتھ کربلا میں دفن فرما دیا۔

❁ کچھ سنی علماء جن میں علامہ شاہراویؒ (ال التحاف بحب آل اشراف صفحہ ۱۲) علامہ قرطبیؒ جیسے منادی نے اپنا نکتۂ نظر اپنی کتاب الکوکب الدرریۃ جلد اول صفحہ ۵۷ میں بیان کیا ہے اور علامہ ابن جوزیؒ نے (تذکرہ الخواص جلد اول صفحہ ۱۵۰) کا بھی یہی کہنا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر کربلا میں اُن کے جسمِ مبارک کے ساتھ ہی فن کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

M.Q
Photogr

حضرت

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

اور
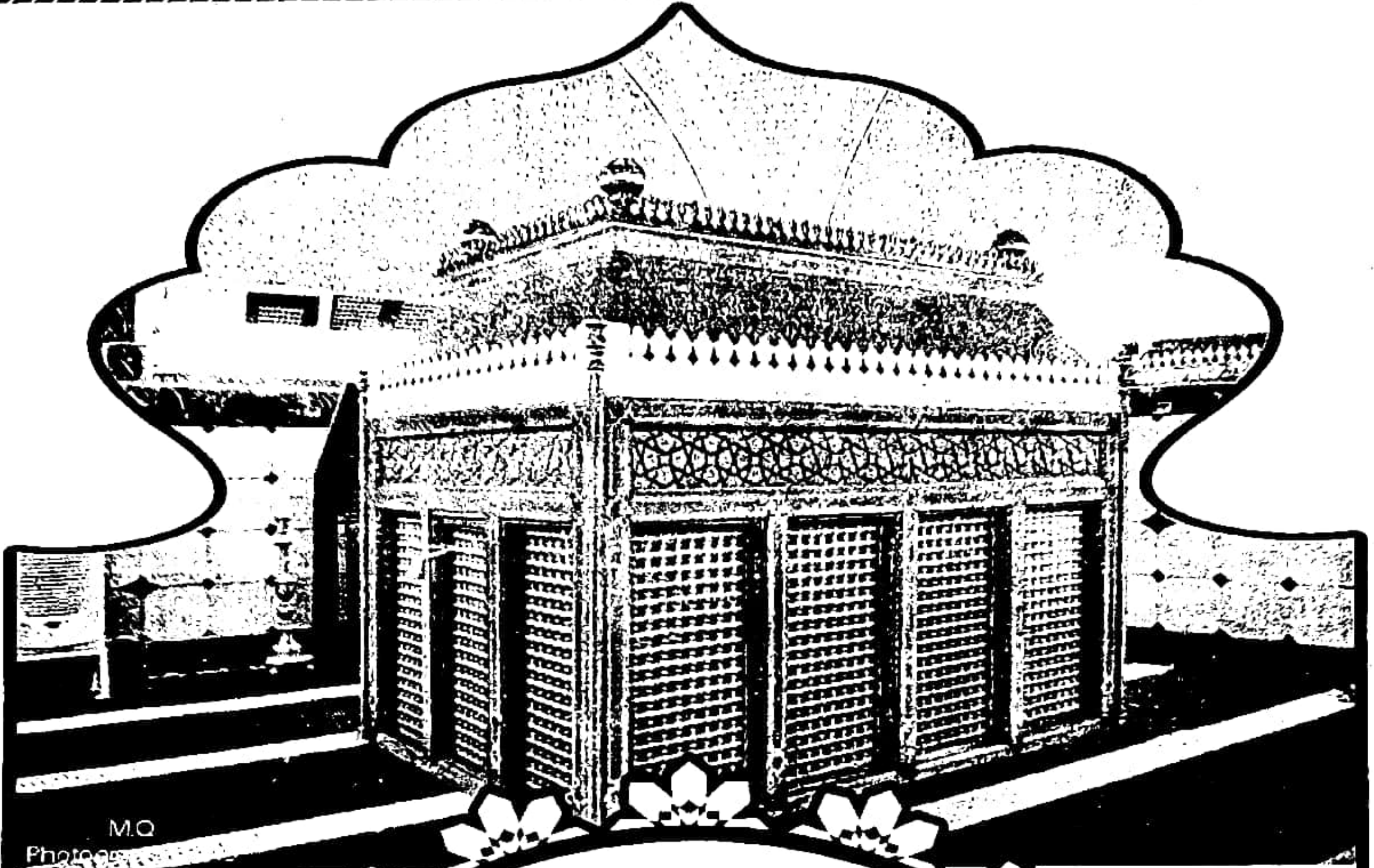
حنفی مسلک

(مسلکِ اہلسنت)

امام الائمہ الفقہاء والمحدثین حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
(فقہ اسلامی کے پہلے مُدوِّن، فقہ حنفی کے روح رواں)

پیدائش: ۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نعمان والد کا نام ثابت اور دادا کا نام زوطی تھا۔ وہ ایرانی النسل تھے اور ۳۶ھ میں ملک فارس (موجودہ نام ایران) سے ہجرت کر کے عراق پہنچے۔ حضرت نعمان بن ثابت کی پیدائش ۸۰ھ بمطابق ۶۹۹ھ بصرہ میں ہوئی۔ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ کوفہ میں گزرا۔

وجہ کنیت ابوحنیفہ: ۔ کہتے ہیں آپ نے اپنی کنیت اپنی بیٹی حنیفہ کی ذہانت سے متاثر ہو کر اختیار کی۔ بعض کے نزدیک آپ نے قرآن پاک کی ایک آیت سے متاثر ہو کر یہ کنیت اختیار کی۔ اور کچھ کے نزدیک کنیت ابوحنیفہ نسبی (یعنی بیٹی کی نسبت سے) نہیں بلکہ وصفی ہے۔ جیسے ابوہریرہ (بلیوں والے، بہت سی بلیاں پال رکھنے کی وجہ سے کہا گیا) اور ابوتراب (مٹی والے، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم زمین پر محوِ استراحت تھے اور مٹی سے لتھڑے ہونے کی وجہ سے سرکارِ دو عالم ﷺ نے ابوتراب کے خطاب سے نوازا۔ چونکہ دین اسلام کا نام قرآن پاک نے ملت حنیف بتایا ہے اس طرح حضرت امام ابوحنیفہ نے سب سے پہلے اس دین حنیف کی تدوین فرمائی۔ اس لیے اسلام میں آپ کی کنیت ابوحنیفہ قرار پائی۔ یوں ابوحنیفہ کا مفہوم صاحب ملت حنیف ہوا یعنی باطل مذاہب سے گریز اور دین حق اختیار کرنے والا۔

ایک خیال یہ بھی ہے کہ آپ کے استاد گرامی حضرت امام حماد رحمۃ اللہ علیہ جن کے پاس فقہ کے اُس مدرسہ کی امامت تھی جس کی بنیاد سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کھی اور پھر ان کے پاس پہنچی تھی انھوں نے پہلی دفعہ حضرت نعمان بن ثابت کو ابوحنیفہ کہہ کر پکارا اور یہ لفظ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام سے منسوب ہے۔

لفظِ نعمان: حضرت علامہ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق نعمان اُس خون کو کہتے ہیں جس پر تمام جسم کا ڈھانچہ قائم ہوتا ہے جس کے ذریعے ایک ایک عضو حرکت کرتا ہے اور زندگی پاتا ہے اور نعمان سرخ اور خوشبودار گھاس (جیسے گل لالہ) کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نعمان بن ثابت کی ذات گرامی دستورِ اسلامی کے لیے ایک محور تھی اور تمام عبادات اور معاملات کو سمجھنے کے لیے روح کا درجہ رکھتی ہے۔ اور نعمان بن ثابت کے اجتہاد سے اسلامی فقہ خوشبودار گھاس کی طرح اطراف عالم میں مہک اُٹھی۔

حفظ قرآن کریم

ثابت بن زوطی نے اپنے بیٹے نعمان کو تین سال کی عمر میں مشہور قاری حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی میں دے دیا جن کا شمار اُس وقت کے قراء سبعہ (سات بزرگ قاریوں) میں ہوتا تھا۔ جو اپنے دور کے مشہور قاری حضرات تھے۔ حضرت عاصم

رحمۃ اللہ علیہ نے نعمان بن ثابت کو اپنے حلقہ درس میں شامل کرتے ہوئے فرمایا نعمان ایسا بچہ ہے کہ جدھر سے گزرے گا درس گاہیں اُسے خود پکاریں گی۔ اساتذہ خود آواز دیں گے آپ نے اپنے اُستاد حضرت قاری عاصم کی قراءت کے مطابق قرآن پاک حفظ فرمایا۔

امام شعمی کی نصیحت

کہتے ہیں کہ سلیمان بن عبدالملک کے دور میں ایک دن نعمان بن ثابت بازار جا رہے تھے۔ کوفہ کے مشہور عالم امام شعمی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دیکھ کر پوچھا بیٹا تم کس سے پڑھتے ہو۔ آپ نے نفی میں جواب دیا۔ اس پر امام شعمی نے کہا مجھے تیرے اندر قابلیت کے جوہر نظر آتے ہیں تم علماء کی صحبت میں بیٹھا کرو۔ اس نصیحت کے بعد آپ تحصیل علم کے لیے کمر بستہ ہو گئے۔

علمِ فقہ کا حصول

اُس وقت کوفہ میں حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کا مدرسہ دینی طلبہ کا مرجع سمجھا جاتا تھا۔ اُس کی ابتداء خلیفہ راشد سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ اُس کے بعد شریح، علقمہ، مسروق، ابراہیم نخعی رحمہم اللہ ہوئے اُن کے بعد اس مدرسہ کی امامت حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی ۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے فقہ کا جو سلسلہ چلا آ رہا تھا اُس کا مدار اب حضرت حماد پر ہی رہ گیا تھا۔ اس وجہ سے نعمان بن ثابت المعروف ابوحنیفہ نے علم فقہ پڑھنا چاہا تو انہی کو منتخب کیا۔

تحصیلِ علمِ حدیث

حضرت حماد سے فقہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حضرت امام ابراہیم نخعی ہی کے ایک شاگرد حضرت نافع سے حدیث پڑھی۔ مسائل فقہ کے مجتہدانہ تحقیق علم حدیث کی تکمیل کے بغیر ممکن نہ تھی۔ لہٰذا کوفہ کے تمام اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا پھر عازم مکۃ المکرمہ ہوئے اور فن حدیث کے استاد صحابہ کرام کے معتمد خاص حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُنھوں نے آپ کی قوتِ حافظہ اور استدلال کو دیکھ کر خصوصی توجہ سے نوازا۔ اُن کی وفات ۱۱۵ھ کے بعد حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور مشہور معلم حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے فیض یاب ہوئے۔ اُس کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور بطور خاص حضرت سلیمان رحمۃ اللہ علیہ جو اُم المؤمنین سیدہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے سے مستفید ہوئے۔ پھر حضرت سالم بن عبداللہ بن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے احادیث روایت کیں۔ الغرض حضرت امام ابوحنیفہ کے اساتذہ کی تعداد بقول امام ابوحفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ چار ہزار تک پہنچتی ہے۔

مرشد کامل کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہونا

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جاگ بنا دودھ جمدے ناہیں بھاویں لال ہوون کڑھ کڑھ کے ہو
بناں مرشداں راہ نئیں ہتھ اوندے دودھاں باجھ نئیں پکدی کھیر میاں

خالقِ کائنات خدائے لم یزل، اللہ عزوجل کے محبوب وجہ تخلیق کائنات فخر موجودات حبیب کبریا باعث ارض و سما، شافع روز جزا مخلوقِ خدا کے ہادیٔ اعظم سیارگانِ آسمانِ بنوت کے مدارِ اعظم عالمِ روحانیت کے نیرِ اعظم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی آل پاک میں روحانیت اور رشد و ہدایت کے مرشد کامل حضرت سیدنا امام جعفر صادق وافر العلوم کثیر الفیوض علیہ السلام بن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بن امام حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بن سید الشہداء سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام بن منبع ولایت و درِ شہر علم، سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے فیوض و برکات سے نعمان بن ثابت المعروف حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بہرہ ور اور ارادت مند ہوئے۔ قارئین نسبت توسل اور اکتساب فیض ضروری ہے

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی نشد

حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کی پیشین گوئی

حضرت ابوالغیث سالم بن مطیع حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب سورۂ جمعہ نازل ہوئی تو ہم اُس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے۔ جب آپ ﷺ نے فرمایا وآخرین منھم مالیلحقوبھم اوران میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں جوان اگلوں سے نہ ملے تو حاضرین میں سے کسی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت سلمان کے کندھے پر رکھتے ہوئے فرمایا اگر ایمان پروین (ثریا) برج ثور کے پاس ستاروں کے جھرمٹ کے پاس بھی ہوا تو اُن میں سے کچھ مرد اُسے وہاں سے بھی حاصل کر لیں گے۔ (بخاری و مسلم) حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک میں جناب رسول اللہ ﷺ نے جو پیش گوئی/ بشارت فرمائی اس کے مصداق حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

رومی راہب کا لاجواب ہونا

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہشام بن عبدالملک کے دربار میں ایک رومی راہب نے مسلمان علمائے کرام کو چیلنج کرتے ہوئے تین سوال پوچھے مگر وہ کسی کے جواب سے مطمئن نہ ہوا لہٰذا حضرت ابوحنیفہ کو بلایا گیا۔ راہب کا پہلا سوال یہ تھا کہ خدا سے پہلے کون تھا؟ حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اعداد کو شمار کرو۔ تمہیں اس کا خود بخود جواب مل جائے گا۔ جب وہ ایک سے گنتی شروع کر کے

دس تک پہنچا تو آپ نے کہا یہ تو عام گنتی کا طریقہ ہے تم ایک سے پہلے گنتی شروع کرو۔ اُس نے کہا ایک سے پہلے کوئی عدد نہیں ہے۔ تو نوجوان نعمان بن ثابت نے کہا اگر ایک سے پہلے بھی ایک ہی ہے تو خدا سے پہلے بھی خدا ہی تھا۔

راہب نے دوسرا سوال کیا: خدا رُخ کس طرف ہے؟

آپ نے جواب دیا خدا کا رُخ کسی ایک جانب نہیں بلکہ ہر وقت ہر جگہ موجود ہے اُس کا نورانی رُخ ہر جگہ نگران ہے۔ جب راہب نے عملی ثبوت چاہا تو آپ نے ایک شمع جلا کر اونچی جگہ رکھی اور کہا اللہ کی ذات کے لیے ایک حقیری مثال ہے پھر بھی بتاؤ شمع کا رُخ کس طرف ہے۔ جب راہب نے کہا شمع کا رُخ متعین کرنا ممکن نہیں تو آپ نے فرمایا تو اُس ذاتِ باری تعالیٰ کا رُخ کیسے متعین کیا جا سکتا ہے۔

راہب نے تیسرا سوال کیا کہ اللہ اس وقت کیا کر رہا ہے؟

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ کی مثال کسی جاندار سے نہیں دی جا سکتی۔ انسانی تصور جہاں نہ پہنچ سکے وہاں عمل کا تعین کرنا ممکن نہیں۔ جب وہ اس جواب سے مطمئن نہ ہوا تو فرمایا اس وقت میرے رب کی مصروفیت یہ ہے کہ اس نے روم کے ایک دانشور کو ایک معمولی علم رکھنے والے طالب علم کے سامنے عاجز کر دیا ہے۔ ہشام بن عبدالملک نے خوش ہو کر کہا اے ذکی وفہیم نوجوان تم نے عقل پرستوں کے خالی دامنوں کو بھر دیا ہے۔ دنیائے اسلام تم پر فخر کر سکتی ہے۔

حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کی جانشینی

حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں دس برس تک حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں حاضر ہوتا رہا اور جب تک وہ زندہ رہے اُن کی شاگردی کا تعلق کبھی نہ چھوڑا انہی دنوں میرے اُستاد کے ایک رشتہ دار کا انتقال ہو گیا تو وہ مجھے اپنا جانشین بنا کر تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت حماد چونکہ مجھے اپنا جانشین مقرر کر گئے تھے لہٰذا تلامذہ اور ارباب حاجت نے اُن کے بعد میری طرف رجوع کیا۔ بہت سے ایسے مسئلے پیش آئے جن کے سلسلے میں میں نے اُستاد سے کوئی روایت نہیں سنی تھی۔ اسی لیے اپنے اجتہاد سے جواب دے دیے۔ اور احتیاط کے لیے ایک یادداشت لکھتا گیا۔ دو ماہ کے بعد حضرت حماد بصرہ سے واپس آئے تو میں نے وہ یادداشت اُنھیں پیش کی۔ اس سے میرے اُستاد بہت خوش ہوئے اور کچھ معمولی اصلاح بھی فرمائی۔ میں نے عہد کیا جب تک حماد زندہ ہیں اُن کی شاگردی کا تعلق کبھی نہ چھوڑوں گا۔

حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۰ھ میں وصال فرمایا۔ لوگوں کو اُن کی جگہ پُر کرنے کے لیے کوئی دوسرا جوہر کامل نظر نہ آیا۔ لہٰذا بزرگوں اور اکابرین نے متفقہ طور پر حضرت امام ابو حنیفہ سے درخواست کی کہ مسند درس کو زینت بخشیں۔ تو آپ نے مدرسہ کی باگ ڈور اور امامت سنبھال لی۔ اُس وقت آپ کی عمر چالیس (۴۰) برس تھی۔

سبق آموز واقعہ

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک لڑکے کو کیچڑ میں چلتے دیکھ کر فرمایا سنبھل کر چل تا کہ کہیں گر نہ پڑے۔ لڑکے نے جواب دیا میری فکر نہ کریں۔ میں گرا تو تنہا گروں گا آپ اپنا خیال رکھیں اگر آپ کا پاؤں پھسل گیا تو آپ کے بعد آنے والے سب پھسل جائیں گے۔ پھر اُن کا اٹھنا دشوار ہو جائے گا۔ آپ کو اس لڑکے کی فراست پر بڑا تعجب ہو اور رو پڑے۔ فوراً مجلس میں آ کر معتقدین سے فرمایا "اگر تمہیں کسی مسئلہ میں میری نسبت کوئی اور روشن دلیل معلوم ہو جائے تو ہرگز میری متابعت نہ کرنا اور اگر میرا قول قرآن وحدیث کے مطابق نہ پاؤ تو میرے قول کو زمین پر دے مارو۔

قارئین! لڑکے کی بات علمائے کرام اور پیرانِ عظام کے لیے اخلاقی اور علمی لحاظ سے مشعل راہ ہے۔

اسلامی فقہ کی تدوین

حضرت امام ابوحنیفہ نے شریعت کو قانون کی شکل دینے میں پرائیویٹ سطح پر ایک ادارہ قائم کیا جس میں مختلف انواع کے علوم و فنون کے ماہرین بٹھاتے اور باہمی مباحثے کراتے اور ایک محتاط اندازے کے مطابق ۸۳ ہزار دفعات پر مشتمل عملی قوانین مرتب فرمائے۔ اس طرح قانون سازی کی گئی گویا فقہ اسلامی کے پہلے مدون حضرت امام ابوحنیفہ ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو آپ کوفہ کی مسجد میں بیٹھ جاتے آپ کے ساتھ ایک ہزار شاگرد بیٹھتے جن میں چالیس (۴۰) وہ تھے جو دینی اور علمی لحاظ سے اعلیٰ وافضل تھے اور اجتہاد کی حد کو پہنچے ہوئے تھے۔ آپ اُن کو قریب بٹھاتے اور فرماتے میری مدد کرو۔ مشورہ کرتے مناظرہ کرتے۔ اُن کو جو حدیث مبارک اور آثار سے علم ہوتا سنتے اور جو اپنے پاس دلائل ہوتے اُن کو سناتے۔ بعض کہتے ہیں مہینہ بھر یا زیادہ بھی مناظرہ ہوتا رہتا۔ یہاں تک کہ ایک قول کا فیصلہ ہو جاتا اور امام ابو یوسف لکھ لیتے۔ اس طرح تمام اصحاب کے مشورہ سے فقہی اُصول مقرر ہو گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ میں مجھے تردد ہوتا تو چالیس مرتبہ قرآن کریم کا ختم کرتا تو وہ مسئلہ مجھ پر منکشف ہو جاتا۔ آپ تو عالم باعلم تھے معنی وتفسیر سے واقف تھے۔ نا سمجھ کے لیے سنیے۔ جسے مطالب کا علم نہیں وہ بھی مستفید ضرور ہوتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالرحمٰن اسکاف رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا اُس شخص کو کوئی فائدہ ہو سکتا ہے جو قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ جو کچھ اُس نے پڑھا ہے اُس کا کیا مطلب ہے آپ نے جواب دیا کہ ضرور ہوتا ہے جیسے کوئی آدمی دوا کھاتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ کیا کھا رہا ہے لیکن اُس کا اثر ضرور ہوتا ہے تو پھر یہ قرآن شریف کیونکر اثر نہ کرے گا اور جسے علم ہو کہ کیا پڑھ رہا ہے تو اس حالت میں اُسے بہت ہی زیادہ اثر (فائدہ) ہوگا۔ سبحان اللہ۔

تصانیف:۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کی گئی احادیث کے مجموعے کو مسند ابی حنیفہ کے نام سے مرتب کیا گیا

ہے۔ دوسری مشہور زمانہ فقہ اکبر ہے تیسری اسلامی عقائد کے متعلق نصیحت خاص فقہ کے موضوع پر کتاب تصنیف فرمائی۔ آپ کی ایک کتاب کا نام مخارج فی الحیل ہے جس میں بعض فقہی مشکلات زیر بحث آئی ہیں۔

علمی شہرت: ۔آپ کی علمی شہرت کے چرچے دنیا بھر میں ہونے لگے یہاں تک کہ مکۃ المکرمہ، مدینہ منورہ، دمشق، بصرہ، یمن، مصر، یمامہ، بغداد، اصفہان استر آباد، ہمدان، طبرستان، نیشاپور، سرخس، بخارا، سمرقند، صعانیاں، ترمذ، ہرات، خوارزم، سیستان، مدائن، حمص وغیرہ آپ کا طوطی بولتا تھا۔

فقہ حنفی کیا ہے؟

قارئین! فقہ حنفی چند ضروری جزوی مسائل کا نام نہیں بلکہ یہ ایک مضبوط اور مربوط نظام کا نام ہے۔ جس کی بنیاد قرآن حکیم سنت رسول اللہ ﷺ اقوال و آثار خلفائے راشدین و اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور اجتہاد کی بنیاد پر ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کا فرمان

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام بزرگی کشف و کرامات اور علم و فضل کے لحاظ سے کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ "کشفی نگاہ میں حنفی مذہب کی نورانیت بڑے دریا کی مانند دکھائی دیتی ہے اور دوسرے مذاہب حوض اور نالیوں کی صورت دکھائی دیتے ہیں اور ظاہری طور پر یہ بات دکھائی دیتی ہے کہ اسلام کی بڑی اکثریت حضرت امام اعظم کی پیروی کرتی ہے"۔ (مکتوب نمبر ۵۵ حصہ ہفتم دفتر دوم)

حدیث: ۔حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا "خوشخبری ہے اُس کے لیے جس نے مجھے دیکھا اور جس نے مجھے دیکھنے والوں کو دیکھا (یعنی صحابہ کرام اور تابعین)"۔

حضرت امام ابوحنیفہ نے ستر (۷۰) صحابہ کرام کا زمانہ پایا۔ آپ کے سالِ ولادت ۸۰ ھجری میں جو صحابہ کرام حیات تھے اُن میں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ۹۱ یا ۹۳ ھجری کے لگ بھگ بصرہ میں وفات پائی۔ حضرت عبداللہ بن انیس الجہنی رضی اللہ عنہ نے ۹۴ ہجری میں کوفہ میں وفات پائی۔ حضرت واثلہ بن الاسقع نے ۸۲، ۸۵ ہجری کے قریب دمشق میں رحلت فرمائی۔ انہی برسوں کے آس پاس دیگر صحابہ کرام کی وفات کے متعلق روایات ہیں جن میں حضرت معقل بن یسار، حضرت عائشہ بن عجرد، حضرت عبداللہ بن الحارث بن الجز الزبیدی، حضرت ساعد بن یزید، حضرت عبداللہ بن یزید اور ابن جعفر رضی اللہ عنہم۔ حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انہی میں سے کچھ اصحاب کا ذکر کیا ہے۔ گویا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام کو دیکھا پھر صحابہ کرام کو دیکھنے والوں کو یعنی تابعین کو دیکھا۔ پانچ سو مشائخ میں سے تین سو ائمہ تابعین سے احادیث مبارک سنی ہیں۔

امام الائمہ فقہ وحدیث اور امام اعظم کیسے؟

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ۱۴۰، اجل شاگردوں میں سے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مصنف موطا امام مالک، اُن کی پیدائش ۹۳ھ یا ۹۷ھ میں ہوئی تھی۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ کے وصال کے روز حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ تو اُن کے والد نے بطور تبرک انہیں جنازے کے نیچے سے گزارا۔ حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۶۴ھ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے ۱۴ سال بعد ہوئی۔ اور وہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ اس طرح امام ابوحنیفہ حضرت احمد بن حنبل کے دادا اُستاد ہوئے۔ امام ابو یوسف اور امام ابومحمد بھی آپ کے شاگرد ہیں۔ یوں امام ابوحنیفہ، امام الائمہ الفقہاء والاحادیث اور امام اعظم ٹھہرے۔

❁ حضرت ابوعبداللہ محمد بن ادریس امام شافعی بن العباس بن عثمان بن شافع بن السائب بن عبید بن یزید بن ہاشم بن عبد مناف (شجرہ نسب بمطابق تذکرہ حافظ ابونعیم) کو یہ شرف حاصل ہے کہ اُن کا سلسلہ نسب سرکار دوعالم سے ملتا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو چاہتا ہے کہ فقہ میں کمال حاصل کرے تو اُسے چاہیے کہ امام ابوحنیفہ اور اُنکے اصحاب سے استفادہ کرے۔

❁ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال فلسطین سے بغداد شریف حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر حاضر ہوا کرتے تھے اور اُس مسجد میں جو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب ہے نماز ادا فرماتے اور رفع یدین نہیں کرتے تھے ایک مرتبہ اُن کے شاگردوں نے عرض کی ہم دیکھتے ہیں کہ آپ اپنے اجتہاد پر عمل کی بجائے اس اجتہاد پر عمل فرماتے ہیں جو امام ابوحنیفہ نے فرمایا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہاں پہنچ کر اتنے بڑے امام کے سامنے اپنے اجتہاد پر عمل کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔

❁ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں امام اعظم ابوحنیفہ کے ذریعے برکت حاصل کرتا ہوں اور اُن کے مزار پر حاضری دیتا ہوں جب کوئی حاجت پیش ہوتی ہے تو میں دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں اور اُن کی قبر کے پاس آکر دُعا کرتا ہوں تو میری حاجت پوری ہوجاتی ہے۔

❁ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد ہیں فرماتے ہیں کہ تیس (۳۰) سال سے میری کوئی رات ایسی نہیں گزری جس رات میں نے امام شافعی کے لیے دعا نہ کی ہو۔ جب بغداد شریف میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھوڑے پر سوار ہوتے تو حضرت امام احمد بن حنبل گھوڑے کے پائیدان (رکاب) کو پکڑ کر

تیز چلتے چلتے اُن کے فرمودات کو نقل کرتے یہ ادب تھا۔ ادب اور شے ہے اور علمی اختلاف اور بات۔ الگ فقہی مذہب کا قیام علمی اختلاف تھا۔

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام روزانہ صبح کے وقت شریعت محمدیہ سیکھنے کے لیے امام ابوحنیفہ کی مجلس میں تشریف لایا کرتے تھے جب امام صاحب کا وصال ہوگیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے درخواست کی کہ امام اعظم کی روح کو اُن کے جسم میں لوٹا دے تاکہ میں علم فقہ اُن سے مکمل کرسکوں۔ چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام اپنی عادت کے مطابق ہر روز امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر آ کر اُن سے فقہ اور شریعت کے مسائل سنا کرتے۔ (مشارق الانوار صفحہ ۶۹)

شاگردانِ رشید

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردوں کی تعداد چار ہزار سے متجاوز بیان کی جاتی ہے۔ جن میں حضرت امام مالک، حضرت فضیل، حضرت ابراہیم بن ادھم، حضرت بشر حافی، حضرت داؤد طائی، حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام ابومحمد رحمہم اللہ علیہم بہت مشہور ہیں۔ ان میں سے کچھ کے نام تذکرہ اولیاء باب اٹھاراں صفحہ ۱۸۳ پر بھی درج ہیں۔

سرکار دوعالم ﷺ کی بشارت

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "میری اُمت میں ایک شخص ہوگا جس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان یا بائیں جانب تل ہوگا اُس کا نام ابوحنیفہ النعمان ہے وہ قیامت تک میری اُمت کا چراغ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دین اور میری سنت اُس کے ہاتھوں زندہ ہوگی اُس کی رائے میری رائے اور میرے حکم کے مطابق ہے ملک فارس سے ہوگا وعلم فقہ میں شانِ احکام حق کی طرف پھیرے گا اور اچھی رائے والا ہوگا۔"

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مونڈھے یا بازو پر تل دیکھ کر تصدیق کی کہ تم ہی وہ ابوحنیفہ ہو۔ قارئین آپ پچھلے صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ آپ کے اجداد فارس سے ہجرت کر کے عراق پہنچے تھے۔

حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ الاولیاء میں تحریر کرتے ہیں کہ آپ یعنی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور ﷺ کو خواب میں فرماتے ہوئے دیکھا کہ "ابوحنیفہ تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری سنت ظاہر کرنے کے لیے پیدا فرمایا ہے عزلت گزینی کو چھوڑ دو۔" یاد رہے کہ اوائل عمر میں حضرت ابوحنیفہ نے گوشہ نشینی اختیار کی تھی۔

زہد و عبادت

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت عبادات گزار تھے۔ کثرت سے نوافل پڑھتے۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "یتقرب الی بالنوافل" میرا بندہ نفلوں کے ساتھ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ "احببتہ" یہاں تک کہ میں اُن کو محبوب بنا

لیتا ہوں۔"فکنت سمعه الذی "پس اُس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے" وبصرہ الذی یبصر به "اُس کے آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔"وَلِسَانُهُ یَتَکَلَّمُهُ بِهٖ "اُس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔"ویدہ التی "اُس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔

مؤرخین کے مطابق ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رمضان المبارک میں ساٹھ یا اکسٹھ قرآن پاک ختم فرماتے اور عام مہینوں میں ایک رات میں مکمل قرآن ختم کرتے۔جس مقام پر آپ کی وفات ہوئی اس مقام پر آپ نے ۷۲ مرتبہ قرآن شریف ختم کیا۔رات کو اللہ کے حضور اتنا روتے اتنا روتے کہ آپ کے رونے سے ہمسایوں کو بھی ترس آتا۔یوم وصال تک شب بیداری اور تہجد گزاری آپ کا معمول رہا۔عموماً عشاء کے وضو سے چالیس سال تہجد و فجر کی نماز پڑھی اور روزانہ ایک وضو سے پانچ وقت کی نماز بھی پڑھی۔آپ اکثر روزے سے ہوتے کہتے ہیں تیس (۳۰) سال تک افطار نہیں فرمایا۔اللہ اللہ۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے"وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا "وہ اللہ کے بندے رات گزار دیتے ہیں رب کے واسطے سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے۔

حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اخبار الاخیار شریف میں فرماتے ہیں کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔حضرت سید عبدالقادر جیلانی قطب زمانی محبوب سبحانی غوث اعظم قدس سرہٗ فرماتے ہیں میں نے پندرہ سال مسلسل اس طرح گزارے کہ ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر عشا اور فجر کے درمیان پورا قرآن ختم کیا کرتا تھا۔ میں نے پچیس سال تک جنگلوں میں اس طرح عبادت کی کہ میرا جسم بھی سراپا روح بن گیا۔میری غذا اللہ کا ذکر بن گئی۔میں سال سال تک کچھ نہیں کھاتا پیتا تھا مجھے بھوک نہیں لگتی تھی۔

یہ ہیں اللہ والے اور اللہ کے ولی۔ارشاد بارتعالیٰ ہے"وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ "(وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں مومن بھی ہیں اور متقی بھی)"لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ "(بشارت ہے خوشخبری ہے واسطے اُن کے زندگی میں اور آخرت میں۔"لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللهِ "(اللہ کی باتیں بدلتی نہیں)° ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ "اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اللہ اللہ انہی لوگوں کے متعلق ارشاد فرمایا:"اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ "خبردار بے شک جو اللہ کے ولی ہیں ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

حج و عمرہ اور سلام کا جواب

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں پچپن حج اور بے شمار عمرے کیے۔پہلا حج مبارک اپنے والد کے ہمراہ سولہ (۱۶) سال کی عمر میں ۹۶ھ میں ادا کیا۔جب بھی آپ مواجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس السلام علیکم یا سید المرسلین عرض کرتے تو

جواب میں آواز آتی وعلیکم السلام یا امام المسلمین۔

حضرت داتا گنج بخش ہجویری کو خواب میں فرمانِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی ہے جن کے مزار پر چلے کے بعد سلطان الہند خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بانی سلسلہ چشتیہ نے فرمایا:

گنج بخش فیضِ عالم مظہر نورِ خدا ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

یاد رہے حضور غوث پاک حضرت سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحان قطب ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے بعد کا ہے یعنی ۴۷۰ھ سے ۵۶۱ھ اور جب حضور غوث اعظم قدس سرہٗ نے بغداد کے منبر پر فرمایا "قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ" کہ میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر تو شیخ علی بن ابی نصر رحمۃ اللہ علیہ نے اُٹھ کر آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا۔ دو ہزار اولیاء کرام جو مجلس میں حاضر تھے سب نے گردن جھکا دیں اور دنیا کے مختلف مقامات پر تین سو تیرہ (۳۱۳) اولیاء کرام نے آپکا فرمان عالیشان سن کر اپنی گردنیں جھکا دیں چاہے کسی سلسلہ سے بھی اُن کا تعلق تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو فرمایا "لا بل علی عینی و رأسی" یعنی نہیں بلکہ میری آنکھوں اور سر پر۔

پائے نبی شد تاج مسرت تاج ہمہ عالم شد قدمت
اقطاب جہاں شد پیش درت استادہ چوں پیش شاہ گداست

امیرِ اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا اونچے اونچے کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
یا رب بکمال نام عبدالقادر یا رب بنوال عام عبدالقادر
منگر بقصور و نقص ما قادریاں بنگر بکمال تام عبدالقادر

راقم الحروف (سید ذوالفقار علی شاہ بخاری) یوں عرض کناں ہے:

سرکارِ غوثِ اعظم نظر کرم خدا را بریں مرید مسکین در ماندہ بے سہارا

بات دور نکل گئی میں عرض کر رہا تھا کہ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ مجھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مزار پر سرکار دو عالم ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ ایک بوڑھے کو بچے کی طرح بغل میں لیے ہوئے خانہ کعبہ میں باب بنی شیبہ سے تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے دوڑ کر بڑی محبت وعقیدت سے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔ مجھے اُس بوڑھے کا بچے کیطرح سرکار دو عالم ﷺ کی بغل

میں ہونے پر بڑی حیرت ہوئی تو نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے میری قلبی کیفیت کے پیش نظر فرمایا "یہ تیرے اور تیری ولایت کے امام ابوحنیفہ ہیں"۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ جیسے پیغمبر سے خطا سرزد نہیں ہوسکتی ایسے ہی ان سے بھی خطا صادر نہیں ہوئی۔ نبی کریم ﷺ معصوم عن الخطا ہیں (کشف المحجوب)

اس خواب کے متعلق فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور عالم کتاب تذکرۃ الاولیاء باب ۱۸ صفحہ ۱۸۶ میں رقم کیا ہے کہ جب شیخ بوعلی بن عثمان الطلابی (داتا گنج بخش) نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا "تمہارے ملک اور مسلمانوں کے امام ابوحنیفہ ہیں"۔ سبحان اللہ۔

حدیث: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" (راوی حضرت علی، ابن مسعود) یعنی ہر شخص کا حشر اُس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔

حدیث: "مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ" (راوی حضرت انس) فرمایا جو کوئی مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست — بحر و بر در گوشۂ داماں اوست

علم وعمل

روایت ہے کہ جب حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ (آپ کے شاگرد) مقتدار ہوئے تو اُنھوں نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ مجھے اب کیا کرنا چاہیے آپ نے جواب دیا علم پر عمل کرو علم بغیر عمل کے جسم ہے جو بغیر روح ہو۔ (ارشادِ باری تعالیٰ ہے) "لِمَا تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ" ایسی بات نہ کہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔

تقویٰ

نقل ہے کہ کوئی شخص آپ (امام ابوحنیفہ) کا قرض دار تھا۔ جس محلہ میں وہ رہتا تھا۔ اُسی محلہ میں آپ کا ایک شاگرد فوت ہو گیا۔ آپ اُس کے جنازہ کے لیے تشریف لے گئے۔ سخت گرمی پڑ رہی تھی اور دھوپ چہروں کو جھلسائے دیتی تھی۔ اُس مقروض کی دیوار کے سوا کہیں سایہ نہ تھا۔ لوگوں نے عرض کیا ایک ساعت اس دیوار کے سایہ میں آرام فرمایئے۔ آپ نے فرمایا صاحبِ دیوار میرا مقروض ہے اس لیے میں اس کی دیوار سے فائدہ حاصل کرنا روا (درست و جائز) نہیں سمجھتا کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے "کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَۃً، فَھُوَ رِبَا" (ہر وہ قرض جو نفع کھینچ لائے وہ سود ہے) میں اُس سے کچھ منفعت حاصل کروں وہ سود ہوگا۔

پاسِ ادب

نقل ہے کہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے شاگرد رشید فرماتے ہیں کہ میں بیس سال کا عرصہ آپ کی خدمت میں رہا۔ خلوت و

جلوت میں بھی اس عرصہ میں، میں نے کبھی آپ کو ننگے سر نہ دیکھا اور نہ کبھی آرام کی غرض سے پاؤں پھیلائے ہوئے دیکھا۔ میں نے عرض کیا اے امام المسلمین اگر آرام کرنے کے لیے خلوت میں پاؤں دراز کریں تو کیا حرج ہے آپ نے جواب دیا خلوت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب سے رہنا زیادہ اچھا ہے۔

خدمت خلق

علم کے ساتھ ساتھ خدمتِ خلق کے جذبہ سے آپ کی محبت لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہوگئی۔ آپ مشکل میں لوگوں کا ہاتھ بٹاتے۔ لوگوں کے بوجھ اُٹھاتے اور ایسے ایسے کام کر جاتے جن کو کرنے سے دوسرے لوگ عاجز تھے۔ مفلس و نادار لوگوں کی بھی آپ نے خوب کفالت فرمائی۔ ولید بن عبدالملک کے عہد حکومت میں خز (ایک خاص قسم کے کپڑے کا) کارخانہ قائم کیا اور منافع بخش تجارت کی۔ آپ تجارت کے منافع کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک اپنی ضروریات کے لیے دوسرا کاروبار کے لیے اور تیسرا علماء اور طلبہ، ضرورت مندوں کے لیے۔ نتیجۃً آپ کی شہرت اور خدمت خلق کے چرچے چارسُو ہونے لگے اور چار دانگ عالم آپ کا ڈنکا بج گیا۔

اساتذہ کا ادب واحترام

حضرت میاں محمد بخش مصنف سیف الملوک جن کا مزار اُن کے مرشد حضرت پیرے شاہ غازی المعروف دمڑی والی سرکار نزد منگلہ ڈیم پروجیکٹ نہر اپر جہلم موضع کھڑی شریف میں واقع ہے فرماتے ہیں۔

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہے ڈھوئی تے منزل مقصود نہ پہنچا باجھ ادب تھیں کوئی

حضرت امام ابوحنیفہ جب بھی اپنے والدین کی مغفرت کے لیے دعا کرتے اپنے استادوں و پیرومرشد کو اس دعا میں ضرور شامل کرتے۔ راقم الحروف کی بھی یہی کوشش ہوتی ہے اور حق بھی یہی ہے۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ مصنف گلستان و بوستان درزبان فارسی لکھتے ہیں کہ

صاحبدلے بمدرسہ آمد ز خانقاہ بشکستہ عہد صحبت اہل طریق را

فرماتے ہیں کہ ایک صاحب دل (درویش) اہل طریقت کی صحبت کو چھوڑ کر خانقاہ سے مدرسہ میں آ گیا۔ خانقاہ میں اکیلا اللہ سے لو لگائے بیٹھا تھا آ کر مدرسہ میں بچوں کو تعلیم دینا شروع کر دیا ہے لوگوں نے کیا عجیب کام کیا ہے۔ اُس اللہ کے بندے نے بڑے پتہ کی بات کہی

گفت آں گلیم خویش بروں می برد ز موج ویں جہد می کند کہ بگیرد غریق را

اُس مردِ درویش نے کہا وہ خانقاہ میں بیٹھنے والا اس کوشش میں تھا کہ اپنی گدڑی دریا کی موجوں (بھنور) سے سوکھی پار لے جائے

یعنی ذاتی زندگی سنور جائے اور یہ مدرسہ میں تعلیم دینے والا کوشش کرتا ہے کہ ڈوبتے ہوؤں کو بھی پکڑ کر دریا سے پار لے جائے۔
کہتے ہیں سکندرِ اعظم (مقدونیہ کے حاکم اور دنیا کو فتح کرنے کا خواب دیکھنے والے) سے استاد اور والد کے لیے متعلق سوال کیا
گیا تو اُس نے بڑا پُر معنی جواب دیا کہا والد مجھے آسمان سے زمین پر لایا اور اُستاد مجھے زمین سے آسمان پر لے گیا۔
قارئین کرام! راقم نے اپنی کتاب گلشن ذکر و فکر میں اولاد اور والدین کے حقوق کے سلسلہ میں ایک باب باندھا ہے اُس کا مطالعہ
نفع بخش اور نجاتِ اُخروی کا باعث ہوگا۔ ضرور مطالعہ کیجیے گا۔

ظلم وتشدد اور قید و بند

حضرت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی ہے کہ یزید بن عمر والی عراق نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم دیا کہ کوفہ کے قاضی بن جائیں۔ آپ نے انکار کر دیا۔ کیونکہ آپ کی ذات کے لیے قاضی بن کر حاکم وقت کی مرضی اور منشاء کے مطابق فیصلے کرنا ممکن نہ تھا۔ یزید بن عمر نے حکم عدولی کی بنا پر ایک سو کوڑوں کی سزا سنا دی۔ روزانہ دس کوڑے لگواتا جب بہت کوڑے لگ چکے اور حضرت امام ابوحنیفہ اپنی بات پر ڈٹے رہے تو بالآخر مجبور ہو کر انھیں چھوڑ دیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دنیاوی عزوجاہ کی کیا خواہش ہو سکتی تھی کیونکہ

درویش را کہ کنج قناعت مسلم است　　درویش نام دارد وسلطان عالم است

بنواُمیہ کے حکمران ہشام بن عبدالملک کے عہد سلطنت میں حضرت زید بن حضرت امام زین العابدین بن امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم نے دعویٰ خلافت کیا بہت سے لوگوں نے بیعت کر لی۔ مدائن، بصرہ، واسط، موصل، خراسان، جرجان کے علاوہ صرف کوفہ ہی کے پانچ ہزار شخص تھے مگر جب یوسف ثقفی لشکر لے کر اُن کے مدمقابل آیا تو سب لوگ بمعہ کوفی ماسوائے دوسو جانثاروں کے سب ساتھ چھوڑ گئے کیونکہ اُن کی سرشت میں ہی بے وفائی لکھی تھی۔ حضرت زید نے فرمایا "رَفَضُوْنَا الْیَوْمَ" اس دن سے رافضی کا لفظ نکلا۔ آپ ۱۵ صفر ۱۲۱ھ کو ایک تیر سے شہید ہو گئے۔ ساتھیوں نے خفیہ طور پر دفن کر دیا مگر یوسف ثقفی کو کسی طور پر پتہ چل گیا۔ اُس نے سر کاٹ کر ہشام بن عبدالملک کو بھیج دیا۔

شیعانِ علی علیہ السلام کے دو فرقے امامیہ اور زیدیہ بنوعباس کے اتنے ہی مخالف تھے جتنے بنواُمیہ کے۔ اُن کے نزدیک خلافت اور امامت کے مستحق صرف اور صرف حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی فاطمی اولاد تھی۔ اُن کے علاوہ جو شخص بھی خلافت و امامت کا دعویٰ کرے وہ ظالم اور غاصب ہے۔ عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کے عہد میں فرقہ امامیہ کے پیشرو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تھے اور فرقہ زیدیہ کی قیادت حضرت امام محمد بن عبداللہ جنھیں [illegible] اور زہد و تقویٰ کے باعث نفس زکیہ کہا جاتا تھا۔ بنواُمیہ کے آخری حکمران مروان ثانی کے عہد میں لوگوں جن میں

ابوالعباس سفاح اور منصور بھی شامل تھے نے آپ کی بیعت کر لی تھی۔مگر بنواُمیہ کی حکومت کے خاتمے کے بعد خلافت وحکومت ملنے پر دونوں نے بیعت سے انکار کر دیا۔

خلیفہ منصور نے اُن کے خلاف ایک لشکر بھیجا۔ بیشتر لوگ حضرت نفس زکیہ کا ساتھ چھوڑ گئے۔انھوں نے اپنے صرف چار سو (۴۰۰) ساتھیوں کے ساتھ لشکر کا مقابلہ کیا اور ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۵ھ کو شہید ہو گئے۔آپ کے بھائی حضرت ابراہیم کے ساتھ ایک لاکھ آدمی تھے۔خلیفہ منصور کے سردارِ لشکر عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج کی شکست قریب تھی کہ اچانک عین اُس وقت حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے حلق میں ایک تیر آ لگا۔اُن کو میدان جنگ سے باہر لے گئے۔اُن کے منظر سے ہٹنے سے اُن کی فوج بھاگ نکلی اور وہ خود شہید کر دیے گئے۔حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو نفس زکیہ کی بیعت کا فتویٰ دینے کی پاداش میں کوڑوں سے پٹوایا گیا۔اور عراق میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت ابراہیم کی حمایت کی پاداش میں خلیفہ منصور نے قید خانے میں ڈال دیا۔

وصال مبارک: سن ۱۴۶ھ میں عباسی خلیفہ منصور نے قاضی القضاۃ کے عہدہ کو قبول نہ کرنے کے بہانہ اور پاداش میں قید کر ڈالا تھا۔حضرت امام ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ قید خانہ میں بھی آپ سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔قید کے دوران آخر آپ کو زہر دے دی گئی جب زہر کا اثر محسوس ہوا تو سجدہ کیا اور اسی حالت میں ۲۸ رجب المرجب ۱۵۰ھ میں جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔کہتے ہیں قاضی شہر حسن بن عمارہ آپ کو غسل دے رہا تھا تو کہہ رہا تھا اے ابوحنیفہ واللہ تم سب سے فقیہ تھے۔عبادت گزار تھے سب سے بڑے زہد و تقویٰ کے مالک تھے تم میں تمام خوبیاں پائی جاتی تھیں۔

آپ کو اپنی وصیت کے مطابق خیزران کے مشرقی جانب سپرد خاک کر دیا گیا۔آپ کے جنازہ میں سارا شہر اُمڈ آیا تھا۔سلطان الپ ارسلان سلجوقی نے ۴۵۹ھ میں آپ کی قبر مبارک کے قریب ایک مدرسہ تعمیر کرایا جو مشہد ابی حنیفہ کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ نعمان بن ثابت کی ذات گرامی دستور اسلامی کے لیے ایک محور کی تھی اور تمام عبادات اور معاملات کو سمجھنے کے لیے روح کا درجہ رکھتی تھی۔امام اعظم نعمان بن ثابت کے اجتہاد سے اسلامی فقہ خوشبودار گھاس کی طرح اطراف عالم میں مہک اُٹھی۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ "جہاں میں اگر کسی ایک شخص کا حکم بھی تمہیں مزاج کے موافق مل جائے تو اُس کا دامن نہ چھوڑیو" قارئین! حضرت ابوبکر شبلی وہ اللہ کے ولی مردِ درویش ہیں کہ جن کے متعلق حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن خواب میں حضور ﷺ کو شبلی کی پیشانی پر بوسہ فرماتے دیکھا۔شبلی سے پوچھا کیا کرتے ہو عرض کیا شام کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھ کر آیت

"لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ

اللہُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ " تلاوت کرتا ہوں۔

حضرت امام یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ جب یہ زمانہ بیت جائے گا اور موجودہ بزرگانِ دین بھی وفات پا جائیں گے تو ایسے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے تاکہ سلامت رہیں۔ آپ نے جواب دیا روزانہ آٹھ ورق اُن کی گفتگو کے پڑھ لیا کرو۔

قارئین کرام! بظاہر تو امام ابوحنیفہ اس دار فانی سے کوچ فرما چکے ہیں مگر اُن کی تعلیمات فکر و آگہی کا ایک لازوال ذریعہ ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

اگر گیتی سر اسر باد گیرد چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد

یعنی ساری دنیا اندھیری اور طوفان کی لپیٹ میں آ جائے تب بھی اللہ ربّ العزت کے مقبول بندوں کا چراغ ہرگز نہیں بجھے گا۔ اُن کا کام اور نام ہمیشہ باقی رہے گا۔

ہمیں قرآن و حدیث کے علاوہ بزرگانِ دین، اکابرین اور علماء کرام کی کتابوں اور سیرت و کردار کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ ہمارا رُخ درست رہے عبادات قبول ہوں اور عاقبت سنور جائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

والسلام

خیر اندیش و دعاگو

پیر سید محمد ذوالفقار علی شاہ بخاری

اولیاء اللہ کا مقام و مرتبہ فضیلت اور کرامات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ وَالطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُکَرَّمِیْنَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ ؕ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ ؕ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ؕ

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ شَانِ حَبِیْبِهِمْ مُخْبِرًا وَّ اٰمِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ؕ

سب مل کر درود شریف پڑھیں: الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی آ لک واصحا بک یا حبیب اللہ۔

جناب علمائے کرام، خطیب صاحب بزرگو دوستو بھائیو اور بچو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

میں نے آپ کے سامنے آیت شریفہ تلاوت کی" اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ "یعنی خبردار بے شک بلاشبہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے ولیوں کو نہ کوئی خوف اور نہ کوئی غم ہے۔ اللہ رب العزت نے خبردار کہہ کر وارننگ دی ہے تنبیہ کی ہے کہ حدیث قدسی صحیح بخاری حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ" مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ "اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا جو میرے کسی دوست یعنی ولی اللہ سے دشمنی کرتا ہے میں اس کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ اس حدیث کی روشنی میں حضرت مولانا سید ابو بکر داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب" قربت کی راہیں "میں لکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ واجب التعظیم اور واجب الادب ہوتے ہیں۔ جو اولیاء اللہ کا نام ادب سے نہ لے اور روح کی گہرائیوں سے ان کی تعظیم بجا نہ لائے وہ بھی کوئی انسان ہے۔ اسے اصطبل میں باندھو" کالانعام بل اضل "

حلیۃ الاولیاء جلد ۳ صفحہ ۱۹۱ (بیروت) کی حدیث شریف میں ہے کہ" وَمَنْ خَافَ اللّٰهَ أَخَافَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْهُ کُلَّ شَیْءٍ، وَمَنْ لَمْ یَخَفِ اللّٰهَ أَخَافَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ کُلِّ شَیْءٍ "۔ یعنی جو اللہ سے ڈرتا ہے اُس سے ہر چیز ڈرے گی اور جو غیر اللہ (اللہ کے سوا دوسروں سے) ڈرے اللہ تعالیٰ اسے ہر چیز سے ڈرائے گا۔ لہٰذا اولیاء اللہ جو صرف اللہ سے ڈرتے ہیں اللہ کا ہر دم ذکر کرتے ہیں اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتے ہیں وہ احکام الٰہی پر عمل پیرا اور سنت رسول پر کاربند پھر انھیں نہ کسی کا خوف ہوتا ہے نہ غم پاس بھٹکتا ہے۔ کیونکہ وہ راضی برضا ہوتے ہیں۔ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔ کیونکہ الاسلام گردن نہادن ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مغل بادشاہ سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر شہنشاہ ہندوستان حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار لاہور میں مرجع خلائق ہے کے سلام کے لیے حاضر ہوا۔ اُس دن اتفاق سے اللہ کے ولی حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم سے کہہ رکھا تھا کہ آج کسی کو حجرہ کے اندر نہ آنے دینا۔ جب مغل بادشاہ نے اندر جانے کی خواہش کی تو دربان نے

روک دیا۔ تو اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے کہنے لگا جانتا نہیں میں شہنشاہ ہندوستان ہوں۔ دربان بھی کوئی عام خادم نہیں تھا کہنے لگا تو شہنشاہ سہی مگر میرے شہنشاہ کا حکم ہے کہ تو اندر نہیں جا سکتا۔ بادشاہ بھی بزرگوں اور اولیاء اللہ کا احترام کرنے والا تھا رُک گیا کہنے لگا اچھا ایک کاغذ لاؤ دربان نے ایک کاغذ کا ٹکڑا دے دیا۔ بادشاہ نے اُس پر درج ذیل شعر لکھا اور کہا اندر حضرت میاں میر کو پیش کر دو۔

ع در دُرویش را دربان نہ باید یعنی درویش کے دروازے پر دربان چوکیدار پہرے دار نہیں ہونا چاہیے۔

یعنی دروازے کھلے ہونے چاہیے تاکہ ہر کوئی طالب، سائل فیوض و برکات کے حصول کے لیے حاضر خدمت ہو سکے۔ دربان نے وہ کاغذ اندر لے جا کر حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کر دیا۔ انھوں نے اُس کی پشت پر بے دھڑک بلا خوف و خطر تحریر کر دیا

ع بباید تا سگ دنیا نیاید۔ یعنی دربان چاہیے تاکہ دنیا کا کتا نہ اندر آجائے۔

اُس وقت انھوں نے شہنشاہ ہندوستان کو اندر آنے کی اجازت نہ دیتے ہوئے دربان کو کہا وہ چٹ بادشاہ کو دے دے۔ اجازت نہ ملی تو شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر واپس لوٹ گیا۔ البتہ دوبارہ پھر کسی وقت بارگاہِ درویش میں رسائی ہوئی۔

علامہ جلال الدین محمد روم علیہ الرحمہ مثنوی معنوی دفتر اول میں بیان کردہ حدیث کی روشنی میں دبدۂ فاروقی کا واقعہ فارسی میں بیان کرتے ہیں:

بر عمر آمد ز قیصر یک رسول در مدینہ از بیابانِ نغول

لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بادشاہ روم کا سفیر جنگلوں بیابانوں کو عبور کرتا ہوا آیا۔ اُس نے بادشاہوں کی شان و شوکت دیکھی ہوئی تھی اس لیے

گفت کو قصر خلیفہ اے حشم تامن اسپ و رخت را آنجا کشم

اُس نے لوگوں سے پوچھا کہ خلیفہ کا محل کہاں ہے تاکہ میں اپنا سامان اور گھوڑا وہاں لے جاؤں۔ لوگوں نے اُسے کہا کہ اُن کے پاس کوئی بادشاہون جیسا محل نہیں ہے اُس کا محل ایسی جان ہے جو بہت زیادہ روشن ہے یعنی اپنے نورِ ایمان اور زہد و تقویٰ کے سبب وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی قدر و منزلت والے ہیں۔ اگرچہ اُن کی سلطنت کا دُور دُور دراز تک شہرہ اور مشہوری ہے لیکن اُن کا جھونپڑا فقیروں جیسا ہے۔ جب رومی سفیر نے یہ باتیں سنی تو اس کا شوق زیارت اور بڑھا اور دیوانوں کی طرح اُن کا پتہ پوچھتا پھرتا تھا۔ ایک عربی عورت نے اُسے دیکھ کر کہا کہ وہ دیکھو حضرت عمر فاروق۔ اُس کھجور کے درخت کے نیچے مٹی کے فرش پر لیٹے آرام کر رہے ہیں۔ استراحت فرما رہے ہیں۔ وہ اُس طرف گیا اور دیکھ کر تھر تھر کانپنے لگا۔ اور دُور ہی کھڑا ہو کر دل میں کہنے لگا میں بڑے بڑے بادشاہ کے پاس رہ چکا ہوں اُن کی ہیبت اور جلال مجھ پر طاری نہیں ہوا۔ شیر اور درندوں کے جنگل میں جا چکا ہوں مگر میرے چہرے کا رنگ کبھی نہیں بدلا اور پھیکا پڑا۔ جنگوں میں بہت سے لوگوں کو زخمی کیا اور خود زخمی ہوا میرا دل تو بہت قوی

طاقتور ہے مگر اس جگہ مجھ پر کیوں خوف طاری ہے حالانکہ یہ بغیر کسی ہتھیار کے زمین پر سوئے ہوئے ہیں۔ آخر وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ رعب و ہیبت حضرت عمر کی نہیں ہے اور نہ کسی مخلوق کی طرف سے ہے بلکہ یہ ہیبت اور دبدبہ من جانب اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمہ نصیحت کے طور پر ارشاد فرماتے ہیں کہ

ہر کہ ترسید از حق و تقویٰ گزید ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید

جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرے تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرے تو ایسے شخص سے دنیا کی ہر چیز حتیٰ کہ جنات اور انسان بھی اُس سے خوف کھائیں گے ڈریں گے اور اُسے کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اللہ اللہ!

نہ جنت کی خواہش نہ ڈر ہاویہ کا ہے آزاد سب سے گدائے محمد

صحیحین کی حدیث ہے: تین شخص اُمہات المؤمنین کے پاس آئے اور آپ ﷺ کی عبادت کا حال پوچھا جب انھیں حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی عبادت کے متعلق بتایا گیا تو اُن اشخاص نے اسے کم خیال کیا اور کہنے لگے ہم کہاں اور حضور ﷺ کا مقام اللہ نے اُن کے اگلے گناہوں کو بخش دیا ہے ان میں سے ایک نے کہا میں رات بھر نماز پڑھوں گا (عبادت کروں گا) اور سوؤں گا نہیں دوسرے نے کہا میں صائم الدہر ہو جاؤں گا اور کسی روز کا بھی ناغہ نہیں کروں گا۔ (یعنی کسی دن بھی روزہ نہیں چھوڑوں گا۔) تیسرے نے کہا میں زندگی بھر شادی نہیں کروں گا اور عورتوں سے الگ تھلگ رہوں گا اتنے میں سرکار دو عالم ﷺ تشریف لے آئے ان کی باتیں سن کر فرمایا

"أَمَا وَاللهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي"۔ (مسلم جلد اول صفحہ ۴۴۹)

فرمایا خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ کی خشیت اور تقویٰ رکھتا ہوں مگر میں روزے بھی رکھتا ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سو بھی رہتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں پر جو میری سنت سے روگرداں ہوا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ معلوم ہوا

محمد کی غلامی دینِ حق کی شرط اول ہے اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

سامعین کشف بھی ولایت کی دلیل نہیں اولیاء کرام کو کشف ہوتا ہے جو کشف کا انکار کرے وہ اندھا ہے۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۴۶ بحوالہ امام بیہقی میں درج ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر جنگ کے لیے بھیجا۔ حضرت ساریہ امیر لشکر تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے خطبہ دے رہے تھے کہ یکا یک زور سے فرمانے لگے یاساریۃ الجبل یاساریۃ الجبل یاساریۃ الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہو جاؤ۔ اس لشکر کا قاصد حضرت عمر کے پاس آیا اُس نے حضرت عمر کو بتایا اے امیر المؤمنین ہمیں دشمن سے شکست ہو رہی تھی کہ یکا یک ہمیں آواز سنائی دی یاساریۃ الجبل "فاسندنا ظھورنا بالجبل" پس ہم نے پہاڑ

سے ٹیک لگالی۔ جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور اللہ نے دشمن کو شکست سے دوچار کر دیا۔
مگر کشف صرف اولیاء اللہ کو ہی نہیں ہوتا۔ ابن صیاد ایک کاہن حضور ﷺ کے زمانہ میں تھا اس نے آپ ﷺ سے کہا آپ اپنے دل میں کوئی بات چھپائیں (سوچیں) میں بوجھوں گا۔ حضور سرور کائنات فخر موجودات نے اپنے جی میں سورۃ الدخان کا خیال کیا۔ اور ابن صیاد سے کہا ایک بات اپنے جی میں چھپالی ہے۔ ابن صیاد نے کہا "الدُّخ الدُّخ" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اخْسَأْ، فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ" تو رسوا ہوا اپنی حد سے آگے نہ بڑھ سکے گا۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۷) اور واقعی اس سے آگے کچھ نہ بتا سکا۔ معلوم ہوا کہ کثرتِ عبادت، ریاضتِ شاقہ ولایت کی دلیل نہیں ولایت کی کسوٹی فقط ایک ہے وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی اور اتباع۔
مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی ومعنوی میں فرماتے ہیں کہ

کاملاں از دُور نامت می بشنوند تابقدر تار و پودت در روند

اولیاء اللہ دور سے تیرا نام سنتے ہیں یہاں تک کہ تیرے تانا بانا کی گہرائی میں چلے ہیں یعنی تیرے رگ وریشہ تک سے آگاہ ہیں۔

بلکہ پیش از دادن تو سالہا دیدہ باشند ترا با حالہا

بلکہ پیدا ہونے وے سالوں پہلے تمہارے حالات کو ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں۔

حال تو دانند یک مُو بمُو زانکہ پر ہستند از اسرار ہو

وہ تمہارے حال سے ذرہ ذرہ آگاہ ہیں اس لیے کہ اُن کے اندر اسرار ربانی بھرے ہوتے ہیں۔
آقائے نامدار مدنی تاجدار محبوب ربّ کردگار سرکار ابد قرار احمد مختار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آل پاک سے اور امیر المؤمنین رأس المجاہدین امام المتقین محبوب محبوبِ ربّ العالمین منبع ولایت محور ومرکز جملہ سلاسل روحانیت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خُدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی اولاد سے اور شہید کربلا حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام اور سیدۃ النساء والعالمین طیبہ وطاہرہ لختِ جگر مصطفیٰ ﷺ خاتونِ جنت بتول زہراء حضرت فاطمۃ صلوٰۃ علیھا کی نسل پاک اور خانوادہ کے ایک چشم وچراغ حضرت امام نقی علیہ السلام اپنے والد کی شہادت کے وقت چھ سال کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے۔ عباسی خلیفہ نے ایک عالم کو چن کر کہا کہ تو حضرت امام نقی علیہ السلام کو جن کی عمر اُس وقت چھ سال کی تھی اُنھیں اپنا علم پڑھاؤ۔ وہ اُن کے پاس چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد خلیفہ نے اسے طلب کیا اور پوچھا تو نے اُس بچے کو اپنا علم پڑھا دیا وہ کہنے لگا خبردار اُسے بچہ نہ کہنا وہ تو میرے استاد ہیں جب میں نے اپنا علم پڑھانے کی کوشش کی تو انھوں نے میرا نام لے کر فرمایا خلیفہ نے تجھے اپنا علم پڑھانے کے لیے مقرر کیا ہے۔ سن ہم پڑھنے والے نہیں پڑھانے والے ہیں اور انھوں نے مجھے اپنا علم پڑھا دیا۔
بخاری شریف کی حدیث ہے مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۱۹۷ پر درج ہے

"وَمَا یَزَالُ عَبْدِی یَتَقَرَّبُ إِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّی أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِی یَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِی یُبْصِرُ بِهِ، وَیَدَهُ الَّتِی یَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِی یَمْشِی بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِی لَأُعْطِیَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِی لَأُعِیذَنَّهُ"

میرا بندہ نفل عبادت سے مسلسل میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے پھر ایک وقت آتا ہے کہ میرے ساتھ سنتا ہے میرے ساتھ دیکھتا ہے میرے ساتھ پکڑتا ہے میرے ساتھ چلتا ہے یعنی میری نصرت واعانت مددا سے حاصل ہوتی ہے جو میرا فضل وکرم اُس کے ساتھ شامل حال ہوتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے ضرور عطا کروں گا اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو ضرور اسے دوں گا۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ جو تاج وتخت چھوڑنے کے بعد دُرویشی اختیار کر چکے تھے ایک دن دریا کے کنارے بیٹھے گدڑی سی رہے تھے کہ اچانک ایک امیر آدمی جو پہلے آپ کا غلام رہ چکا تھا اُدھر آ نکلا آپ کو اپنا فقیری لباس سیتے ہوئے دیکھ کر اُسے بہت تعجب ہوا۔ دل ہی دل میں خیال کیا کہ ہفت اقلیم کی سلطنت اور دنیاوی بادشاہی چھوڑ کر اب فقیروں کی طرح بیٹھے اپنی گدڑی خود سی رہے ہیں آپ اس کے اس خیال سے آگاہ ہو گئے کیونکہ اولیاء مثل شیر کے ہیں اور لوگوں کا دل جنگل کی طرح ہے شیر جنگل کے درمیان پر پیچ راستوں اور نشیب وفراز سے کلی طور پر واقف ہوتا ہے۔ امیر کی آنکھیں کھولنے کے لیے حضرت ابراہیم ادھم نے سوئی کو دریا میں پھینک دیا پھر باآواز بلند فرمایا سوئی چاہیے یکا یک لاکھوں اللہ کی مچھلیاں منہ میں سونے کی سوئی لیے ہوئے سطح آب پر آ گئیں۔ آپ نے کہا یاالٰہی میں نے اپنی سوئی چاہی تھی ایک مچھلی حضرت کی سوئی منہ میں لیے آ نکلی۔

رُو بدو کردہ بگفتش اے امیر ملک دل بہ یا چناں ملک حقیر

آپ نے اس سے فرمایا کہ اے امیر دلوں پر حکومت سے بہتر ہے (جس کا میں بادشاہوں ہوں) یا دنیا کے حقیر ملک کی بادشاہت بہتر ہے۔ اللہ اللہ

درویش را کہ گنج قناعت مسلم است درویش نام دارد و سلطانِ عالم است

البتہ حدیث میں آتا ہے دعوۃ المظلوم مستجابۃ یعنی مظلوم کی دعا قبول کرتا ہوں اس لیے مرزا عبدالقادر بیدل نے کہا

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

مظلوم کی آہ سے ڈرو کہ جب وہ دعا کرتا ہے تو اُس کی قبولیت حق تعالیٰ کی بارگاہ سے استقبال کے لیے آتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے: "دعوۃ مضطر مستجابۃ" پریشان حال کی دعا کو شرف قبولیت حاصل ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ شیطان رجیم کو راندہ درگاہ فرمایا گیا تو اُس کی دعا اللہ رب العزت نے قبول فرما لی سورۂ اعراف ۱۳۔ ۱۵ میں ہے

"قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا یَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِیهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِینَ ﴿۱۳﴾ قَالَ أَنْظِرْنِی إِلَىٰ یَوْمِ یُبْعَثُونَ ﴿۱۴﴾ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِینَ ﴿۱۵﴾"

اللہ رب العزت نے فرمایا تم اپنے مقام سے گر گئے میری بارگاہ سے باہر ہو جاؤ تمہارا کیا کام کہ میرے سامنے اپنی اکڑ دکھاؤ جاؤ تم ذلیل ہوئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب فرشتوں سے کہا حضرت آدم کو سجدہ کرو" فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْس "سب فرشتوں نے سجدہ کر دیا حکم بجا لائے مگر ابلیس نے نہ کیا اس زعم اور غرور میں کہ میں آگ سے بنا ہوں اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے تخلیق ہوئے آگ مٹی سے افضل ہے۔تمام عہدے جاتے رہے اور راندۂ درگاہ ہوا۔

تکبر عزازیل را خوار کرد　　　بزندانِ لعنت گرفتار کرد

تو راندۂ درگاہ ہونے کے بعد اُس نے کہا مجھے قیامت تک مہلت دو یعنی میں زندہ رہوں تیرے نبی دنیا سے رخصت ہو جائیں تیرے ولی دنیا سے رخصت ہو جائیں اور میں زندہ رہوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مہلت دے دی۔

بات کچھ دور نکل گئی بات ہو رہی تھی بخاری شریف میں درج حدیث کی۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ" وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ "۔ جب میرا بندہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا ہے تو اُس کو محبوب بنا لیتا ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے" وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا "اللہ کے بندے رات گزار دیتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

رات پوے تے بے درداں نوں نیند پیاری آوے
تے درد منداں نوں یاد سجن دی سُتیاں آن جگاوے

آگے اللہ رب العزت فرماتے ہیں" كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ "پس میں اُس کی سماعت بن جاتا ہوں۔

قارئین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ سے آواز دیتے ہیں یا ساریۃ الجبل اور حضرت ساریہ میلوں دور میدان جنگ میں سن لیتے ہیں۔ قاصد نے آ کر بتایا آواز سننے کے بعد ہم نے پہاڑ سے ٹیک لگا لی اور اللہ نے دشمنوں کو شکست دے دی۔ مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ بیہقی درج ہے مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

کاملاں از دُور نامت بشنوند　　　تا بقدر تار و پودت در روند

یعنی ولی دور سے تیرا نام سنتے ہیں یہاں تک کہ تیرے تانا بانا کی گہرائی میں چلتے ہیں۔

آگے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے" وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ "آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ قصیدہ غوثیہ میں حضور غوث پاک محبوب سبحانی قطب ربانی سید عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں" نَظَرْتُ اِلٰى بِلَادِ اللهِ جَمِيْعًا كَخَرْدَلَةٍ حُكْمِ اتِّصَالٖ "یعنی میں اللہ کے شہروں کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے ہتھیلی پر رائی کا دانہ۔

حضرت امام فخر الدین رازی مصنف تفسیر کبیر کی بیان کردہ شرح حدیث کے مفہوم کے مطابق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی حدائق بخشش میں لکھتے ہیں:

بندہ قادر کا بھی قادر ہے عبدالقادر ۔۔۔ سر باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر

آگے حدیث قدسی میں ہے کہ "وَ لِسَانُہُ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ" یعنی اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے کلام کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مُرید کو کسی گورنر نے تنگ کیا تو آپ نے شہنشاہ ہندوستان کو لکھا

باز گیر ایں عامل بد گو ہرے ۔۔۔ ورنہ بخشم ملکِ تو بادیگرے

یعنی اس بدعمل گورنر کو اس سے ہٹادے روک دے ورنہ تیرا ملک کسی دوسرے کو دے دوں گا۔

نماز میں رکوع سجود میں تسبیح عاجزی کا اظہار ہے جس سے قربِ الٰہی نصیب ہوتا ہے۔

آگے حدیث میں ارشاد ربانی ہے "وَیَدَہُ الَّتِی یَبْطِشُ بِھَا" اور اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے۔ آگے فرمایا "وَ رِجْلَہُ الَّتِی یَمْشِی بِھَا" اور پاؤں بن جاتا ہوں جس سے چلتا ہے۔ پھر اس کی اپنی مرضی نہیں رہتی ادنیٰ سی مثال ہے کہ اگر کسی پر جن وارد ہو جائے تو جہاں وہ چاہے اسے لے جاتا ہے جن تو خالق کائنات اللہ رب العزت کی ہی پیدا کی ہوئی ایک مخلوق ہے۔

امام ابن تیمیہ الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان میں لکھتے ہیں

"وَ مِنْھُمْ مِنْ یَطِیْرُ بِہِ الْجِنی اِلٰی مَکَّۃَ اَوْ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ اَوْ غَیْرِھَا" (۲۹) یعنی ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنھیں جنات اڑا کر مکہ یا بیت المقدس یا ان کے علاوہ دوسری جگہوں پر لے جاتے ہیں۔

یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ بہت ضروری ہے کہ اس سب کے باوجود بندہ اللہ کا ایک بندہ ہی رہتا ہے۔ نعوذ باللہ خدا نہیں بن جاتا۔ اس پوری حدیث قدسی پر غور کریں تو بات سمجھ آجائے گی کہ سب کچھ اللہ بزرگ و برتر کی رضا اور عطا ہے اور اللہ کے بندے "وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا" کی وجہ سے قربِ الٰہی حاصل کرتے ہیں۔ حضرت میاں بخش رحمۃ اللہ کھڑی شریف ضلع جہلم فرماتے ہیں

پچھلی راتیں رحمت رب دی کرے بلند آوازہ ۔۔۔ بخشش منگن والیاں کارن کھلا اے دروازہ

حضرت شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خواہی کہ روی بردر آں دوست قلندر ۔۔۔ آں ہدیہ کہ مقبول شود عجز و نیاز است

اگر تو اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو جو ہدیہ بارگاہِ الٰہی میں قبول و منظور ہے وہ عجز وانکساری ہے نماز نوافل میں رکوع وسجود اور حمد وثناء میں عجز وانکساری کا اظہار ہوتا ہے۔

حضرت امام فخری الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "وَکَذٰلِکَ الْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَی الطَّاعَاتِ بَلَغَ اِلَی الْمَقَامِ الَّذِی

یَقُولُ اللہُ کُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا "یعنی جب بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو پھر اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اُس کی سماعت و بصارت ہو جاتا ہوں۔ "فَإِذَا صَارَ نُورُ جَلَالِ اللهِ سَمْعًا لَّهٗ سَمِعَ الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ" یعنی جب اللہ کا نور اُس بندے کے سننے کی صفت بن جاتا ہے وہ بندہ دور ونزدیک سے سننے لگ جاتا ہے۔ "وَإِذَا صَارَ ذٰلِكَ النُّوْرُ يَدًا لَّهٗ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِي الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِيدِ وَالْقَرِيبِ" پس جب اللہ کے جلال کا نور اُس کے ہاتھ بن جاتا ہے پھر کیا صورت اور کیا شان اُس بندے کی ہوتی ہے۔ اللہ اللہ پھر اُس اللہ کے بندہ کے لیے دور ونزدیک ہر جگہ تصرف کرنا آسان ہو جاتا ہے اور وہ تصرف پر قادر ہوتا ہے۔

اولیاء را ہست طاقت از الہ　　تیر جستہ باز می آرند زراہ

اولیاء کرام اللہ کے ولیوں کو اللہ کی طرف سے طاقت ہوتی ہے کہ وہ کمان سے نکلے ہوئی تیر کو راستے سے ہی واپس موڑ لیتے ہیں۔ مظہرِ صفت خدا جو ہو گئے۔ دنیاوی مثال سے یہ بات سمجھ آجائے گی۔ بجلی کا بلب ٹیوب قمقمے انرجی سیور میں جو روشنی ہے اس کی اپنی نہیں یہ مظہر ہیں اُس بجلی کے جو پاور ہاؤس سے آرہی ہے۔

پھر گفتہ گفتہ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم اللہ بود

پھر اُس کہا اللہ کا کہا ہوتا ہے اگرچہ وہ بات اللہ کے بندے ولی اللہ کی زبان سے نکلتی ہے۔

کہتے ہیں کہ مغل بادشاہ اولیاء اللہ کے بہت معتقد رہے ہیں۔ سلطان شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ اکثر اپنے بچوں کے ساتھ مشہور بزرگ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا ایک دفعہ یہ شہنشاہ ہندوستان اپنے بیٹوں کے ساتھ حاضر خدمت تھا کہ ایک غریب آدمی غالباً کمہار مٹی کی رکابی (پلیٹ، تھالی) میں کھیر لایا اور حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے بادشاہ اور شہزادوں کو جو اُس وقت مہمان کی حیثیت سے موجود تھے وہ کھیر والی رکابی انھیں پیش کر دی شہزادے آپ کی بزرگی کے احترام میں انکار تو نہ کر سکے بس تبرکاً چکھ لی مگر شہزادے محی الدین اورنگ زیب عالمگیر نے رکابی کی بقیہ تمام کھیر چٹ کر لی یہ دیکھ کر حضرت کی زبان سے بے اختیار نکال یہ ہندوستان کی بادشاہت لے گیا۔ بعد میں محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کے نام سے سریر آرائے سلطنت ہوا۔

مدینے کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر　　بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد کے غلام اکثر

حضرت مریم علیہا السلام اولیاء اللہ میں سے تھیں نبی یا رسول نہیں تھیں۔ قرآن پاک سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۷ میں ارشاد ہے "كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللهِ"

جب بھی حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم کے پاس آتے اُن کے پاس رزق پاتے حضرت زکریا نے پوچھا اے مریم یہ رزق تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے۔ حضرت مریم نے کہا یہ اللہ ہی کی طرف سے آتا ہے۔

قرآن پاک میں ملکہ بلقیس کے ایمان لانے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے تفسیر کنز الایمان میں ہے کہ قرآن پاک میں ملک سبا کی ملکہ بلقیس جو اسی گز لمبے چالیس گز چوڑے سونے چاندی کے جواہرات سے مرصع تخت پر تخت نشین تھی وہ اور اُس کی مجوسی رعایا سورج پرست تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے اللہ پر ایمان لانے اور اطاعت قبول کرنے کے لیے خط لکھا تو اُس نے سرداروں سے مشورہ کر کے کہ لڑائی میں تباہی و ذلت ہوتی ہے لہٰذا میں ہدیہ بھیجتی ہوں اگر وہ قبول کریں گے تو دنیاوی بادشاہ اور اگر قبول نہ کیا تو نبی ہوں گے وہ دین کے اتباع کے سوا راضی نہ ہوں گے۔ لہٰذا اس نے پانچ سو غلام پانچ سو کنیزیں بہترین لباس اور زیوروں کے ساتھ آراستہ کر کے زرنگار زینوں پر سوار کر کے بھیجے نیز پانچ سو سونے کی اینٹیں جواہرات سے مزین تاج اور مشک وعنبر اور ایک خط کے ساتھ ایک قاصد کے ساتھ روانہ کیا۔ ہدہد پرندے نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ خبر پہنچا دی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ سونے چاندی کی اینٹیں بنا کر نو فرسنگ کے میدان میں بچھا دی جائیں اور اس کے گرد سونے چاندی سے احاطہ کی دیوار بنا دیا جائے اور بر و بحر (خشکی و تری) کے جانور اور جنات کے بچے میدان (راستے) کے دائیں بائیں حاضر کیے جائیں۔ تا کہ قاصد مشاہدہ کرے جب قاصد بمع مال و اسباب حاضر ہوا تو فرمایا دنیا پر فخر کرتے ہو اور ایک دوسرے کے ہدیہ پر خوش ہوتے ہو مجھے نہ دنیا سے خوشی ہوتی ہے نہ اس کی حاجت۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا کثیر عطا فرمایا ہے کہ اوروں کو نہ دیا۔ باوجود اس کے دین اور نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے وفد کے امیر منضر بن عمرو سے فرمایا یہ ہدیے واپس لے جاؤ۔ اگر وہ مسلمان ہو کر حاضر نہ ہوئے تو ضرور ہم اُن پر وہ لشکر لائیں گے جن کی انھیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم اُن کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے یوں کہ وہ پست ہوں گے۔ (آیت نمبر ۲۷ پارہ ۱۹ سورۂ نمل)

جب قاصد ہدیے لے کر ملکہ بلقیس کے پاس واپس گئے اور تمام واقعات سنائے تو اُس نے کہا بے شک وہ نبی ہیں اور ہمیں اُن سے مقابلہ کی طاقت نہیں اور اُس نے اپنا تخت اپنے سات محلوں میں سے سب سے پچھلے محل میں محفوظ کر کے تمام دروازے مقفل کر دیے اور اُن پر پہرے دار مقرر کر دیے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت حاضر ہونے کا انتظام کیا تا کہ دیکھے آپ اس کو کیا حکم فرماتے ہیں اور ایک لشکر گراں (بڑا) لے کر آپ کی طرف روانہ ہوئی۔ جس میں بارہ ہزار نواب تھے اور ہر نواب کے ساتھ ہزاروں لشکری تھے۔

جب صرف ایک فرہنگ کا فاصلہ رہ گیا تو آیت نمبر ۲۸ میں ہے کہ "سلیمان علیہ السلام نے فرمایا درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اُس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔ آیت نمبر ۲۹۔ ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور حاضر کروں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں" اس سے آپ کا مدعا یہ تھا کہ اُسی کا تخت حاضر کر کے اس کو

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اپنی نبوت پر دلالت کرنے والا معجزہ دکھا دیں۔ بعضوں نے کہا ہے کہ آپ نے چاہا کہ اس کے آنے سے پہلے اس کی وضع بدل دیں اور اُس کی عقل کا امتحان فرما دیں کہ پہچان سکتی ہے کہ یا نہیں۔ اور آپ کا اجلاس صبح سے دوپہر تک ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا میں اسے جلد چاہتا ہوں۔

آیت نمبر ۴۰ میں ہے کہ "اُس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پلک مارنے سے پہلے (پلک جھپکنے سے پہلے) یعنی آپ کے وزیر آصف بن برخیا نے کہا جو اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جانتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا لاؤ حاضر کرو۔ آصف نے عرض کی آپ نبی ابن نبی ہیں اور جو رتبہ آپ کو بارگاہِ الٰہی میں حاصل ہے یہاں کس کو میسر ہے؟ آپ دعا کریں تو وہ آپ کے پاس ہی ہوگا تو آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو اور دعا کی اسی وقت تخت بلقیس زمین کے نیچے نیچے چل کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے قریب نمودار ہوا۔ سبحان اللہ۔"

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا　　　گو نشیند در حضور اولیاء

یعنی جو شخص اللہ کی ہمنشینی یعنی قرب کا خواہاں (چاہتا) ہے اسے کہو کہ وہ اولیاء اللہ کے حضور (صحبت) میں بیٹھا کرے۔ سامعین و حاضرین مختصراً بیان کرتا چلوں۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مرید ہونے کے لیے آئے مگر حجرہ کے باہر سے اٹھکیلی سوجھی اور ایک قطعہ لکھ کر اندر بھیجا کہ

تو آں شاہِ کہ برایوانِ قصرت　　　کبوتر گر نشیند باز گردد
فقیرے مستندے بر در آمد　　　بیاید اندروں یا باز گردد

یعنی آپ وہ (صاحب طاقت واختیار) بادشاہ ہیں کہ اگر آپ کے محل دولت کدہ پر معصوم کبوتر پرندہ بیٹھ جائے تو اسے باز (شاہین) کی طاقت وکمال حاصل ہو جاتا ہے۔ ایک حاجتمند فقیر آپ کے دروازے پر حاضر ہوا ہے وہ اندر آ جائے یا واپس لوٹ جائے۔ (یعنی نظر عنایت ہوگی تو حاضر ہو جاتا ہے ورنہ واپس چلا جاتا ہے)

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اُس پر تحریر فرمایا

بیاید اندروں مردِ حقیقت　　　کہ بامن یک نفس ہمزاد گردد
وگر ابلہ شود آں مردِ ناداں　　　بآں راہے کہ آمد باز گردد

یعنی وہ حقیقت شناس آدمی اندر آ جائے کہ میرا بھی ایک ہمزاد (ساتھی رازدان) ہو جائے۔ اور اگر وہ ناسمجھ پاگل ہو گیا ہے تو جس راستے سے وہ آیا ہے اُسی راستے سے واپس چلا جائے۔

الغرض حضرت امیر خسرو حاضر خدمت ہو کر فیض یاب ہو گئے۔ اور پھر جان و دل سے نثار ہونے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے۔

مشہور قصہ ہے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت امیر خسرو کسی لڑائی سے واپس آرہے تھے اثنائے راہ میں دیکھا ایک مفلوک الحال شخص جارہا ہے اُسے روکا اور فرمایا تجھ سے میرے مرشد کی خوشبو آرہی ہے۔ کیا تو دہلی گیا تھا۔ اُس نے کہا ہاں میں حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت میں حاضر ہوا تھا سن رکھا تھا کہ وہ بہت سخی ہیں ہر وقت لنگر چلتا ہے میں نے بھی سوال کردیا۔ شاید اس وقت اُن کے پاس کچھ نہیں تھا مگر حضرت نظام الدین نے تو مجھے یہ ٹوٹے ہوئے جوتے دیے ہیں۔ لوگ انھیں زری زر بخش کہتے ہیں فرمایا بیچے گا۔ اُس نے کہا یہ میرے کس کام کے بغل سے نکال کر پیش کردیے۔ حضرت امیر خسرو کے پاس ستر اونٹ مال و دولت کے لدے ساتھ تھے۔ آپ نے اونٹوں کی نکیل کی رسی اُس کے ہاتھ میں دے کر جوتے لے لیے اور مرشد کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت نظام الدین اولیاء نے فرمایا ارزاں (سستے) خرید لیے۔

اللہ کے بندے (اولیاء اللہ) اللہ کے حضور عاجزی اختیار کرتے ہیں اور مستجاب الدعوات بن جاتے ہیں پھر اُن کی دعائیں شرف قبولیت حاصل کرتی ہیں۔ اولیاء اللہ اعمال صالح اور نیکی کی تلقین کرتے ہیں اور اخلاق و کردار کو سنوارنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ عاقبت نیک ہو۔ حضرت شرف الدین بوعلی قلندر فرماتے ہیں کہ

خواہی کہ روی بر در آں دوست قلندر   آں ہدیہ کہ مقبول شود و نیاز است

یعنی اگر تو اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے وہ ہدیہ جو مقبول بارگاہ ایزدی ہے وہ عجز وانکساری ہے۔ نماز بھی عجز وانکساری کا ذریعہ ہے رکوع میں اللہ رب العزت کے حضور جھک کر سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سر رکھ کر بندہ کہتا ہے سبحان ربی الاعلیٰ۔ قصہ مختصر

صحبت صالح ترا صالح کند   صحبت طالع ترا طالع کند

اچھے کی صحبت تجھے اچھا بنادیتی ہے اور بُرے کی صحبت بُرا بنادیتی ہے۔

شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ مصنف گلستان و بوستان لکھتے ہیں کہ

گلے خوشبوئے در حمام روزے   رسید از دست محبوبے بدستم

ایک دن خوشبودار مٹی (صابن کی متبادل) میرے حمام (غسل خانے) میں میرے ایک محبت کرنے والے دوست کے ذریعے پہنچی۔

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری   کہ از بوئے دلآویزے تو مستم

میں نے اُسے کہا کہ تو مشک عنبر ہے یا کستوری کہ میں تیری دل لبھانے والی خوشبو سے مست ہوگیا ہوں۔

بگفتا من گلے نا چیز بودم   و لیکن مدتے با گل نشستم

اُس نے کہا کہ میں تو ایک ناچیز مٹی تھی لیکن کچھ عرصہ پھولوں کی صحبت میں رہی ہوں

جمال ہمنشیں در من اثر کرد   و لیکن من ہماں خاکم کہ ہستم

میرے ہمنشین نے مجھ پر اثر کر دیا اور خوشبو والی بن گئی ورنہ میں تو وہی مٹی ہوں۔
سامعین! یہ ہے نسبت کا کمال یہ صحبت کا اثر۔ نکتہ سمجھ تو گئے ہوں گے۔ اسی لیے مولانا روم نصیحت کرتے ہیں کہ

دُور شواز اختلاط یارِ بد   یارِ بد بد تر از مارِ بد

بُرے دوست کے میل میلاپ سے دور رہو کیونکہ بُرا دوست بُرے زہریلے سانپ سے بھی بُرا ہے۔

مارِ بد تنہا ہمیں برجاں زند   یار بد بر جان و ایمان می زند

زہریلا سانپ تو صرف جسم پر ہی ڈنگ مارتا ہے مگر بُرا دوست جسم اور ایمان (دونوں) پر حملہ آور ہوتا ہے۔
حدیث کی مشہور کتاب بخاری شریف کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ عزوجل میں رقم ہے۔ حدیث شریف ہے حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اہل ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں اور اگر انھیں کچھ لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے ملتے ہیں تو وہ اپنے ساتھیوں کو پکارتے ہیں آ جاؤ جس کی تمھیں تلاش تھی وہ مل گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر اُن سے اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے حالانکہ وہ خود اُن سے زیادہ جانتا ہے هُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ جو ہوا، میرے بندے کیا کہتے ہیں فرشتے جواب دیتے ہیں وہ تیری پاکی بیان کرتے ہیں تیری عظمت بیان کرتے ہیں۔ تیری حمد بیان کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اُن سے دریافت فرماتا ہے کیا اُنھوں نے مجھے دیکھا ہے وہ جواب دیتے ہیں اللہ کی قسم اُنھوں نے تجھے نہیں دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر انھوں نے مجھے دیکھا ہوتا تو اُن کی کیا حالت ہوتی۔ فرشتے کہتے ہیں اگر اُنھوں نے تجھے دیکھا ہوتا تو وہ تیری عبادت کرنے میں اور تیری عظمت بیان کرنے میں اور زیادہ شدت اختیار کرتے۔ تیری اور زیادہ تسبیح کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت کے طلبگار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان لوگوں نے جنت کو دیکھا لیا ہے فرشتے کہتے ہیں بخدا اُنھوں نے جنت کو نہیں دیکھا اگر انھوں نے جنت کو دیکھ لیا ہوتا تو اُن کی کیا کیفیت ہوتی۔ فرشتے کہتے ہیں اگر انھوں نے جنت کو دیکھ لیا ہوتا تو اُن کی خواہش کہیں زیادہ ہوتی وہ زیادہ شدت سے اس کے طلبگار ہوتے۔ اور انھیں اس کی رغبت اور زیادہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پوچھتا ہے کیا اُنھوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ انھوں نے جہنم کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے اگر انھوں نے جہنم کو دیکھا ہوتا تو اُن کی کیا حالت ہوتی۔ فرشتے کہتے ہیں اگر اُنھوں نے اسے دیکھ لیا ہوتا تو اس سے اور زیادہ بھاگتے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اچھا تم گواہ رہنا میں نے اُن کو بخش دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُس وقت ایک فرشتہ کہے گا ان میں فلاں فلاں آدمی بھی تھا۔ جو ان ذکر کرنے والوں میں شامل نہیں تھا بلکہ محض اپنے کام سے وہاں آ گیا تھا خدا تعالیٰ فرمائے گا یہ جب ہم نشین تھے اور ان کے ساتھ مجلس میں بیٹھنے والا ایک بھی بدنصیب نہیں رہے گا۔

سورۃ فاتحہ آیت ۴۔۶ "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ" یا اللہ ہم کو سیدھے راستہ پر چلا راستہ ان لوگوں کا جن پر تیرا انعام (احسان) ہوا یعنی اپنے مقبول بندوں کا راستہ، انبیاء کرام کا راستہ اہلبیت اطہار کا راستہ اولیاء کرام کا راستہ جو احکام الٰہی اور سنت رسول اللہ ﷺ کے عین مطابق ہے جس میں خیر و برکت نیکی اور بھلائی ہے قرآن پاک میں اچھوں (نیکوں) کے ساتھ کے متعلق کئی جگہوں پر اس بات کے لیے دعائیں آئی ہیں۔ مثال کے طور پر پارہ ۴ آل عمران آیت ۱۹۳ میں ہے:

"رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ"

اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں محو فرما دے اور ہماری موت اچھون کے ساتھ کر۔

پارہ ۱۳ سورۂ یوسف آیت نمبر ۱۰۱ میں ہے:

"فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ"

اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے تو ہی رفیق (ولی دوست) میرا دنیا اور آخرت میں اٹھانا مجھ کو مسلمان اور شامل کرنا مجھے نیکوں کے ساتھ۔

پارہ ۱۹ سورۂ فرقان آیت نمبر ۷۴ میں ہے:

"رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا"

اے رب ہمارے ہماری ازواج (بیویوں) اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور کر دے پرہیز گاروں کا مقتدا (اقتدا میں رہنے والا اُن کے مطابق عمل کرنے والا)

ترمذی شریف حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت ہے۔

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ"

یا اللہ کر دے مجھے توبہ کرنے والوں میں سے اور پاک صاف لوگوں میں سے۔

حاضرین و سامعین میں نے آپ کے سامنے شروع میں آیت شریفہ تلاوت کی تھی۔ "اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ"۔ (خبر دار بلاشبہ اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے نہ ہی غم) ولی کون ہے۔ معلوم ہوا نہ عبادت نہ دعا کی قبولیت نہ تصرف نہ کرامت ولایت کی دلیل ہے۔ اگر ہے تو صرف ولایت کی ایک دلیل وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی جو جتنا اُن کے قریب ہوا اپنی جان، مال اور اولاد سے زیادہ محبت کی ادب و احترام اور تعظیم کی احکام الٰہی پر کاربند رہا سنت رسول کی پیروی کی وہ اُتنا بڑا ولی ہوا۔ ولایت اور قرب کے تمام درجات اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت ہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ سورۃ النساء آیت ۶۹ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ "وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ

وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا " جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ بہت اچھے رفیق ہیں۔

مشہور واقعہ ہے کہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نیشا پور میں حضرت عثمان ہارونی کی بیعت کر کے خرقۂ خلافت لے کر روضۂ رسول اللہ ﷺ پر حاضر ہوئے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا تم معین الدین ہو جاؤ بیٹا ہندوستان کی سرزمین کو کفر سے پاک کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہے۔ آپ براستہ شام، عراق پہنچے حضور غوث پاک سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام و مرتبہ سیرت و کردار کا ان شاء اللہ کسی اور موقع پر تفصیل سے بیان کروں گا، سے ملاقات کی اور اپنے پہلے مرید حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ لاہور پہنچے وہاں حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر چلہ کاٹا۔ چلے کے بعد مشہور شعر فرمایا جو آج کل زبان زد عام ہے۔

؎ گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

پھر خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ دھلی پانی پت کرنال سے ہوتے ہوئے اجمیر جو اُس وقت کفر والحاد کا گڑھ تھا پہنچے۔ آپ کے قول و فعل، سیرت و کردار اور دین اسلام کی حقانیت جان کر لوگ صاحبِ ایمان ہونا شروع ہو گئے۔

اس وقت وہاں کا حاکم ہندو راجہ پرتھوی راج چوہان تھا اُسے بہت ناگوار گزرا اُس نے آپ کو تنگ کرنے کے بہت حربے آزمائے کہ آپ اجمیر چھوڑ جائیں مگر ناکام رہا۔ آخر اُس نے جادو ٹونے کا سہارا لیا۔ ہندوستان کے مشہور جادوگر جے پال کو بلایا جس کا دعویٰ تھا کہ کسی ماں نے اب تک وہ بیٹا جنا ہی نہیں جو میرا مقابلہ کر سکے۔ راجے نے انعام و اکرام کا وعدہ کر لیا۔ آپ نے اپنے خلیفہ حضرت قطب الدین کو حکم دیا اردگرد آیت الکرسی پڑھ کر حصار کھینچ دو۔ ان شاء اللہ جادو وغیرہ کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ اُس نے منتر وغیرہ پڑھا سانپ چلنے شروع ہو گئے مگر حصار کے پاس پہنچ کر مرتے گئے ناکام ہو کر پھر کچھ عمل کیا آگ کا مینہ برسنے لگ گیا۔ اردگرد درخت جل گئے مگر ایک چنگاڑی بھی حصار کے اندر نہ گئی پھر ہرن کی کھال پر بیٹھا اور ہندوؤں کو متاثر کرنے کے لیے ہوا میں اُڑنے لگا۔ لوگ عش عش کر اُٹھے۔ آپ نے یہ دیکھ کر اپنی لکڑی کی کھڑاواں کو فضا میں اُچھال دیا وہ اُڑ کے جے پال کے سر پر برسنے لگیں۔ وہ اللہ کے ولیوں کے حضور گستاخی کے نتیجہ اور حق و باطل کے فرق سے ناآشنا تھا۔ اسے احساس ہو گیا کہ اب میرا سر کچلا جائے گا۔ چیخ و پکار شروع کر دی اور منتیں شروع کر دیں کہ انھیں ہٹائیں آپ نے فرمایا پڑھ کلمہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" وہ کلمہ پڑھ کر قدموں میں آ گرا۔ کہتے ہیں حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند کے دست حق پرست پر ۹۵ لاکھ لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اللہ اللہ۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

قصہ مختصر اولیاء کی دل سے ادب اور تعظیم کریں وہ اللہ کے مقبول بندے ہیں۔ اُن پر اللہ کا فضل و کرم ہوتا ہے اُن کی صحبت اختیار

کریں گے توان شاءاللہ فیض یاب ہوں گے اور عاقبت سنور جائے گی۔ اُن کا مقام سمجھیں کسی صورت گستاخی نہ کریں۔

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہے ڈھوئی تے منزل مقصود نہ پہنچا باجھ ادب تھیں کوئی

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ باشد در نوشتن شیر و شِیر

بزرگوں کے معاملات کو اپنے اوپر قیاس مت کر اگرچہ شیر (درندہ) اور شِیر (دودھ) لکھنے میں یکساں ہیں یعنی ایک جیسے ہیں۔

جملہ مرداں زیں سبب گمراہ شد کم کسے ز ابدال حق آگاہ شُد

اسی سبب یعنی اپنے جیسے خیال کرنے سے دنیا کے بہت لوگوں گمراہ ہو گئے اور بہت کم لوگ اللہ کے محبوب بندوں یعنی اولیاء کرام سے آگاہ و واقف ہوئے۔

سامعین محتاط رہیں اللہ کے ولیوں کی شان میں گستاخی اور بے ادبی سے کہیں اللہ کی پکڑ میں نہ آجائیں۔ تنبیہ کیلئے بُخاری شریف میں درج حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیثِ قدسی دُہرا کر اپنا بیان ختم کرتا ہوں۔

"وَمَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ"

اللہ رب العزت عزوجل فرماتا ہے جو کوئی میرے ولی (دوست) سے عداوت (دشمنی) کرتا ہے میں اُس کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارا بیٹھنا، بیان کرنا اور سننا اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔ شکریہ۔ والسلام

اب صلوٰۃ وسلام کے لیے کھڑے ہو جائیں۔

محبوبِ سبحانی قطبِ زمانی
حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِهٖ الطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّاهِرِیْنَ وَ اَصْحَابِهِ الْمُکَرَّمِیْنَ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَ الْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۵ ط ، رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ کَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ط ، قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ شَانِ حَبِیْبِهِمْ مُخْبِرًا وَّ اٰمِرًا ط اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ط

سب مل کر درود شریف پڑھیں: الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ۔

معزز علمائے کرام، بزرگو، دوستو، بھائیو اور پیارے بچو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج مسجد ہذا میں گیارہویں شریف کے حوالے سے ختم شریف، لنگر کا انتظام کیا گیا ہے اور ساتھ ہی اس سلسلہ میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا ہے اور سرکار کائنات فخرِ موجودات ﷺ کی خدمت میں ہدیۂ نعت پیش کیا گیا اور گیارہویں شریف کے حوالے سے حضرت سید عبدالقادر جیلانی المعروف غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شعری صورت میں مناقب بیان کیے گئے۔

مناسب معلوم ہوتا کہ تفصیل سے اُن کا مقام و مرتبہ اور روحانیت بیان کی جائے۔

میں نے آپ کے سامنے سورۂ فاتحہ کی آیت "صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۵ "جس کا ترجمہ ہے۔ یا اللہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا جن پر تیرا انعام ہوا۔ وہ کون لوگ ہیں؟ وہ صحابہ کرام، اولیاء عظام اور حضور غوث پاک اولیاء کے سرخیل ہیڈ ہیں۔ دوسری آیت پارہ ۴ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸۳ "رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ کَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ "یعنی ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری بُرائیاں محو فرمادے ختم کردے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کردے۔ اور اچھوں میں سیدنا غوث اعظم بھی شامل ہیں۔

اب ہمہ تن گوش ہو کر توجہ سے سنیں تا کہ سُن کر حضور غوث اعظم کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوسکیں اور عمل پیرا ہو کر حقیقی معنوں میں مستفید ہوسکیں۔ حضرت سیدنا سید عبدالقادر جیلانی محبوبِ سبحانی قطب زمانی رحمۃ اللہ علیہ ۴۷۰ھ قصبہ جیلان میں عالم دنیا میں تشریف لائے۔ آپ کے والد کا نام حضرت ابو صالح نور الدین موسیٰ جنگی دوست تھا وہ سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ اُن کا سلسلۂ نسب بارہویں پشت میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی کی والدہ ماجدہ بی بی فاطمہ اُم الخیر آپ حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کربلا کی نسل سے تھیں آپکا سلسلہ نسب تیرہویں پشت میں حضرت علی علیہ السلام سے جاملتا ہے۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

؎ آں شاہ سرفراز غوث الثقلین است — دراصل صحیح النسلین ازطرفین است

؎ ازسوئے پدرتابہ حسن سلسلہ اوست — از جانب مادر دو در یا حسین است

کردار کی عظمت

آپ بچپن سے ہی صاحبِ کرداراور مادرزادولی اللہ تھے۔ کہتے ہیں جب تحصیل علم کے لیے گھر سے روانہ ہوئے تو والدہ نے زاد راہ خورد ونوش کے لیے چالیس اشرفیاں حفاظتاً آپ کی گدڑی میں پوستین میں سی دیں اور کہا بیٹا جھوٹ نہ بولنا۔ جس قافلے کے ساتھ آپ روانہ ہوئے ، اُسے اثنائے راہ میں ڈاکوؤں نے گھیر کر لوٹ لیا۔ جب سب کولوٹ چکے تو ڈاکوؤں کے سردار نے یونہی آپ سے پوچھ لیا اے لڑکے تیرے پاس بھی کچھ ہے۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کردار کی پختگی ملاحظہ کریں آپ نے اُس کی طرف دیکھا اور سچ سچ بتادیا کہ ہاں میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں جو گدڑی کے اندر سلی ہیں۔ اُس نے کہا بظاہر تو تیرے پاس کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ پھر تو نے چھپی ہوئی اشرفیوں کے متعلق کیوں انکشاف کیا۔ آپ نے فرمایا میری ماں نے چلتے ہوئے نصیحت کی تھی بیٹا جھوٹ نہ بولنا۔ بچے کی بات سن کر ڈاکوؤں کا سردار حیران وششدر، ہکا بکا رہ گیا کہ ایک بچہ اپنی ماں کا ایسا کہا مانتا ہے اور ہم ہیں کہ اپنے خالق اللہ تبارک وتعالیٰ کی مسلسل نافرمانی کرتے ہوئے ذرا نہیں جھجکتے اور شرماتے۔ سچ کی طاقت اور نظر کمال دیکھیں بمصداق اس شعری حقیقت کے کہ

؎ یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی — سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

اُس کے دل میں ایمان کی روشنی جگمگا اُٹھی کہا اے لڑکے تو نے میری آنکھیں کھول دیں۔ اُسے کیا خبر تھی کہ یہ کس عظیم گھرانے کا چشم و چراغ ہے بہرصورت اُس نے آئندہ چوری اور ڈاکہ زنی سے توبہ کر لی اور تمام قافلے والوں کا سامان واپس کر دیا اور اس فرمان عالیشان کی حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ "اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُھْلِکُ" سچ میں نجات اور جھوٹ میں ہلاکت ہے۔

؎ راستی سیدھی سڑک ہے اس پہ کچھ کھٹکا نہیں — آج تک کوئی بھی اس راہ پہ بھٹکا نہیں

خرقۂ خلافت کی عطائیگی

حضور غوث پاک حضرت ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں۔ اُنھوں نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا جو حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ سے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ہوتا ہوا اُن تک پہنچا۔ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے حضور غوث پاک کو حضرت ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے دستِ بیعت ہونے کے لیے راہبری فرمائی۔ آپ کا سلسلہ طریقت چودہ واسطوں سے حضرت علی علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ روحانی شجرہ شریف غوثیہ جو میری کتاب گلستانِ ولایت میں درج ہے اُس سے چند

اشعار واسطوں کے حوالے سے بیان کرتا ہوں جس کے توسل سے مریدین کو بھی دُعا کے لیے کہتے ہیں۔

یا الٰہی ذاتِ احمد مصطفیٰ کے واسطے ۔۔۔ مرتضیٰ حسن و حسین زین العبا کے واسطے

باقر و جعفر امام کاظم اور موسیٰ رضا ۔۔۔ خواجۂ معروف کرخی باخدا کے واسطے

سری سقطی و جنید اور شبلی آں عارف خُدا ۔۔۔ شیخ عبدالواحد آں اعلیٰ عُلیٰ کے واسطے

حضرتِ بو یوسف و بوالحسن اور حضرت بوسعید ۔۔۔ غوث اعظم پیرو مرشد راہنما کے واسطے

فیضانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

روایت ہے کہ معراج شریف کی رات جس رات کا قرآن پاک سورۂ بنی اسرائیل میں بیان ہے اُس بابرکت رات حضرت غوث پاک کی رُوح نے سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بُراق پر سوار ہونے کے موقع پر اپنی گردن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدم مبارک کے نیچے اس طرح دی کہ جیسے غلام اپنے آقا کو گھوڑے پر سوار کراتا ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تو کون ہے عرض کی آپ کی اولاد میں سے عبدالقادر کی روح ہوں۔ حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا "قَدَمِیْ عَلٰی رَقَبَتِكَ وَ قَدَمُكَ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللهِ "یعنی اے عبدالقادر میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام ولیوں کی گردن پر۔ کہو سبحان اللہ۔

امیر اہلسنت مجدد دین وملت اعلیحضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا ۔۔۔ اُونچے اُونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

ادب واحترام اولیاء اللہ

حضرت عبداللہ تمیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم تین یعنی میں، ابن سقا اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغداد کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے ایک دن ہمیں معلوم ہوا کہ شہر سے کچھ فاصلہ پر ایک اللہ کے ولی سکونت پذیر ہیں جنھیں لوگ غوث کہتے ہیں۔ ہمیں اُن کی زیارت کا شوق ہوا۔ ابن سقا کہنے لگا میں اُس غوث سے ایسا سوال کروں گا کہ وہ چکرا جائے گا اور میرے سوال کا جواب نہ دے سکے گا۔ میں نے کہا میں سوال تو سخت کروں گا دیکھوں اُس کا کیا جواب دیتا ہے۔ سید عبدالقادر جیلانی نے فرمایا تمہارے کلمات بے ادبی پر مبنی ہیں۔ میں اُن سے ایسا کوئی سوال نہیں کروں گا صرف یہ دیکھوں گا کہ مجھے اُن سے کتنا فیض نصیب ہوا ہے۔

مولانا روم مثنوی میں نصیحتاً فرماتے ہیں

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر ۔۔۔ گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

بزرگوں، نیک لوگوں (اولیاء کرام) کے معاملات کو اپنے اوپر قیاس مت کر یعنی اپنے جیسا مت سمجھ اگرچہ شیر (درندہ) اور شیر

(دودھ) لکھنے میں یکساں یعنی ایک جیسے لگتے ہیں مگر دونوں کی خاصیتیں الگ الگ ہیں۔

شیر آں باشد کہ مردم می خورد　　　شیر آں باشد کہ مردم را خورد

دودھ وہ ہے جسے آدمی پیتے ہیں اور شیر وہ درندہ ہے جو آدمیوں کو کھاتا ہے۔

جملہ آدم زیں سبب گمراہ شد　　　کم کسے ز ابدالِ حق آگاہ شد

اسی سبب یعنی اپنے جیسا سمجھنے سے بہت سے لوگ گمراہ ہو گئے۔ اور بہت کم لوگ اللہ کے محبوب بندوں (کے مقام سے) واقف ہوئے اور انھیں جان پائے۔

حال تو دانند یک یک مو بمو　　　زانکہ پُر ہستند از اسرار ہو

وہ یعنی ولی اللہ تمہارے حال سے ذرہ ذرہ آگاہ ہیں کیونکہ وہ اسرار (بھیدوں) ربانی سے پُر ہوتے ہیں۔

قصہ مختصر عبداللہ تمیمی کہتے ہیں کہ جب ہم تینوں وہاں پہنچے وہ بزرگ دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گئے پھر نمودار ہوئے۔ اور ابن سقا کی طرف غضبناک نگاہ سے دیکھ کر فرمایا اے ابن سقا خدا تیرا بھلا نہ کرے تو مجھ سے ایسا پوچھتا ہے جس کا جواب نہ آتا ہو سُن تیرا سوال یہ ہے اور اُس کا جواب یہ ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں تیرے جسم سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ پھر عبداللہ تمیمی کہتے ہیں کہ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا عبداللہ تیرا خیال ہے کہ میں تیرے سوال کا جواب نہ دے سکوں گا تیرا سوال یہ ہے اور اُس کا جواب یہ ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ دُنیا تیری گردن تک آ چکی ہے۔ پھر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن کو سینے سے لگایا اور فرمایا اے عبدالقادر تو نے ادب کی وجہ سے اللہ اور رسول کو راضی کر لیا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بغداد کے منبر پر بیٹھ کر وعظ کر رہا ہے اور لاکھوں انسان تیرے وعظ سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور تو کہہ رہا ہے۔

"قَدَمِیْ ھٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ" یعنی میرا قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہے۔

اور مجھے یہ بھی نظر آ رہا ہے کہ تمام اولیاء نے تیری بزرگی کے سامنے اپنی گردن کو جھکا لیا ہے وہ بزرگ (غوث) یہ فرما کر ہم سے پھر غائب ہو گئے۔ اس کے بعد پھر اُن کا کسی کو پتہ نہ چل سکا۔

گستاخی کا عبرتناک انجام

ابن سقا نے ہر علم میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ ساری دنیا میں اس کے علم کا چرچا ہوا۔ بڑے بڑے عالم مناظرے میں اُس سے شکست کھا گئے۔ اُس کی شہرت سن کر روم کے بادشاہ نے اپنے ملک کے تمام عیسائی عالموں پادریوں کو جمع کیا اور ابن سقا کو مناظرے کی دعوت دی۔ ابن سقا نے تمام پادریوں کو شکست فاش دی اور سب کو لاجواب کر دیا۔ بادشاہ روم اس صورت حال سے سخت پریشان ہو گیا۔ اچانک ابن سقا کی نظر بادشاہ کی حسین خوبصورت سُرخ و سفید جوان بیٹی پر پڑ گئی۔ وہ دل و جان سے

اُس پر عاشق و فریفتہ ہو گیا اُس نے بادشاہ سے کہا اس کا نکاح مجھ سے کر دے۔ بادشاہ نے کہا اس شرط پر نکاح کر سکتا ہوں کہ دین اسلام چھوڑ کر عیسائیت قبول کر لے۔ اُس پر عشق کا بھوت سوار تھا وہ بہک گیا فوراً دین اسلام کو خیر باد کہہ دیا اور مرتد ہو گیا۔ روم کے بادشاہ نے اپنی لڑکی کا نکاح اُس سے کر دیا یوں اُس بادشاہ کی ہار جیت میں بدل گئی۔ نکاح کے ساتھ ہی ابن سقا کے جسم میں کوڑھ کی بیماری پھیل گئی۔ بادشاہ نے اسے اٹھوا کر باہر پھینکوا دیا۔ جو آدمی اُس کے پاس سے گزرتا اُس پر لعنت بھیجتا تھا۔ لوگ کہتے ہیں یہ وہ آدمی ہے جس نے ایک ولی اللہ کی بے ادبی کی ہے۔ آخر ابن سقا اسی حالت میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔ "فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ" عبرت کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء کے ادب و احترام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

از خدا خواہیم توفیق ادب   بے ادب محروم گشت از فضل ربّ

یعنی ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں کیونکہ بے ادب اللہ رب العزت کے فضل و کرم اور رحمت سے محروم ہو گیا۔ استغفر اللہ۔

حدیث قدسی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے "مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ" یعنی جس نے میرے ولی سے عداوت (دشمنی) کی میں اسے جنگ کا چیلنج دیتا ہوں۔

عبداللہ تمیمی کہتے ہیں کہ تحصیل علم کے بعد مجھے سلطان نور الدین زنگی نے دمشق بلایا اور وزیر اوقاف بنا دیا۔ میں نے دیکھا دنیا میرے کانوں کی لو تک پہنچ گئی کہ میرے معاملہ میں بھی غوث کا کہنا درست ثابت ہوا۔ مگر میرا ایمان سلامت رہا کیونکہ میری بے ادبی ابن سقا سے کم تھی۔

ولیوں کی گردن پر قدم کا اعلان

عبداللہ تمیمی کہتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ بغداد کی جامع مسجد کے منبر پر کھڑے ہو کر فرما رہے ہیں۔ "قَدَمِیْ هٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" یعنی میرا قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہے۔

حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کے فرمان کی روشنی میں اُس غوث کی بصیرت کا عملی مظاہرہ چشم فلک نے دیکھ لیا۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان سن کر شیخ علی بن نصر ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے اُٹھ کر حضور غوث پاک کا قدم مبارک پکڑ کر عملی طور پر اپنی گردن پر رکھ لیا۔ دو ہزار اولیاء اللہ جو محفل میں موجود تھے سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں جن میں چاروں سلاسل قادری چشتی سہروردی نقشبندی سبھی شامل تھے۔ تین سو تیرہ جو اُس وقت دنیا میں موجود تھے نے بھی اپنی گردنیں جھکا دیں۔ حضرت غریب نواز سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے شہنشاہ بغداد کا اعلان سنتے ہی گردن جھکا دی اور فرمایا "لَا بَلْ رَأْسِیْ وَعَیْنِیْ" نہیں بلکہ میرے سر آنکھوں پر نیز فرمایا

پائے نبی شد تاج مسرت تاج ہمہ عالم شد قدمت

اقطاب جہاں شد پیش درت استادہ چوں پیش شاہ گداست

یعنی سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ ﷺ کا قدم مبارک حضور غوث پاک کے سر کا تاج بنا۔ اس لیے تمام جہاں کے تاج آپ کے قدم کے تحت آ گئے۔ اُن کی بارگاہ میں تمام قطب ایسے کھڑے ہوئے جیسے بادشاہ کے سامنے گدا (بھیک مانگنے والے) امیر ملت حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حدائق بخشش میں فرماتے ہیں چند اشعار پیش خدمت ہیں:

کوئی سالک یا واصل ہے یا غوث وہ کچھ بھی ہو تیرا سائل ہے یا غوث

کوئی کیا جانے تیرے سر کا رتبہ کہ تلوا تاج اہل دل ہے یا غوث

فیوض عالم اُمی سے تجھ پر عیاں ماضی و مستقبل ہے یا غوث

اور اپنے مشہور زمانہ سلام میں جو عموماً اہل سنت کی مساجد میں نماز جمعہ کے بعد پڑھا جاتا ہے میں فرماتے ہیں

جس کی منبر بنی گردن اولیاء اُس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

حضرات گرامی قدر! میں بندہ عاجز مسکین جو نہ ولی ہے نہ ولایت کا دعویٰ ہے اپنا سر جھکاتا ہے۔ میری گردن پر بھی آپ کا قدم مبارک ہو جائے۔ ادھر بھی قدم رنجہ فرمائیں۔ میں بھی آپ کے سلسلہ قادریہ کا ایک طالب ہوں۔

سرکارِ غوث اعظم نظر کرم خُدا را بر ایں مرید مسکین درماندہ بے سہارا

سامعین کرام! مولانا روم مثنوی دفتر اول میں لکھتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے میرے جانثار رفیق "کَیْفَ اَصْبَحْتَ" یعنی تم نے صبح کس حال میں کی۔ عرض کی "عَبْدًا مُؤْمِنًا" یعنی اس حال میں کہ اللہ کا بندہ اور مومن (ایمان والا) ہوں۔ حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ نے فرمایا اگر ایمان کے باغ کی کلیاں کھلی ہیں تو نشانیاں بتاؤ۔ عرض کی جس طرح مخلوق آسمان کو دیکھتی ہے اس طرح میں عرش کو عرشیوں (فرشتوں) کے ساتھ دیکھتا ہوں۔ آٹھوں جنتیں اور ساتوں دوزخیں میرے سامنے ایسے ہیں جیسے پجاری کے سامنے بت۔ جنتی اور دوزخی مجھ پر ایسے ظاہر ہیں جیسے آنکھ والے کے سامنے چیونٹی اور مچھلی۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ

من بگویم یا فرو بندم نفس لب گزیدش مصطفےٰ یعنی کہ بس

حضور ﷺ اجازت دیں تو بیان کروں یا حکم ہو تو خاموش ہو جاؤں۔ پیارے مصطفےٰ ﷺ نے فرمایا بس۔ (یعنی آگے بات نہ کرنا نہ بتانا)۔

سامعین کرام! مثنوی دفتر اول سے اولیاء اللہ کے علم کے متعلق کچھ بیان کرتا چلوں تاکہ آگے جو حضور غوث پاک کے بارے بتانا چاہتا ہوں سمجھ کر مکمل یقین پختہ ہو جائے۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک دن حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے

ساتھ جنگل کی سیر کو نکلے اچانک رے کے علاقہ خرقان کی طرف سے اُنھیں خوشبو محسوس ہوئی۔ آپ نے مریدین سے فرمایا اس طرف سے ایک دوست کی خوشبو آ رہی ہے اس دیہات میں ایک بہت بڑا بادشاہ پیدا ہونے والا ہے۔ اتنے سال بعد ایک ایسا بادشاہ پیدا ہوگا جو اپنی آرام گاہ آسمانوں پر بنائے گا کسی نے پوچھا اُن کا نام کیا ہے فرمایا اُن کا نام بوالحسن ہے پھر سر سے لے کر پاؤں تک پورا حلیہ بیان فرمایا۔

قد او وحد او و شکل او　　یک بیک وا گفت از گیسو و رُو

اُن کے قد اور حد (سراپا) اور شکل وصورت ایک ایک چیز بیان کر دی حتیٰ کہ چہرہ و بال تک۔ حضرت بایزید بسطامی کے وصال کے بعد جب وہ وقت اور تاریخ آئی حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔ مولانا فرماتے ہیں

لوح محفوظ است پیش اولیاء　　ازچہ محفوظ است محفوظ از خطا

لوح محفوظ اولیاء اللہ کی نظروں کے سامنے ہے۔ جو ہر غلطی سے محفوظ ہے۔

حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قطب زمانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ "میری آنکھیں لوح محفوظ پر لگی رہتی ہیں جتنے لوگ پھرتے ہیں میں اُنھیں جانتا ہوں کہ کون جنتی اور کون دوزخی ہے۔ میں اللہ کے علم کے سمندر میں غوطے مارتا رہتا ہوں۔ اگر میرے منہ میں شریعت کی لگام نہ ہو تو قیامت تک جو کچھ ہونے والا میں سب کچھ بتا دوں۔"

پیر جیلانی عارف کامل ولیاں وچہ یگانہ　　رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم شان شہانہ

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

غوث اعظم دلیل راہِ یقین　　بالیقین راہبرِ اکابرین

اُوست در اولیاء ممتاز　　چوں پیمبر در انبیاء ممتاز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "بے شک اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے لیے ہر صدی کے سر پر ایسا شخص مبعوث فرمائے گا جس سے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔"

عبادت وریاضت وتزکیۂ نفس

آقائے نامدار مدنی تاجدار محبوب رب کردگار سرکار ابد قرار احمد مختار سرور کائنات فخر موجودات حضور اکرم نورِ مجسم سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی آل پاک سے اور امیر المؤمنین رأس المجاہدین امام المتقین محبوب محبوبِ رب العالمین منبع ولایت جملہ روحانی سلاسل قادریہ چشتیہ سہروردیہ حتیٰ کہ نقشبندیہ کے محور و مرکز حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی نسل پاک اور سیدۃ النساء والعالمین خاتونِ جنت طیبہ طاہرہ لختِ جگر مصطفیٰ بتولِ زہراء سیدہ فاطمۃ صلوٰۃ اللہ علیہا کی اولاد

سے اور سیدنا حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے خانوادہ کے چشم و چراغ حضور غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب نومانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"میں نے پندرہ سال مسلسل اس طرح گزارے کہ ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر عشا اور فجر کے درمیان میں پورا قرآن ختم کرتا تھا۔ میں نے پچیس سال تک جنگلوں میں اس طرح عبادت کی کہ میرا جسم بھی میری روح بن گیا۔ میری غذا اللہ کا ذکر بن گئی میں سال سال تک کچھ نہیں کھاتا تھا۔ مجھے بھوک نہیں لگتی تھی۔"

حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اخبار الاخیار میں رقم طراز ہیں کہ حضرت غوث الاعظم نے عشاء کے وُضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔ اللہ اللہ! یہ ہیں اللہ والے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے "اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ" وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔ مؤمن بھی ہیں اور متقی بھی "لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ" بشارت ہے (خوشخبری ہے) واسطے اُن کے زندگی میں اور آخرت میں "لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰهِ" اللہ کی باتیں بدلتی نہیں۔ "ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ" اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ انہی لوگوں کے متعلق فرمایا ہے "اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ"۔ خبردار بے شک جو اللہ کے ولی ہیں اُن پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

مُردہ زندہ کرنا

سلسلۂ قادریہ کے بانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک عیسائی راہب آیا اور کہا کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مُردوں کو زندہ کیا ہے آپ بتائیں آپ کے نبی نے بھی کوئی مردہ زندہ کیا ہے۔ یہ اُس کی کم علمی کا نتیجہ تھا۔ یا خبث باطن کا شاخسانہ جو اُس نے ایسا سوال کیا۔ حضور غوث پاک نے اُسے یہ بتانے کی بجائے کہ مردے تو مُردے سرکار دو عالم ﷺ نے پتھر کی کنکریوں کو زندگی دی جنھوں نے بآواز بلند اللہ کی واحدانیت اور رسالت پر گواہی دی۔ کھجور کے سوکھے تنے (اُستن حنانہ) نے رو کر جدائی اور محبت کا اظہار کیا اور لکڑی کی چھڑی نے روشن ہو کر دو اشخاص کے راستوں کی راہنمائی فرمائی۔ ممکن ہے وہ کہتا مجھے علم نہیں یا ماننے سے انکار کر دیتا۔ اس لیے حضور غوث پاک نے آل رسول ﷺ ہونے اور اُس سراجاً منیراً کی کرن ہونے کے دعویٰ پر فرمایا کہ چل بتا میں تیرے سامنے عملی طور پر زندہ کر کے دکھاتا ہوں۔

وہ عیسائی آپ کو ایک بہت پرانی قبر پر لے گیا۔ اس خیال سے کہ اس مردے کا جسم گل سڑ کر مٹی ہو چکا ہو گا یہ کہاں سے زندہ کریں گے۔ اُسے اللہ رب العزت کے ولیوں کی طاقت کا کیا علم اور اندازہ۔ حضور غوث پاک نے باذن اللہ نہیں کہا ظاہر ہے وہ کہتا اللہ تبارک وتعالیٰ تو قادر مطلق ہے "اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" ہے۔ سوال تو رسول اللہ ﷺ کے متعلق اور رسالت کا مقام چیلنج کرنے سے تھا اس لیے آل رسول اللہ ﷺ جناب غوث اعظم کو اب جواب بھی اُسی نسبت سے دینا تھا کہ وہ تو ایک عظیم ہستی امام

الانبیاء ہیں اُس آفتاب کی کرن حدیث قدسی میں جو میں پہلے بیان کی ہے کے مطابق اپنی خداداد ودیعت کردہ کرامت سے ثابت کر کے دکھانا ہے۔ پس فرمایا "قُمْ بِاِذْنِیْ" یعنی میرے حکم سے اُٹھ کر کھڑا ہو جا۔ وہ قبر کسی ساز بجانے والے کی تھی وہ مُردہ اپنا ساز تھامے اُٹھ کھڑا ہوا۔

چلتے چلتے تھوڑی مزید وضاحت سمجھانے کے لیے کرتا چلوں کہ ایک آدمی جو کسرت ورزش بادام سردائی دودھ گوشت سے توانائی حاصل کرتا ہے اور پہلوان بن جاتا ہے رہتا تو آدمی ہی ہے مگر عام آدمی اور اُس میں بہت فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ اُس نے وہ طاقت ورزش محنت سردائی دودھ گوشت سے حاصل کی ہوتی ہے اُس حاصل کردہ توانائی کا اکھاڑے میں استعمال کرتا ہے اور عام آدمی اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ایسے ہی اللہ کے بندے (اولیاء اللہ) زہد وعبادت نوافل چلہ کشی سجداً وقیاماً اور قادر مطلق اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا سے اُس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے کہ بیان کردہ حدیث کی روشنی میں کہہ سکتے ہیں کہ مظہر صفت خدا ہو جاتے ہیں پھر

گفتۂ اُو گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

پھر اُس کا کہا اللہ کا کہا ہوتا ہے اگر چہ وہ بات اللہ کے بندہ کی زبان سے نکلی ہو۔

اللہ اللہ! جب حدیث قدسی کی رو سے اللہ رب العزت سماعت، بصارت، زبان اور ہاتھ پاؤں بن گیا پھر اپنا کیا رہ گیا۔ اللہ اللہ۔ کہہ تو نہ رہ اللہ ہی رہ فنافی اللہ کی منزل ہے۔ صرف دنیاوی مثال دیتا ہوں صرف سمجھانے کے لیے ورنہ چہ نسبت بعالم پاک۔ اگر کسی پر آسیب کا سایہ ہو جائے تو پھر اُس آدمی یا عورت کا اپنا عمل دخل ختم ہو جاتا ہے۔

امام ابن تیمیہ الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان میں لکھتے ہیں

"وَ مِنْهُمْ مِنْ يَطِيْرُبِهِ الْجِنى اِلٰى مَكَّةَ اَوْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ اَوْ غَيْرِهِمَا" (۷۹) یعنی ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنھیں جنات اڑا کر مکہ یا بیت المقدس یا ان کے علاوہ دوسری جگہوں پر لے جاتے ہیں۔

اللہ کے بندوں اور اللہ کے رسول ﷺ کی تو شان ہی الگ ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ کے متعلق تو قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى" وہ تو اپنی خواہش سے بولتے بھی نہیں۔ سوائے اس کے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ سبحان اللہ۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے کمالات دراصل خالق کائنات اللہ رب العزت کے کمالات ہیں۔ جو وحدہٗ لاشریک ہے۔ معبود حقیقی ہے ہر چیز پر قادر ہے۔ پالنے والا ہے تمام مخلوق کو پیدا کرنے والا ہے۔ اُس کے حبیب حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کے غلاموں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا یگی ودیعت کردہ خداداد طاقت کے سبب اک گونہ کمال حاصل ہو جاتا ہے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو ید بیضاء لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

چور کو ابدال بنانا

ایک واقعہ بہت مشہور ہے کہ ایک چور آپ کی قیمتی عبا دیکھ کر چپکے چپکے آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ جب آپ حجرے میں داخل ہوئے تو وہ بھی کسی طرح دبے پاؤں اندر داخل ہو گیا۔ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی عبا اُتار کر رکھی اور عباداتِ الٰہیہ میں مشغول ہو گئے چور نے خاموشی سے عبا اُٹھالی مگر اُسے نکلنے کا اب راستہ نہیں مل رہا تھا۔ دریں اثنا حضرت خضر علیہ السلام (بلیا بن ملکان) تشریف لائے۔ چور جلدی سے صف میں چھپ گیا۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے سرکار غوث الاعظم سے فرمایا فلاں علاقے کا ابدال انتقال کر گیا ہے اس علاقہ کے لیے ابدال لینے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا صبح کسی کو مقرر کر دیا جائے گا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اگر صبح تک وہ علاقہ غرق ہو گیا تو کون ذمہ دار ہو گا۔ حضور غوث پاک نے فرمایا اچھا ایک ابدال اندر ہماری صف میں لپٹا پڑا ہے اُسے لے جایئے۔ اللہ اللہ۔

ے جہیڑا غوث پاک دے دوارے بہہ گیا　　　چورسی اُو وہ بھاویں اولیائی لے گیا

حضرت خضر علیہ السلام نے وہاں جا کر فرمایا اے ابدال۔ چور نے کہا ابدال نہیں میں تو چور ہوں۔ فرمایا نہیں پہلے چور ہو گا اب غوث نے تجھے ابدال بنا دیا ہے۔ سبحان اللہ۔

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی　　　بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار کرامات زبان زد عام ہیں۔ ایک واقعہ تو کافی مشہور ہے کہ بارہ سال بعد ایک بوڑھی عورت کی آپ کی بارگاہ میں فریاد سے ڈوبی ہوئی بارات دریا سے سطح آب (پانی کی سطح) پر تر آئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمین سے تیل واپس کرانا

یہاں بات سمجھنے کے لیے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایک لونڈی تیل خرید کر کسی برتن میں مالکہ کے پاس جارہی تھی پاؤں کو ٹھوکر لگی تیل زمین پر گر گیا۔ اُس نے اس نقصان پر اپنی مالکہ سے سزا کے خوف کی وجہ سے رونا شروع کر دیا۔ اُدھر سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ پوچھا بیٹی کیوں رو رہی ہو؟ اُس نے سارا ماجرا بیان کیا کہ مالکہ بڑی جابر قسم کی عورت ہے اُس کی سزا کے ڈر سے پریشان ہوں۔ آپ نے اپنا عصا زمین پر مار کر تیل کی واپسی کا فرمایا۔ زمین کا چوسا ہوا تیل اُبل پڑا۔ لونڈی سے فرمایا بھر لے برتن۔

سنان راہب کا مسلمان ہونا

حضرت سید عبد القادر جیلانی کے فرزند حضرت عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی ہفتے میں تین وعظ فرماتے تھے۔ جمعہ، صبح کے وقت منگل کے دن شام اور اتوار کی صبح۔ خانقاہ میں ہزاروں کا مجمع ہوتا۔ ان مجالس میں بے شمار لوگ مسلمان ہوئے۔

یمن کے رہنے والے سنان راہب نے بیان کیا کہ جب مجھ کو مسلمان ہونے کا شوق ہوا تو میں نے پختہ ارادہ کیا کہ میں اُس کے ہاتھ پر مسلمان ہوں گا جو سب سے زیادہ متقی اور پرہیز گار ہوگا۔ خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے سنان بغداد میں جا کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مبارک ہاتھ پر اسلام قبول کرلو۔ کہ اس وقت وہ روئے زمین کے سب لوگوں سے افضل ہیں۔ اس طرح لاکھوں لوگ دین اسلام میں داخل ہوئے۔ جن میں عیسائی یہودی نصرانی شامل تھے۔ حتیٰ کہ ڈاکو، بداعتقاد، فسق وفجور میں مبتلا لوگ بھی راہ راست پر آئے۔

بندہ مسکین وحقیر نے حضور غوث پاک کی ایک منقبت لکھی ہے جو میری کتاب گلزار عطر بیز میں درج ہے چند بند پیش خدمت ہیں۔

کنبیا کفر سُن اسلام للکار کنیں پئی جدوں ایمان پکار
بت پرستی نوں سمجھ بےکار قدمیں لگے مشرک بنھ قطار
نسبت توں دی کر اختیار
بیڑی دین گے تیری تار

ارکانِ اسلام دی پڑھا ترتیب کڈھ دوئی کیتا رب قریب
پیار ہویا اُنہاں خدا حبیب پکڑ پلا جے ہے نصیب
نسبت توں دی کر اختیار
بیڑی دین گے تیری تار

مرید دا بھلا پسند بڑا ای مُن والا خور سند بڑا ای
مرتبہ اُنہاں دا بلند بڑا ای عام ولیوں دو چند بڑا ای
نسبت توں دی کر اختیار
بیڑی دین گے تیری تار

عام لوکی بھاویں وڈے سردار پئے پکارن غوث پاک سرکار
نصیحت من لا میرے یار فضول نہ کر توں بحث تکرار
نسبت توں دی کر اختیار
بیڑی دین گے تیری تار

نسبت جوڑ دے نال رسول توسل علی دے غوث مقبول
پھریں کدھر توں ہو ملول بیعت سنت اے پاک رسول
نسبت توں دی کر اختیار
بیڑی دین گے تیری تار

حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے گیارہ فرزند تھے۔ حضرت عبدالرزاق کو اپنے پاس رکھا تبلیغی شاخیں دنیا میں قائم کیں۔ اُن کی نگرانی اپنے فرزند عبدالجبار کے سپرد کی۔ باقی کو مختلف ممالک میں اشاعت دین کے لیے مامور فرمایا۔ اس لیے آپ کو محی الدین یعنی دین کو زندہ کرنے والا بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کے ایک صاحبزادے کا حیدر آباد سندھ کے شاہی قلعہ کے بالمقابل مرجع خلائق ہے۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے دو شہزادے سیدنا اسحاق نور عالم اور سیدنا یعقوب محبوب عالم الموسوم سخی ہو بہو موراں والی سرکار کا مزار کلر کہار جھیل کے اوپر پہاڑ پر لب سڑک جو چکوال کو جاتی ہے ایک ہی چھت کے نیچے واقع ہے مزار پر نصب کتبے کی تحریر کی مطابق اس علاقے کے چند مسلمانوں کا گروہ انبیاء کرام کے مزارات کی زیارت کرتا ہوا موصل و بصرہ سے ہوتا ہوا بغداد حاضر ہوا۔ حضرت سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ ہندو مرہٹے تنگ کرتے ہیں اور اسلامی عقائد و تعلیمات میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ تو دونوں صاحبزادے سینکڑوں علماء، صوفیاء، مبلغین اور مجاہدین کے ساتھ اِدھر تشریف لائے اور ساتھ آئے ہوئے بزرگوں بابا روڈیاں والی سرکار اور شاہ ولایت میراں کے مشوروں کے ساتھ تبلیغ و اصلاح کرنے لگے۔ ہندو مرہٹوں نے حملہ کر دیا اُنھیں شکست دی۔ کلر کہار میں جب ہارے ہوئے دشمن نے بڑا حملہ کیا مگر پسپا ہو کر دشمن بھاگا۔ اسی موقع پر نیچے جنگوالا کے میدان میں دونوں شہزادے شہید ہو گئے۔ اور اس بلند مقام پر دفن ہیں۔ اور آٹھ سو سال سے ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔ یہ بندہ بمعہ اہل و عیال شرف زیارت حاصل کر چکا ہے۔

آخر یہ اللہ کا ولی غوث الاعظم لوگوں کی عاقبت سنوارنے کے بعد جمادی الاول ۵۶۱ھ ۹۱ سال کی عمر میں وصال فرما گیا۔ کسی نے کیا خوبصورت قطعہ ولادت اور وصال رقم کیا ہے۔ پیدائشی "عاشق" تھا وفات کے وقت "کامل" ہو چکا تھا۔ عاشق کے حروف ابجد کے حساب سے اعداد سے سن ولادت ۴۷۰ اور لفظ کامل کے اعداد ۹۱ عمر مبارک کے سال۔ پس

۴۷۰+۹۱=۵۶۱ ہجری سال وصالِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ برآمد ہوا۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

والسلام
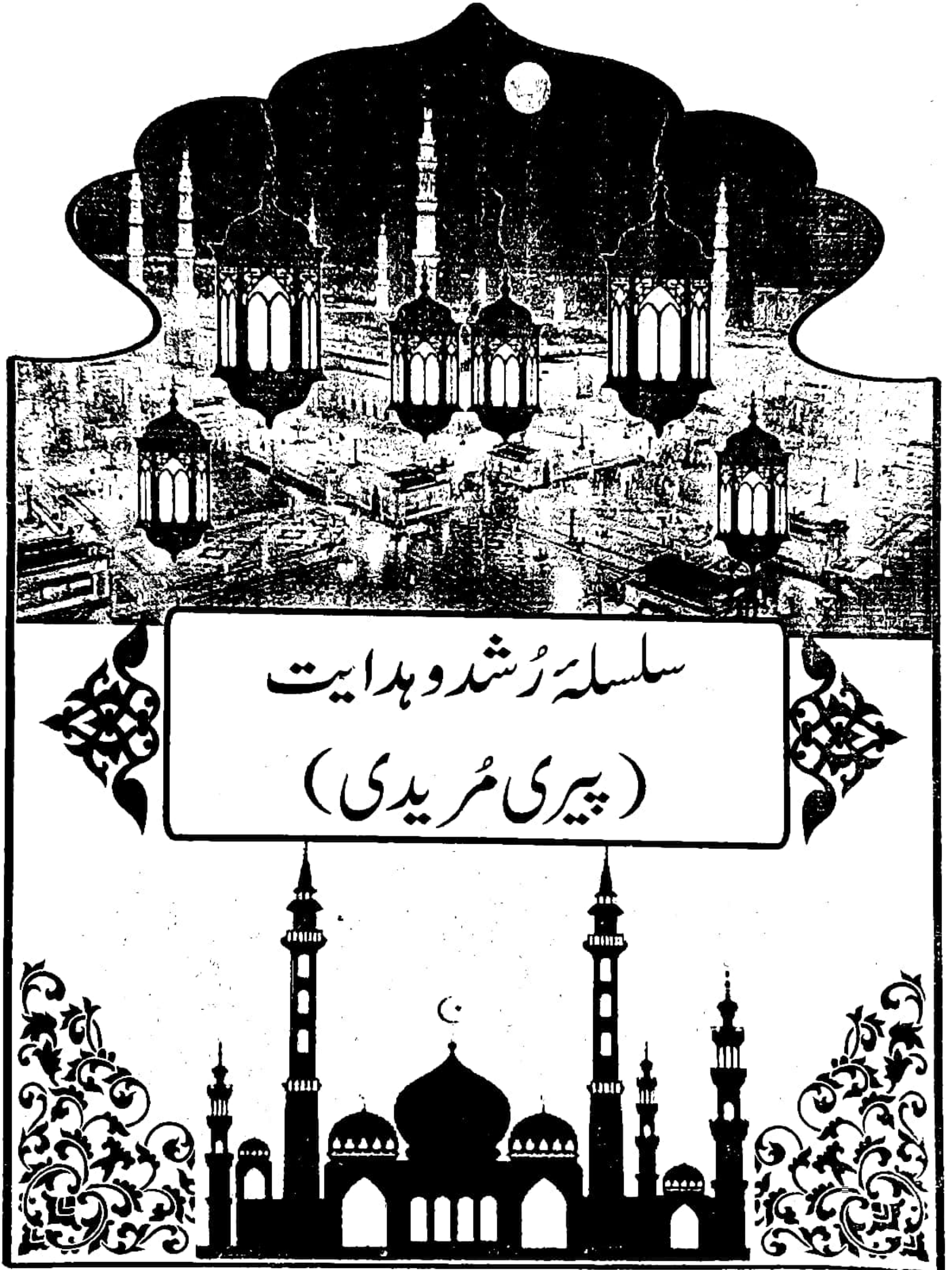
سلسلۂ رُشد وہدایت
(پیری مُریدی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَالطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ؕ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ، قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ شَانِ حَبِیْبِہِم مُخْبِرًا وَّ اٰمِرًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ؕ

سب مل کر درود شریف پڑھیں: الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ۔

معزز علمائے کرام، بزرگو، دوستو، بھائیو اور پیارے بچو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے آپ کے سامنے پارہ ۲۶ سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۱۰ تلاوت کی ہے۔"اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ" بے شک اے محبوب جو لوگ آپ کی بیعت کر رہے ہیں"اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ" بے شک وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں"یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ" اُن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔یعنی اے حبیب جو تیرا ہاتھ ہے وہ میرا ہاتھ ہے۔بیعتِ رضوان کے موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت شریفہ لے کر نازل ہوئے تھے اس سعادت سے سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بھی بہرہ ور ہیں۔اسی سے سلسلۂ بیعت کی ابتداء ہوئی۔

واقفِ اسرارِ شریعت دانائے رموزِ طریقت حضرت مولانا محمد جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ جنھیں شاعرِ مشرق حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اپنی تحریروں میں پیر رومی کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور جن کی مثنوی معنوی کے متعلق مشہور شعر زبان زد عام ہے۔

مثنوی و معنوی و مولوی — ہست قرآن در زبانِ پہلوی

وہ مثنوی دفتر اول میں رقم فرماتے ہیں

گفت پیغمبر علی را کہ اے علی — شیر حقی پہلوانے پُر ولی

پیغمبر خُدا آقائے نامدار مدنی تاجدار محبوب رُب کردگا سرکار ابد قرار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا کہ اے علی تم شیر خدا ایک جرأت مند بہادر پہلوان ہو۔

لیک بر شیری مکن اعتمید — اندر آور سایہ نخل اُمید

لیکن فقط اپنی بہادری پر اعتماد نہ کرنا بلکہ کسی درخت اُمید کے سایہ میں داخل ہو جاؤ

ہر کسے کہ طاعتے پیش آورند بہر قرب حضرت بے چوں وچند

جوکوئی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ جوزمان ومکان سے پاک ہے اُس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے۔

یا علی جملہ طاعاتِ راہ برگزیں تو سایۂ خاصِ اللہ

اے علی تم تمام اطاعتیں (احکام الٰہی کی پیروی) جو قربِ الٰہی کے لیے کرتے ہو (بجالاتے ہو) تو کامیابی حاصل کرنے کے لیے کسی خاص بندۂ خدا کا سایہ لے لو۔

توبرو درسایۂ عاقل گریز تا رہی زاں دشمنے پنہاں ستیز

تم جہاں جاؤ وہ کسی عاقل کے سایہ میں پناہ پکڑو تاکہ چھپے ہوئے دشمن یعنی نفس سے رہائی پاؤ اور پھر۔

چوں گرفتی پیر ہیں تسلیم شو ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رَو

جب تمہیں پیر مل جائے تو خبردار اُس کی نافرمانی نہ کرنا بلکہ اُس کا (حکم ماننا) غلام بن کر رہنا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے حکم پر چلتے تھے۔

پس تقرّب جو بدو سوئے اللہ سر مپیچ از طاعتے او ہیچ گاہ

پس اُس کے وسیلہ سے تم اللہ تعالیٰ کا قرب نزدیکی حاصل کرو اور کسی بھی وقت اُس کے حکم سے سرتابی نہ کرو۔

زاں کہ او ہر خار را گلشن کُند دیدہ ہائے کور را روشن کُند

کیونکہ وہ ہر کانٹے کو گلشن بنادیتا ہے اور اندھے کی چشم کو آنکھوں کو بینائی عطا کرتا ہے۔

دستگیر و بندۂ خاص اللہ طالباں را می بُرد پیش گاہ

وہ اللہ والا لوگوں کی دستگیری کرتا ہے اور طالبانِ حقیقی کو صدرِ مجلس یعنی قربِ الٰہی تک پہنچاتا ہے۔

گر بگویم تا قیامت نعت اُو ہیچ او را غایت مقطع مجو

اگر میں قیامت تک اُس کی تعریف کروں تو بھی اُس کی تعریف ختم نہ ہوگی۔

در بشر رو پوش شت است آفتاب فہم کن واللہ اعلم بالصواب

تمہارے سمجھنے کے لیے بس اتنا کافی ہے کہ وہ ایک روشن آفتاب ہے سراجاً منیراً ہے جو لباسِ بشری میں چھپا ہوا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔)

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا پیری مریدی کے سلسلے میں اتنا پُرمعنی کلام تھا کہ پڑھتا چلا گیا اُمید ہے سمجھ آگئی ہوگی۔ جو فارسی نہیں سمجھتے تھے اُن کے لیے ترجمہ بھی کرنا پڑا۔ یوں بات کو واضح کرنے میں کچھ زیادہ وقت لگ گیا۔ اُمید ہے سامعین جملہ

روحانی سلاسل قادری چشتی سہروردی حتیٰ کہ ایک خطاب میں ذکر کیا تھا کہ جب حضور غوث پاک سید عبدالقادر جیلانے رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد شریف مسجد کے منبر پر اعلان فرمایا کہ "قَدَمِیْ ھٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" کہ میرا یہ قدم تمام ولیوں کی گردن پر تو اُس وقت تمام سلسلوں کے اولیاء اللہ بشمول نقشبندی اولیاء کرام کے سب نے اپنا سر جھکا دیا۔ اس طرح اُن کے وسیلہ سے اُن کی نسبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے قائم ہوگئی۔ میں نے حضرت علی علیہ السلام کی شان میں ایک منقبت لکھی ہے چند بند پیش کرتا ہوں۔

حُب نبی شرط دین ایمان ، حُب علی مؤمناں پہچان
اہل سنت دی جان علی اے علی علی اے علی علی اے

قادری چشتی سہروردی نقشبندی بریلوی علماء نالے دیوبندی
مرشد منندے سب علی اے علی علی اے علی علی اے

فیض نبی تے فیض الٰہی دیوے ذوالفقار پیر آگاہی
نسبت مُریدا نال علی اے علی علی اے علی علی اے

امیر اہلسنت مجدد دین وملت حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حدائق بخشش میں رقم طراز ہیں

یا یداللہ یا قوی یا زورِ بازوئے نبی — من زپا اُفتادم اے دستِ خدا امداد کُن
اے تنت درراہ مولیٰ خاک وجانت عرش پاک — بوتراب اے خاکیاں را پیشوا امداد کن
اے عدوئے کفر ونصب وتفصیل وخروج — اے علوے سنت و دین ہدا امداد کُن

مولوی محمد قاسم نانا توی بانی دارالعلوم دیوبند اپنے شجرہ چشتیہ درج کتاب عنداللہ وصلوٰۃ الرسول صفحہ ۲۲۶ پر لکھتے ہیں

بحق شیر یزداں شاہ مرداں — دِر علمِ لُدنی فیضِ رحماں
بحق بحرِ رحمت منبعِ فیض — تجلی گاہِ یزداں مطلعِ فیض
بحق ِ علی بن ابی طالب کہ خورشید — بنورے خاک پائے اُو درخشید

آخری دعائیہ شعر کا مطلب ہے کہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے کہ سورج جن کے پاؤں کی خاک کے نور سے چمکتا ہے۔

سامعین کرام! روحانیت کے چار سلسلے ہیں سلسلہ کا مطلب ہے زنجیر عرف عام میں سنگل جس کی ایک کڑی دوسری سے جُڑی ہوتی ہے جو کسی بزرگ (پیر) کی بیعت کرتا ہے تو یوں سمجھ لیں کہ ایک کڑی اُس زنجیر میں پروئی گئی جس کا آخری سرا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے توسل سے حضور اکرم نورِ مجسم محبوبِ خدا محمد مصطفیٰ ﷺ تک پہنچتا ہے۔ جنھوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے

کر بیعت کی اور حضور ﷺ کے ہاتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا فرمایا ہے۔ یہ تو واضح ہوگیا کہ یہ زنجیر پیر حقیقی سے سرکارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ ﷺ تک پہنچتی ہے۔ لہٰذا مُرید اُن سب کے فیوض وبرکات سے اِن شاء اللہ فیضیاب ہوگا۔ یہاں خبردار کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ خدانخواستہ اگر اُس سلسلہ میں سے کسی ایک بزرگ کا نام یا سیدنا امام حسین علیہ السلام یا حضرت علی علیہ السلام کا نام نکال دیں یعنی انھیں نہ مانیں تو سمجھ لو زنجیر ٹوٹ گئی اور اُس مرید کا تعلق ٹوٹ گیا اور فیوض وبرکات سے محروم ہوگیا۔

روحانیت کے لیے مُرید ہونا بھی ضروری ہے مولانا روم نے مرشد پکڑنے کے لیے تاکیداً کہا ہے

یار باید راہ را تنہا مرو وز سرِ خود اندریں صحرا مشو

خبردار اس راہ میں ساتھی کے بغیر مت چلنا اور اپنی خودسری سے اس صحرا میں قدم ہرگز مت رکھنا۔ یعنی کسی پیر کی مریدی اختیار کر کیونکہ یہ سفر آفات وبلیات سے خوف اور خطر سے بھرا پڑا ہے۔

پیر را بگزیں کہ بے پیرایں سفر ہست پُر از آفت و خوف و خطر

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ضمن میں شروع میں بیان کردہ حدیث کی روشنی میں مولانا روم فرماتے ہیں کہ مرشد پکڑ یعنی کسی بزرگ کا مرید ہوجا کیونکہ بے پیر (آخرت) کا سفر آفات وبلیات اور خوف وخطر سے بھرا پڑا ہے۔ آگے ایک جگہ فرماتے ہیں:

ہر کہ تنہا تا دریں راہ را بُرید ہم بعونِ ہمت پیراں رسید

اگر کسی نے تنہا اس راہ کو مکمل کرلیا تو وہ بھی صرف پیروں کی باطنی توجہ کی مدد ہی سے منزل مقصود پر پہنچا۔

جناب امام بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی پنجابی کی کتاب بدیع الجمال میں لکھتے ہیں کہ

"اُطْلُبُوا الشَّیْخَ الْکَامِلَ" آیا وچ حدیث منکر جو کوئی ایس دا بد اعتقاد و خبیث
"کسے نہ کُٹھا نفس نوں باجھوں سایہ پیر کوہن والے نفس دا دامن محکم گیر
کر توں یاد خدا دا راہیں مرشد پاک مُرشد شرع رسول دی جس دے شرف افلاک
گمراہی توں ہٹ جا رستہ بھال خُدا مُرشد شرع دا، ربّ توں ناہیں کردہ جُدا

سامعین رُخ درست ہونے آخرت سنوارنے کے لیے پیر ممد ومعاون ثابت ہوتا ہے۔ پیر دین کی تعلیم دیتا ہے گناہوں سے بچنے کی ہدایت کرتا ہے نیک اعمال کرنے کا پرچار کرتا ہے۔ صراطِ مستقیم پر چلنے کی تلقین کرتا ہے۔ احکام الٰہی اور سنت نبوی کی پیروی پر عمل کے لیے نصیحت کرتا ہے۔ "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" یا اللہ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا سورۃ فاتحہ میں ہے "صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِم" راستہ اُن لوگوں کا جن پر تیرا انعام ہوا۔ پارہ نمبر ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۹۳ میں ہے "رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا

وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ "یعنی اے رب ہمارے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری بُرائیاں مٹا دے اور ہماری موت اچھوں (نیکوں) کے ساتھ کر۔

پارہ نمبر ۱۳ سورۂ یوسف آیت نمبر ۱۰۱ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ " اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ "اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے تو ہی رفیق ہے دنیا اور آخرت میں اُٹھانا (موت دینا) مجھ کو مسلمان اور شامل کرنا مجھے نیکوں کے ساتھ۔

ترمذی شریف کی حدیث اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ" یا اللہ کر دے مجھے توبہ کرنے والوں میں سے اور پاک صاف لوگوں میں سے۔

نیک پاک لوگ انبیاء کرام، صحابہ کرام، اولیاء عظام جو نیکی کی تعلیم دیتے ہیں خود عمل کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو برائی سے منع کرتے ہیں۔ اُن کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہوتا۔ یہی کام بزرگ اور پیرانِ عظام کا ہے۔ کتابوں کے پڑھنے سے اور علمائے کرام کی تقریروں سے اُتنا اثر نہیں ہوتا جتنا کسی پیر و مرشد کے فرمان سے ہوتا ہے۔ اگر وہ صدقِ دل سے مُرید ہو۔ علماء کرام کی تقریر اور وعظ سننے کے بعد جب لوگ مساجد سے باہر نکلتے ہیں تو دیکھا گیا ہے کہ مولوی صاحب کے خلاف باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ ظاہر ہے مولوی صاحبان بھی اسی معاشرہ کا حصہ ہیں۔ لوگوں کے درمیان رہتے ہیں۔ میل ملاپ ہوتا ہے لوگ اُن کے کردار و عمل سے جانکاری رکھتے ہیں۔ قول و فعل کے تضاد سے لوگوں کو تنقید کا بہانہ ملتا ہے۔

واعظاں کیں مسجد محراب و منبری کنند　　　چوں بخلوت میں روند آں کارِ دیگری کنند

یعنی وعظ (مولوی اور خطیب صاحبان کا مساجد کے منبر اور محراب میں جو کردار ہوتا ہے اور جو عمل کرنے کا کہتے ہیں مگر جب وہ اکیلے تنہائی میں جاتے ہیں تو اُس کے خلاف دوسرے کام کرتے ہیں جو اُن کے بیان کردہ پند و نصائح کے اُلٹ ہوتا ہے۔ مگر سارے ایسے نہیں ہوتے کہ اُن کے قول و فعل میں تضاد نظر آئے اکثر مولوی صاحبان مساجد میں تنخواہ دار ملازم ہوتے ہیں اُنھیں مسجد کمیٹی کے فیصلوں کے مطابق چلنا پڑتا ہے۔ اُن کی کچھ مجبوریاں بھی ہوتی ہیں مگر

ہے افسوس جے کر ہوندے گھر مُلاں دے دانے　　　کیویں چپ کرے نبی دا نائب دسے حکم ربانے

مگر اللہ کا ولی کسی سے اُمید نہیں رکھتا نہ مانگا کرتا ہے۔ لوگ خود اُس کی طرف رجوع کرتے ہیں طبیعت کا غنی ہوتا ہے۔ وہ حق بات کہنے سے نہیں گھبراتا کیونکہ

دُرویش را کہ کنج قناعت مسلم است　　　درویش نام دار د و سلطان عالم است

یعنی دُرویش جو فکر و فاقہ میں زندگی گزار رہا ہوتا ہے ظاہری طور پر تو بوریا نشین نام کا درویش ہے مگر وہ دنیا کا بادشاہ ہوتا ہے۔ اِس لیے معتقد اور مُرید کو بھی پیر و مرشد کا کہنا امر اور حکم کا درجہ رکھتا ہے جیسے طالب علم کو اُستاد کا کہنا حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ وہ اُن کا کہا مانتا

ہے عمل کرتا ہے سرتابی کا سوچتا بھی نہیں مُرید کو ایک تو مُرشد کے فیض و برکت سے دوسرے اُس کو ہمیشہ یہ ڈر اور خوف ہوتا ہے کہ اگر زبان سے غلط یا بُری بات نکالی یا کوئی ناپسندیدہ عمل کیا تو مُرشد کے سامنے شرمندگی کے ساتھ ساتھ ممکن ہے غیظ وغضب کا بھی سامنا کرنے پڑے گا۔ اُسے یہ احساس دامن گیر رہے گا اور وہ بُرائی سے بچ جائے گا۔ اور عاقبت خراب نہیں ہوگی۔ اُس کا دل چاہے گا پیر کے طریقہ پر عمل کروں جو عین احکام الٰہی اور سنت رسول کے مطابق ہوتا ہے۔ وہ پیرومرشد کے پند ونصائح غور سے سن کر عمل کی کوشش کرے گا۔ بُرائی سے منع کرنے اور ڈانٹ ڈپٹ ناگوار نہیں گزرے گی۔ حتیٰ کہ اپنی تند مزاجی کیوجہ سے ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دیتا ہو بلکہ اپنے گھر والوں کی عام سی بات بھی اپنے مزاج کے خلاف گوارا اور برداشت نہ کرتا ہو۔ یوں اُس کے حقیقی تابعداری کرنے سے مرشد کی نگاہ سے عاقبت سنورتی جائے گی۔ فیوض وبرکات سے بہرہ ور ہوگا اللہ غفور ورحیم کے فضل وکرم شاملِ حال ہوگا اور آخرت میں حضور نبی کریم ﷺ کی سنگت اور لواء الحمد کے سایہ سے ان شاء اللہ فیضیاب ہوگا۔ جب مرید ہو گیا تو مرشد کا اُمر ماننا ہوگا یاد رکھیں مرشد کبھی غیر شرعی حکم نہیں دیا کرتا مولانا روم علیہ الرحمہ نصیحتاً مرید ہونے والے کو فرماتے ہیں کہ

چوں گزیدی پیر نازک دل مباش ست و ریزیدہ چوں آب وگل مباش

کہ جب پیر یعنی مرشد کو پکڑ لیا یعنی مُریدی اختیار کر لی تو نازک دل مت ہو پھر سست آرام طلب آب وگل کی طرح گرا پڑا نہ رہنا بلکہ مستعد الخدمت ہو جانا۔

در بہر زخمے تو پر کینہ شوی پس کجا بے صیقل آئینہ شوی

اگر تو چھوٹے چھوٹے زخم (ڈانٹ ڈپٹ سختی) سے کینہ سے بھر جائے گا تو پھر کامیابی نہ ہوگی۔ کیونکہ بے صیقل (رگڑ کر چمکانے) کے تو صاف شفاف آئینہ نہیں بن سکے گا۔

سامعین وناظرین! پارہ ۱۹ سورۂ فرقان آیت نمبر ۷۴ میں ہے "رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا " یعنی اے ہمارے رب ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور کر دے پرہیز گاروں کا مقتدا یعنی پیشوا۔ اللہ اللہ! کیسے پرہیز گار اُن کا امام

کارِ مرداں روشنی و گرمی است کارِ دُوناں حیلہ و بے شرمی است

بزرگانِ دین کا کام عشق الٰہی کی حرارت اور دل میں روشنی پیدا کرنا ہے اور کمینوں کا کام حیلہ اور چلاکی وعیاری اور بے شرمی سے پیٹ پالنا ہے۔ جن کا مطمع نظر پیری مُریدی کے دھندے سے لوگوں کو لوٹنا اور روزگار کا ذریعہ بنانا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پرہیز گاروں کا پیشوا کیسا ہو۔ پیرومرشد ہونے کے لیے لازمی وضروری ہے کہ وہ نہ صرف دینی مسائل اور شرع سے واقف ہو بلکہ عمل پیرا بھی ہو۔ طرزِ زندگی شریعت کے مطابق ہو عبادت میں ریاکاری اور دھوکا نہ ہو اور مُرید کو بھی احکام الٰہی اور سنتِ رسول ﷺ کے سیدھے راستے پر چلنے کی ہدایت کرتا ہوتا کہ اُن کو اللہ تعالیٰ

کا قرب نصیب ہو اور آخرت و عاقبت نیک ہو۔

پیر اُوہ جو مُرید دا دلوں اُتار زنگار — دے وکھا مرید نوں رستہ رب غفار

پیر مرید کرتے وقت خصوصی طور پر گناہوں سے توبہ کرواتا ہے۔ آئندہ نہ دُہرانے کا عزم کرواتا ہے کیونکہ نبی کریم رؤف و رحیم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا شخص ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے اُس نے کبھی گناہ کیا نہ ہو۔ ایک دوسرے حدیث ابن ماجہ کی ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص استغفار (کرنے) کو لازم کرے اللہ تبارک و تعالیٰ اُسکا ہر غم دور کرے گا۔ اور اُسے ہر تکلیف سے نجات دے گا اور اُسے ایسی جگہ سے روزی دے گا جس طرف اس کا گمان بھی نہ گیا ہوگا۔"

ایک اور حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "جو شخص کہے لا الٰہ الا اللہ خالص دل سے داخل ہوگا جنت میں لوگوں نے پوچھا اخلاص کیا ہے فرمایا باز رہنا محرماتِ خدا سے"

سامعین خلوص نیت اصل چیز ہے۔ کیونکہ عمل کا انحصار نیت پر ہے۔ "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ" پھر اطاعت صحیح معنوں میں ہو تو بیڑا پار ہے۔ پیر بھی اپنے وعظ و نصیحت میں اسی بات پر زور دیا کرتے ہیں کہ آخرت میں مغفرت ہو اب پیر کا فرض ادا ہو گیا۔

اب مُرید پر منحصر ہے کہ ہدایت کا راستہ اختیار کرتا ہے یا نہیں۔ ہدایت تو اللہ کی طرف سے ہے ابو جہل (عمر بن ہشام) اور ابو لہب کی مثال ہمارے سامنے ہے جنھیں سرکار دو عالم ہادیٔ اعظم، نورِ مجسم حضور اکرم ﷺ کے نورانی رُخ انور کی زیارت بھی نصیب تھی پند و نصائح بھی سنے۔ مگر صاحب ایمان نہ ہوئے اور کفر کی حالت میں جہنم رسید ہوئے۔ اِس سے اور بڑی بدبختی کیا ہوگی۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مرید حقیقتاً وہ ہے جو پیر کی صحیح معنوں میں اطاعت سے اپنی زندگی میں تبدیلی لا کر عاقبت سنوارتا ہے۔ البتہ پیر بھی نیک بزرگ احکام الٰہی اور سنت رسول پر چلنے والا ہو اصلی ہو نقلی نہ ہو۔ پارسائی اور نیکی کا تاثر قائم کرنے کے لیے دکھلاوے کی عبادت نہ کرتا ہو نہ ایسی نماز ادا کرتا ہو کیونکہ ایسی نمازیں بارگاہِ ایزدی میں شرف قبولیت حاصل نہیں کرتیں بلکہ منہ پر ماردی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے عمل سے باز رکھے آمین۔ کیونکہ

لوکاں خاطر کم جو کوئی کرے وکھا — کجھ نہ بدلا اوس دا وچ درگاہِ خدا

آج کل پیروں کی ایک فوج ظفر موج پیدا ہو چکی ہے۔ اُن کی کئی اقسام ہیں۔ ایک اصلی ہیں ایک نقلی۔ ایک قسم تو وہ ہے جو سادات یا غیر سادات کے پیر گھرانے میں پیدا ہوئے اور بغیر اہلیت اور صلاحیت کے وراثتی طور پر پیر بن بیٹھے۔ سنتِ رسول ﷺ چہرے سے غائب یعنی داڑھی مُن بے پیرے بے نسبتے۔ داڑھی تو تمام مسلمانوں کو حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کی سنت کے مطابق رکھنی چاہیے اور جو پیر ہونے کا دعویٰ کرے اور لوگوں کا راہنما بنے وہ بے سنت ہو داڑھی مُن ہو۔ واللہ ایں چہ بوالعجبی است۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے مجوسی کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا

یہ لوگ مونچھوں کو بڑھاتے اور داڑھی کو مونڈھتے ہیں پس تم ان کی مخالفت کرو۔ (اخرج ابن حبان فی صحیحین ۸ / ۴۰۸) پس ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی مونچھوں کو کاٹتے تھے جیسے بکری یا اونٹ کے بال یا اُون۔

حدیث ہے حضرت ابن عمر راوی ہیں کہ "خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَفِّرُوا اللِّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ" (بخاری کتاب اللباس باب تعلیم الاظفار ۹۲۔۵۸؛ مسلم کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ ۲۵۹) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو اور مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو بڑھا کر پورا کرو۔ ہم اہلسنت کے نزدیک داڑھی کو بڑھا کر ایک مُشت کے برابر پوری کرنی چاہیے۔ ہاں میں کہہ رہا تھا کہ ایسے بہت سے وراثتی پیر تصوف سے ناواقف، علم سے بے بہرہ دیکھے گئے ہیں اور صورتِ حال کچھ یوں بھی دیکھا گیا ہے افسوس

زُہد و تقویٰ کی آڑ میں اکثر شُغل چنگ و رباب ہوتا ہے
حکمت و معرفت کے پردے میں دور صہبائے ناب ہوتا ہے

چلتے چلتے ایک وضاحت اور کرتا چلوں۔ اور آپ لوگوں کی توجہ کے لیے بیان کردوں کہ پیروں کے گھرانے میں پیدا ہونے والا ضروری نہیں کہ وہ پیر کہلانے کے اہل بھی ہو۔ مثال کے طور پر یہ ضروری نہیں کہ نبی کے گھر جنم لینے والا راہ ہدایت پر ہو۔ اور اُسے نبوت ودیعت ہو۔ پارہ ۱۲ سورۂ ہود آیت نمبر ۴۵ ترجمہ (اور جب نوح نے اپنے ربّ کو پکارا (عرض کی) اے میرے رب میرا بیٹا (کنعان) بھی تو میرے گھر والا ہے) تو سامعین جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا" اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں بے شک اس کے اعمال غیر صالح ہیں" نتیجتاً وہ طوفان میں ڈوب کر مر گیا۔ آج اُس کا کوئی نام لیوا نہیں۔

دوسری مثال دیتا ہوں پارہ ۱۲ سورۂ ہود ہی ہے آیت نمبر ۸۱۔ ترجمہ "فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا تم اپنے گھر والوں کو راتوں رات لے جاؤ اور تم میں کوئی پیٹھ پھیر کر نہ دیکھے سوائے تمہاری عورت کے" اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ" اسے بھی وہی پہنچنا ہے جو انھیں پہنچنا ہے۔ یعنی عذاب۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے قوم لوط علیہ السلام کے شہر جس طبقہ زمین پر تھے اس کے نیچے اپنا بازو ڈالا اور ان پانچوں شہروں کو جن میں سے سب بڑا صدوم تھا اور ان میں چار لاکھ آدمی بستے تھے۔ اتنا اونچا اُٹھایا کہ وہاں سے کتوں اور مرغیوں کی آوازیں آسمان تک پہنچنے لگیں اور اس آہستگی سے اُٹھایا کہ کسی برتن کا پانی نہ گرا اور کوئی سونے والا بیدار نہ ہوا اور پھر اُس بلندی سے اُوندھا کر کے پلٹا۔

سامعین ایک شہر توسیون شریف میں پیر بودلہ بہار کے دربار کے سامنے ٹیلے (پہاڑ) کی صورت اُلٹا نظر آتا ہے۔ پتہ نہیں اُس کے پیچھے کیا اصل کہانی ہے بہر صورت مقام عبرت ہے۔

اس سے سامعین ایک بات تو واضح ہوگئی کہ ضروری نہیں کہ پیروں کے گھرانہ میں پیدا ہونے والا چاہے وہ کسی ولی اللہ کی نسل سے

بیٹا بیوی بہن یا بیٹی ہی کیوں نہ ہو اور اہلیت بھی نہ ہو وہ پیر کہلانے کا مستحق نہیں۔۔اور پھر جس کا مطمع نظر سادہ لوح عوام اور وہ بھی جو شومئ قسمت کسی وجہ سے مرید بن گئے یا بنا لیے گئے انھیں ڈرا دھمکا کر، دعا بدعا، شعبدہ بازی اور غلط ملط اپنی کرامات سنا کر مال پیسہ بٹورنا ہو تو ذرا سوچیے اور فرصت کے اوقات میں مریدین غور ضرور کریں پھر ایسی ولایت اور پیری مریدی کیسی یہ ایک ڈھونگ رچایا ہوا نہیں تو اور کیا کہیں گے؟ اللہ معاف فرمائے۔ضرورت سے زیادہ مانگنا اور بات ہے اور ذریعہ روزگار بنانا اور بات ہے۔ بلا احتیاج سوال کرنے والے کا چہرہ آخرت میں زخمی چھلا ہوا ہوگا۔افسوس صد افسوس ایسے منگتوں اور حرص و ہوس کے متوالوں نے اصلی بزرگوں اور پیرانِ عظام اور اللہ کے ولیوں کو بدنام کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی اور لوگوں کو بلا تفریق سب پیروں کے خلاف باتیں بنانے کا موقع فراہم کیا ہے ایسے پیروں کو نہ خدا کا خوف ہے نہ شرم۔ایک پر معنی قطعہ سناتا ہوں۔

؎ دنیا کی جس کو شرم ہے مردِ شریف ہے ۔۔۔ جس کو خدا کی شرم ہے وہ ہے بزرگِ دین
فطرت کا وہ رذیل ہے دل کا کثیف ہے ۔۔۔ جس کو کسی کی شرم نہیں اُس کو کیا کہوں

نام نہاد پیروں کو نہ شریعت و طریقت کا کچھ علم نہ تصوف کی کچھ خبر نہ اہلیت نہ صلاحیت بس پیسے بٹورنے سے غرض۔ کہتے ہیں پتنگ نہ اڑائے، مرغ نہ لڑائے، روٹی تو کسی طور کما کھائے مچھندر سنیے پھر وہ کہتے ہیں علم اور چیز ہے اور ولایت اور چیز۔ واللہ کیا گمراہ کن اور بے ہودہ خیال ہے۔ پھر شومئ قسمت سے جو اُن کا مرید ہو گیا اُس کا کیا حال ہوگا امیرِ شریعت راہبرِ طریقت والد گرامی حضرت پیر سید محمد شریف شاہ صاحب بخاری نور اللہ مرقدہٗ جن کا مزار کوٹ خادم علی شاہ ساہیوال متصل جامع مسجد جمال مصطفیٰ ﷺ مرجع خلائق ہے فرماتے ہیں اللہ اللہ کیا خوبصورت نکتہ بیان فرمایا کہ

؎ سمجھن والی بات ہے جانن کس طرح ہو ۔۔۔ ایک تو اندھے آپ ہیں مرشد کی بندلو

اب سادہ لوح جو ایسے دنیادار نام نہاد علم سے بے بہرا پیر کے چنگل میں پھنس چکا ہے وہ پیر سے کیا حاصل کرے گا۔سوائے آخرت کی تباہی اور مالی نقصان کی صورت جو کبھی کبھار زبردستی بھی لی جاتی ہے۔ کہ اتنے پیسے دو ورنہ طرح طرح کی گیدڑ بھبھکیاں ڈرانا دھمکانا کیا اسے رشد و ہدایت کا سلسلہ کہیں گے یہ پیری مریدی نہیں سراسر عیاری و مکاری ہے بچ سکو تو عزیزو بچ جاؤ ایسے پیروں سے کنارہ کشی اختیار کرنا دنیا و آخرت دونوں کے لیے تمہارے حق میں بہتر ہے۔

سامعین ایک بات سمجھیں کہ ہر ولی عالم ضرور ہوا ہے مگر ہر عالم ضروری نہیں ولی بھی ہو۔ مولانا ابوالکلام آزاد جو کسی وقت ہندوستان کے صدر بھی رہے اپنی ایک کتاب جس کا نام فی الوقت ذہن سے نکل گیا ہے میں حضرت سرمد رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

مغل بادشاہ محی الدین اورنگزیب عالمگیر شہنشاہ ہندوستان کا دورِ حکومت تھا اُن کے وقت کے قاضئ شہر نے حضرت سرمد کی شہرت اور اُن کے پاس آنے جانے والوں کا تانتا بندھا اور ہر وقت لوگوں کا ایک جم غفیر دیکھا تو دل میں حسد کی آگ بھڑک اُٹھی کہ اتنا

بڑا عہدہ رکھنے کے باوجود لوگ اُس کی مجلس میں آنے کی بجائے حضرت سرمد کے پاس جاتے ہیں۔ دل میں اس خیال سے کہ وہ ایک بے علم جاہل اور پاگل سا مجذوب ہے اُس کا بھرم اور قلعی کھول جائے اور نیچا دکھایا جائے۔ تاکہ لوگ رخ پلٹ کر اُس کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ حضرت سرمد رحمۃ اللہ علیہ سے بحث مباحثہ کرنے جا پہنچا۔ اُس نادان کو کیا خبر کہ

خاکسارانِ جہاں را بہ حقارت منگر شاید کہ دریں گرد سوارے باشد

یعنی خاک نشینوں کو حقارت سے مت دیکھ ممکن ہے کہ اُس دھول میں کوئی سواری کرنے والا ہو۔ (ولی اللہ غالب آنے والا جوان مرد ہو) لہٰذا وہ قاضی شہر شکست سے دوچار ہوا نتیجۃً لاجواب ہو کر بے نیل و مرام واپس لوٹ گیا۔

خیر بات ہو رہی تھی علم کی۔ نام نہاد پیروں کا موقعہ کو سنبھالتے اور اپنی جاہلیت اور بے بسی چھپانے کے لیے ایسی باتیں کرنا شیوہ ہوا کرتا ہے۔ کہ علم اور چیز ہے اور ولایت اور۔ نہیں نہیں بے علم تو خدا کو بھی نہیں پہنچانتا چہ جائیکہ معرفتِ خداوندی کا بے بنیاد دعویٰ کرے آپ نے بھی یہ شعر ضرور پڑھا یا سنا ہوگا کہ

پئے علم چوں شمع باید گداخت کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

یعنی علم کے حصول کے لیے شمع کی طرح جلنا پگھلنا چاہیے (یعنی محنت کرنی چاہیے) کیونکہ بے علم خدا کو نہیں پہچان سکتا۔ کسی نے پنجابی میں کیا خوب کہا ہے:

باہجوں علموں ربّ دی ہندی نیں پہچان باہجوں علم انسان ہے ہو جاندا حیوان

حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے علم حاصل کرو چاہے چین جانا پڑے۔ حضور غوث پاک محبوب سبحانی قطب زمانی بانی سلسلہ قادریہ جن کے اعلان پر اولیاء کرام نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ حضور غوث پاک بیک وقت صاحب علم و معرفت اور کرامات اور ولی اللہ تھے۔ فرماتے ہیں "دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا" یعنی علم پڑھتے پڑھتے قطب بن گیا ہوں۔ سامعین کرام علم اور معرفت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ البتہ شیطانی علم سے پرہیز لازم ہے تاکہ ایمان کہیں نہ ضائع ہو جائے۔ جادو ٹونہ کرنے اور کرانے والا دونوں دین سے خارج ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم ایک پوشیدہ خزانہ ہے جس سے علمائے ربانی ہی واقف ہوتے ہیں جب وہ علم کی باتیں کرتیں ہیں تو مغرور انسان کے سوا کوئی انکار نہیں کرتا۔ حضرت ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب علم قلب تک پہنچتا ہے تو دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور وہ حق و باطل کو دیکھنے لگتا ہے۔ ہدایت و گمراہی کا فرق معلوم کر لیتا ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علم کا مقصود ہے پاکی عقل و خرد فقر کا مقصود ہے عفتِ قلب و نگاہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے "قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ" یعنی کہو کہ وہ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں

رکھتے (یعنی جہلا) برابر ہو سکتے ہیں؟ سورۂ نمل کی آیت ہے "وَقَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنْ کِتَابٍ" یعنی اُس شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ یہ آصف بن برخیا کے متعلق ہے جس نے ملک سبا کی ملکہ بلقیس کا تخت آنِ واحد (چشم زند) میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ غور کریں علم اور ولایت کا آپس میں کتنا تعلق ہے۔

حدیث شریف میں ہے "اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ، اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوا دِیْنَارًا وَلَا دِرْھَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ" انبیاء کرام دینار و درہم کا وارث نہیں بناتے بلکہ وہ علم کا وارث بناتے ہیں۔ اور علم والے اُن کے وارث ہیں۔

عالم تائیں ویکھ کے کہہ زبانوں خوب　　اس دا عالی مرتبہ میں عاجز مغلوب
نال علم شرف آدمی نہ ذاتوں نہ مال　　نال علم بے آدمی پاوے شرف کمال
زیارت کرنی عالماں پایا وچہ جہان　　ایویں اندر عاقبت پاون عالی شان

سامعین! بات طویل ہوگئی مگر حق بات سے آگاہ کرنا ضروری تھا کہ یہ کہنا کہ علم اور بات ہے اور ولایت اور۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ خوب وضاحت ہوگئی مقصد یہی تھا کہ ان نام نہاد پیروں ایسے کہنے والے پیروں کے چنگل سے معصوم خلق خدا بچ جائے اپنے مال اور ایمان کے نقصان سے محفوظ رہے۔ میں نے اپنے منظوم کلام المعروف گلزار عطر بیز میں "ایسے پیروں کی قلعی کھولی ہے۔ پند سود مند کے چند بند سنانا خلاف علت نہ ہوگا۔ عرض کیا ہے

ناں دی پیری ٹھگی ٹھاری　　علموں خالی تے عملوں عاری
مُرشد چُن کے پُختہ بندیا　　بہشتیں جاویں گا وڑ بندیا
اُنہاں بے سنت بے نسبتاں توں بھج　　لٹ غریباں خود کھاندے رج
اصل نقل دی پہچان کر بندیا　　بہشتیں جاویں گا وڑ بندیا
نا اہل پیراں توں اللہ دہائی　　دیویں اُنہاں نہ کدی پھڑائی
سلسلہ رشد دِتا بدنام کر بندیا　　بہشتیں جاویں گا وڑ بندیا
گل دساں تینوں میں دانائی　　ملے گی روشنی سمجھ جے آئی
رب سوہنے دل دھیان کر بندیا　　بہشتیں جاویں گا وڑ بندیا
کڈھ محبت غیر تے دولت دھن　　غلام سچا پیارے نبی دا بن
بخشوں شفاعت تیری کر بندیا　　بہشتیں جاویں گا وڑ بندیا
چھڈ کے ول فریب تے ڈھنگ　　رَل کے نیک لوکاں دے سنگ

منگ بخشش توبہ کر بندیا بہشتیں جاویں گا وڑ بندیا

سامعین کرام! تقسیم ہندو پاکستان کے بعد سادات کی بھی ایک نئی قسم پیدا ہوگئی ہے جو بمصداق

رُل گھل کے سید بن گئے آگے اماں دی مرضی پہلوں ہاسے جیم جولاہے پھر بنیا سے درزی

قبلہ دادا جان بزرگوار حضرت پیر سید معصوم علی شاہ بخاری مرحوم و مغفور رحمۃ اللہ علیہ جعلی سید بننے والوں کو ان جمی اولاد فرمایا کرتے تھے۔ اس ان جمی اولاد نے جب دیکھا کہ لوگ آل رسول کی بہت عزت اور خاطر و مدارت کرتے ہیں تعظیم بجالاتے ہیں تو سوائے ارائیں قوم کے بہت سی ذاتوں کے لوگ سید بن گئے۔ ہندوستان سے آئے اور یہاں کے لوگ آپس میں رل مل گئے کوئی کسی کو جانتا نہیں تھا تو ذاتیں بدل لیں تاکہ دال روٹی آسانی سے مل سکے۔ جب دیکھا کہ لوگ پیروں اور سیدوں کی تعظیم بجالاتے ہیں لذیذ کھانوں سے تواضع کرتے ہیں ریشمی بستر بچھاتے ہیں روپے پیسے کے علاوہ پہننے کے لیے اعلیٰ ترین کپڑے اور دیگر قسم کی اشیاء بھی پیش کرتے ہیں کیونکہ اس خطے میں بزرگانِ دین کی وجہ سے دین اسلام پھیلا تھا زیادہ لوگ اُن کی تعلیم اخلاق و کردار سے متاثر ہو کر ہندوؤں سکھوں وغیرہ سے اسلام لائے تھے۔ اس لیے اُن کی گھٹی میں عقیدت و احترام تھا۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے۔ اب یہاں پہچاننے والا کوئی نہیں سوچا کیوں نہ سید بن جائیں پھر کچھ نے مزید ترقی کر لی اور آگے بڑھ کر پیر بھی بن بیٹھے حالانکہ اصلی پیر ہونے کے لیے سید ہونا ضروری نہیں جس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو جائے البتہ جو بھی فیض یاب ہوا اسی گھرانے کی نسبت اور توسل سے ہوا۔ اس لیے آل رسول ہونے کے ناطے سادات کرام کو خصوصی طور پر امتیاز حاصل ہے۔ مگر اصل چیز اعمال صالح ہے جس سے مرتبہ کی بلندی طرۂ امتیاز ہوا کرتا ہے۔

آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ سیدوں اور پیروں کی ان جمی اولاد نے وہ گُل کھلائے کہ الامان کہ اخبارات میں شہ سرخیوں میں اُن کی اوچھی حرکات اور وارداتیں شائع ہوئیں۔ نام نہاد پیر کا بدمعاشی اور فحش حرکات میں پکڑے جانا مُرید کی لڑکی بیوی بہن بھگا لے جانا۔ پیسے زیورات دگنے کرنے کے بہانے لوٹ کر فرار ہو جانا دھوکہ دہی اور عجیب قسم کی کرتوتیں خلاف شرع گھناؤنی رسوم کا ایجاد کرنا شامل ہیں۔ کیا کیا نہ اُن کی کہانیاں پیروں کے کھاتے میں ڈال دی گئیں اور پیر کا لفظ اُن کی وجہ سے بدنام ہو گیا اور غیر مقلدوں کو طعن و تشنیع کا موقع ہاتھ آیا اور اصلی پیران عظام کے ناکردہ گناہ کی وجہ سے اُن کی ذات پر خواہ مخواہ حرف آیا۔ گارنٹی تو نہیں دی جاسکتی بندہ بشر ہونے کے ناطے انسان کسی وقت جذبات میں بہہ کر فحش حرکت کر سکتا ہے اور ہوس و لالچ میں اندھا بھی ہو سکتا ہے۔ مگر کوئی ایسی قبیح غیر شرعی اور غیر اخلاقی گراوٹ کا مظاہرہ کرنے پر پہلے خاندانی قسم کا سید اور اصلی پیر سو مرتبہ سوچے گا اُس کا ضمیر اُسے لازماً جھنجھوڑے گا کہ تیرا کیا مقام ہے۔ تیری پارسائی کا ایک بھرم ہے تو کس گھرانے کا چشم و چراغ ہے۔ تو تو لوگوں کو احکام الٰہی اور سنت رسولؐ پر عمل کی تلقین کرنے کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔ شیطان اُس پر غالب نہیں آئے گا۔ اور باز

رہے گا۔ بلکہ وہ کبھی ایسا سوچے گا بھی نہیں نصرت ایزدی اُس کے ساتھ ہوگی۔ان شاء اللہ۔ اُسے ہر وقت احساس رہے گا کہ اُس کی زبان سے کوئی غلط بات ادا نہ ہو جائے اُس سے کوئی غیر شرعی فعل سرزد نہ ہو جس سے اُس کی اپنی ذات پر حرف آئے نہ اُس کے خاندان اور بزرگوں کی عزت پامال ہو۔مگر جن کا گلا پچھلا کوئی ناموری نہ ہو اُنھیں نہ کسی کی شرم وحیا ہوتی ہے نہ بدنامی کا خوف و ڈر۔افسوس کا مقام ہے کچھ سیدوں اور پیروں کی اولاد اور صاحبزادگان بھی ماحول کا شکار دیکھے گئے ہیں۔اور وہ زمانے کی دست برد سے محفوظ نہیں رہے اس لیے نتیجہ کیا ہوا علامہ اقبال کے شعر کے مطابق

؎ گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا

اے آر وائی چینل کے مشہور ٹی وی اینکر سید اقرار الحسن نے ایسے نام نہاد وں شعبدہ بازوں،غیر شرعی عاملوں اور رسوم کو ایجاد کرنے والوں اور پیروں کا کچا چٹھا خوب کھولا ہے بلکہ بخیے اُدھیڑ کر رکھ دیئے۔غیر شرعی کام بند کروائے بلکہ انھیں پولیس کے حوالے کیا اور اُن کا مقدر قید ٹھہرا اور پابند سلاسل ہو گئے۔

ایک طبقہ نام نہاد ملنگوں کا بھی پایا جاتا ہے۔جنھوں نے درویشوں کا نام بدنام کر رکھا ہے۔ارکانِ اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں نماز کے متعلق پوچھو تو کہتے ہیں نہ نیتی نہ قضا کیتی۔کیا عجیب اور گمراہ کن منطق ہے۔یاد کریں حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام نے تہہ خنجر کربلا کی تپتی جھلسا دیتی ریت پر اپنی زندگی کا آخری سجدہ کر کے زندہ وجاوید ہو گئے۔آج کل کچھ ملنگ بھنگ یعنی بوٹی کا پیالہ چڑھا کر کہتے ہیں پی ساوی رب راضی (استغفر اللہ) افیون (افیم) کھائی چرس کا سوٹہ لگایا اور علی کا نعرہ لگایا اور سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ملنگ ہونے کا دعویٰ ہے۔نشہ کے حرام ہونے میں کیا شک ہے۔نعوذ باللہ۔یہ کیسی اقتداء اور محبت ہے حضرت علی علیہ السلام نے تو حرام سے منع فرمایا ہے اُن کا ایسا عمل تعلق تو کیا بلکہ مخالفت پر محمول کیا جائے گا۔ایک دوست نے حقہ کے متعلق بھی کسی کا ایک عجب شعر سنایا کہ

حقہ کشیدن دو نفل ثواب نہ رزق کی تنگی نہ قبر عذاب

استغفر اللہ۔ہنسی بھی آئی اور اس سمجھ بوجھ پر رونا بھی آیا بریں عقل و دانش بباید گریست ہے کوئی جوڑ۔پتہ تو جب چلے گا جب قیامت میں پیش ہوں گے پھر آٹا دال کا حساب معلوم ہوگا وہاں ایسے مقولے کام نہیں آئیں گے توبہ اور استغفار کرنی چاہیے۔

درباروں پر نظر آنے والے فقیر و فقراء میں کچھ معاشرے کے ٹھکرائے ہوئے لوگ کچھ بھوک اور افلاس کے مارے لوگ کچھ مجرم بھیس بدل کر بیٹھے ملیں گے کچھ اُن میں سے بعض توبہ تائب ہو کر زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔البتہ چند بوریا نشینوں میں خدا رسیدہ مرد بھی ہوتے ہیں جنھیں نہ مال وجاہ کی ہوس نہ دنیاوی کوئی حرص ولالچ۔

درویش را کہ کنج قناعت مسلم است درویش نام داد و سلطان عالم است

سب بوریا نشین کو غلط سمجھ کر گستاخی کرنا اور سب کا تمسخر مناسب نہیں کہیں نقصان نہ اٹھا بیٹھیں کیونکہ

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست   شاید کہ پلنگے خفتہ باشد

یعنی ہر جھنڈ کو خالی مت خیال کرو۔ ممکن ہے ان میں کوئی شیر چیتا سو رہا ہو۔

ایسے خرقہ پوش بوریا نشین تو روشنی کے مینار ہیں وہ ہدایت کرتے ہیں زندگیاں سنوارتے ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ احتیاط تو اُن پیشہ ور نام نہاد پیروں دولت کے پجاریوں سے کرنے کی ضرورت ہے جو مختلف ہتھکنڈوں سے لوٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شیطانی عملیات جن کا خاصہ ہے سادہ لوگ اور زیادہ تر ناقص العقل عورتیں اپنی ناجائز حاجات کے لیے ان کے چنگل میں پھنس کر دھن دولت اور حتیٰ کہ عصمت تک گنوا بیٹھتی ہیں مگر افسوس کہ اس کے باوجود سادہ لوح عوام اور لوگ بیوقوف بنتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے نام نہاد پیروں دھوکہ بازوں غنڈوں بدمعاشوں سے خلق خدا کو محفوظ فرمائے۔ مال و دولت کے پجاری دنیا کی ہوس اور طمع میں اس قدر اندھے ہو جاتے ہیں کہ عقل کام نہیں کرتی۔ نیک و بد، اچھے اور بُرے کام کی تمیز نہیں رہتی اور ظالم نفس اور شیطان کے بہکاوے میں آ کر سمجھتے ہیں کہ یہ درست ہے۔

بات بہت طویل اور کچھ دور نکل گئی۔ قصہ مختصر اولیاء اللہ کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہونا چاہیے اُن کی تعلیمات کردار و سیرت سے فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ اصل نقل کی پہچان بہت ضروری ہے کیونکہ

لباس خضر میں یاں رہزن بھی پھرتے ہیں   اگر دنیا میں جینا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

ظاہری پارسائی کے لبادے، شان و شوکت، لباس جبہ و دستار، شکل مومناں چرب زبانی سے متاثر ہونے کی بجائے حقیقت جاننے کی کوشش کریں پھر مرید ہوں یہ ضروری نہیں کہ روپ بہروپ سے دھوکہ نہ کھائیں مدتوں پہلے جو سر منڈا کے قلندر بن گیا ہر کہ سر بتراشد قلندری داند۔ ایک مجلس میں ایک فوجی چوہدری محمد شریف بن محمد حسین آرائیں چک نمبر 44/EB عارف والا کے داماد ہیں نے بتایا کہ اس کی کوئٹہ میں تعیناتی تھی فوجی علاقہ کی ایک مسجد کے خطیب بڑے متحمل مزاج شریں بیان تھے ہم اس یونٹ کی مسجد میں اُن کے پیچھے بڑے ذوق و شوق سے جمعہ کی نماز ادا کرنے جاتے عام فوجی اور کئی فوجی افسران ان کی پارسائی کے سبب پند و نصیحت سننے دو زانوں ہو کر بیٹھتے۔ اُن کی شخصیت سے متاثر ہو کر کچھ سادہ لوح اشخاص نے بیعت بھی اختیار کر لی۔ وہ کئی سال اُس مسجد کے امام و خطیب رہے اور بھرم قائم رہا۔ ایک دن ایک وائرلیس میسج پکڑا گیا۔ تحقیقات پر اُس کے ڈانڈے امام صاحب سے جا ملے۔ بہت حیرانگی ہوئی وہ ایک دشمن ملک کا جاسوس ہندو نکلا۔ الامان۔

واقفِ اسرار شریعت دانائے رموز طریقت حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ خلق خدا کو خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اے بسا ابلیس روئے آدم است　　　　پس بہر دستے نباید داد دست

یعنی بہت سے شیطان (صفت) انسان کی شکل دھارے ہوئے ہیں لہٰذا ہر کسی کے ہاتھ میں (بلا سوچے سمجھے ہاتھ نہیں دے دینا چاہیے) یعنی بیعت کرنی چاہیے۔ ایسے نام نہاد پیروں یا نااہل وراثتی طور پیر ہونے والوں جن کا پہلے تفصیل سے ذکر ہوا۔ پیری مریدی کرتے پھر رہے ہیں۔ اور اس شعبے کو منافع بخش کاروبار کے طور پر اپنایا ہوا ہے حالانکہ پیری مریدی کاروبار نہیں بلکہ رشد و ہدایت کا سلسلہ ہے۔ ایسے لوگوں کی چکنی چوپڑی باتوں خود بیان کردہ یا حواریوں کی بیان کردہ فرضی کرامات کے چرچے سے مرعوب و متاثر نہ ہوں کیونکہ تھوتھا چنا باجے گھنا مشہور کہاوت ہے۔ اگر آپ شومئے قسمت سے ایسے پیروں کے مرید ہو گئے تھے اور بعد میں اُن کے علم و معرفت کی حقیقت سامنے آگئی تو اُن کی بیعت توڑ کر کسی حقیقی پیر، اللہ کے ولی صاحب علم سے رشتہ جوڑ لیں تاکہ دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہونے سے بچ جائیں اور عاقبت سنور جائیں۔

ایسے لوگوں میں گناہ کا احساس ختم ہو گیا غیر شرعی طریقے اپنا کر سادہ لوح عوام کو لوٹنے کے عجیب و غریب ہتھکنڈے اپنانے سے گریز نہیں کرتے۔ شرم بھی نہیں آتی اُلٹا ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب بندہ ایک گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ داغ اُس کے دل پر پیدا ہوتا ہے۔ اگر اُس نے توبہ کی اور اُس کے دل کا آئینہ صاف اور روشن ہو جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اگر توبہ نہیں کرے گا تو گناہ کرنا دہراتا رہے گا تو آخر کار داغ لگتے لگتے پورا دل ہی سیاہ ہو جائے گا۔

افسوس ظالم ہوس و جاہ حرص و لالچ تو پھر کسی طور پر ختم ہی نہیں ہوتا۔ یہ بھی معلوم ہے اور روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ آخر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اس فانی دنیا سے خالی ہاتھ جانا ہے دنیا نے دیکھا کہ

سکندر جب آیا تھا تو کیا ساتھ لایا تھا　　　　تھے دونوں ہاتھ خالی باہر کفن سے نکلے

یہ شعر سکندر اعظم کے متعلق ہے جو یونان کے شہر مقدونیہ سے دنیا فتح کرنے نکلا اور فتوحات کرتا ہوا ہندوستان کے راجے مہاراجوں جن میں ٹیکسلا کے راجہ امبھی اور راجہ پورس کو شکست دے کر آخر موت کے ہاتھوں شکست کھا کر واپس لے جایا گیا۔ کہتے ہیں پاکستان کے علاقہ کافرستان میں آباد لوگ اسی کی فوج کے لوگ ہیں۔

سامعین! موت کے بعد مال اور اولاد سب پیچھے رہ جائیں گے اور پھر اکیلے ہی بھگتنا پڑے گا۔ کیفیت کچھ ایسے ہی ہوگی پھر زبان حال سے کہیں گے۔

دبا کے قبر میں سب، چل دیے دعا نہ سلام ذرا سی دیر میں کیا ہو گیا زمانے کو

ع اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

سب مال و متاع غیروں کا ہو جائے گا۔ حتی کہ وہ اولاد بھی جس کے لیے انھوں نے سب پاپڑ بیلے۔ حرام وحلال کی پرواہ نہ کی مشاہدہ ہے کہ ایسے لوگوں کی اولاد جن کی تربیت ہی غلط ہوئی انھیں ایصالِ ثواب کا خیال بھی نہیں آتا وہ بھی اسی ڈگر پر چل پڑتے ہیں جو وراثت میں ملا۔ وہ وہی راستہ اختیار کر لیتے ہیں جو باپ دادا کرتے تھے۔

ضروری تو نہیں مگر ایک کہاوت سنی ہے باپ پر پوت پتہ پر گھوڑا بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا۔

وما علینا الا البلاغ المبین

نعرۂ تکبیر اللہ اکبر نعرۂ رسالت یا رسول اللہ نعرۂ حیدری یا علی

اب تمام حضرات صلوٰۃ وسلام کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ شکریہ۔

در بیان توبہ و استغفار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَالطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۔ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۔ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۔ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ شَانِ حَبِیْبِهِمْ مُخْبِرًا وَّ اٰمِرًا ۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔

سب مل کر درود شریف پڑھیں: الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ۔

معزز خطیب وعلمائے کرام، محترم بزرگو، بھائیو اور عزیزانِ گرامی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مصطفیٰ ﷺ فرمود "اَنَّ النَّاسَ فِی الدُّنْیَا ضَعِیْفٌ"۔ انسان دنیا میں کمزور پیدا ہوا۔ انسان کی تخلیق ہی کمزوری پر ہے اور خطا کا پُتلا ہے۔ حرص وہوا کا شکار ہو کر، خواہشات نفسانی سے مغلوب ہو کر دانستہ نادانستہ سرّاً وعلانیاً خطا گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔

❁ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے

"جب بندہ ایک گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ داغ اُس کے دل پر پیدا ہوتا ہے۔ اگر اُس نے توبہ کی تو اُس کے دل کا آئینہ صاف اور روشن ہو جاتا ہے۔ پھر جب دوسرا گناہ کیا تو ایک اور نقطہ پیدا ہوا۔ اس طرح ہر گناہ سیاہی پیدا ہونے کا سبب بنتا ہے۔ یہاں تک کہ تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے۔"

میں توبہ کے سلسلہ میں آپ کے سامنے آیت تلاوت کی ہے۔ اللہ کریم غفور رحیم کا ارشاد مبارک ہے "وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً" یعنی ہو لوگ جب کر بیٹھتے ہیں کھلا گناہ "اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ" یا ظلم کر بیٹھے اپنے نفسوں پر "ذَکَرُوا اللّٰہَ" پھر اللہ کا ذکر کرتے ہیں "فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ" پس بخشش مانگتے ہیں اپنے گناہوں کی "وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ" اور کون بخشتا ہے گناہوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا "وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا" اور اصرار نہ کیا اُنھوں نے استغفار کے بعد اُس گناہ پر کہ صادر ہوا اُن سے (یعنی دوسری بار وہ کام نہ کیا) "وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ" اور وہ جانتے ہیں (کہ عقوبت اصرار کی سخت ہے)

اللہ اللہ! پھر جزا کیا ہے

"اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا" یعنی بدلہ اُن کا بخشش ہے اُن کے

پروردگار کے پاس اور ایسے باغ کہ اُن کے نیچے نہریں ہمیشہ جاری رہیں گی۔ اور لوگ اُس میں مقیم رہیں گے۔ (آگے فرمایا)
"وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ" اور عمل کرنے والوں کے لیے انعام ہے۔ سبحان اللہ۔

روایت ہے حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا کہ کہا ابلیس لعین نے اے پروردگار قسم ہے تیری عزت کی تحقیق بہکاؤں گا میں بنی آدم کو جب تک کہ روح رہے گی اُن کے جسم میں پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے قسم ہے مجھ کر میری عزت کی اور بزرگی کی کہ ہمیشہ معاف کروں گا میں جب تک وہ استغفار کریں گے۔

تفسیر لباب میں ہے ثابت بن نبانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خبر پہنچی مجھ کو جب کہ نازل ہوئی یہ آیت کریمہ تو رویا ابلیس لعین۔

حضرت عطار بن خالد سے رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ خبر پہنچی مجھ کو جب نازل ہوا قول باری تعالیٰ کا "وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۫ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ" رویا ابلیس لعین اپنے لشکر سمیت اور مٹی ڈالی اپنے سر پر اور پکارا ساتھ افسوس کہ یاں تک کہ آیا لشکر اُس کا ہر جنگل اور دریا سے پس کہا اُنھوں نے کیا ہے اے صاحب ہمارے۔ ابلیس نے کہا کہ ایک آیت نازل ہوئی کتاب اللہ تعالیٰ میں کہ اب نہ ضرر یعنی نقصان دے گا بنی آدم کو کوئی گناہ۔ پوچھا اُنھوں نے کیا ہے وہ آیت۔ پس خبر دی اُس نے اُن کو اس آیت کی۔ کہا اُنھوں نے کہ کھولیں گے ہم واسطے اُن کے دروازے ہوا اور حرص کے۔ پس نہ توبہ کریں گے وہ اور نہ استغفار اور جانیں گے کہ وہ حق پر ہیں پس خوش ہوا شیطان۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نبی کریم ﷺ نے کہ مداومت کرو تم پڑھنے لا الٰہ الا اللہ اور استغفار پر کیونکہ کہا ابلیس نے کہ ہلاک کیا میں نے آدمیوں کو گناہوں سے اور ہلاک کیا اُنھوں نے مجھ کو لا الٰہ الا اللہ اور استغفار کے پڑھنے سے پس جب دیکھا میں نے ایسا تو ہلاک کیا میں نے اُن کو ہوا اور حرص سے اور وہ جانتے ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں۔ (دُرِ منثور)

حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا نبی اکرم ﷺ جو شخص کہے لا الٰہ الا اللہ خالص دل سے داخل ہوگا وہ جنت میں۔ لوگوں نے پوچھا اخلاص کیا ہے فرمایا حضرت رسول اللہ ﷺ نے کہ باز رہنا محرماتِ خدا سے (یعنی جس سے اللہ رب العزت نے منع فرمایا ہے)۔

سورۃ البقرہ آیت ۲۲۲ میں ہے "اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ" بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

ایک دوسری جگہ فرمان مبارک ہے "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا" اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف توبہ خالص۔ لوگوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا توبہ نصوح کیا ہے کہا کہ توبہ کرے انسان برائیوں سے اور نہ کرے اُس کو دوبارہ۔

❁ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ توبہ نصوح کے معنی دل سے شرمندہ ہونے کے ہیں اور زبان سے استغفار کرنا اور اس بات کو دل میں رکھنا کہ اس کو پھر نہیں کرے گا۔

❁ حدیث شریف میں ہے کہ "اَلتَّائِبُ مِنْ ذَنْبِہٖ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ" یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا شخص ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے اُس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو۔

❁ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا گیا ہے کہ فرمایا آپ ﷺ نے کہ جو کوئی استغفار کرتا ہے اور زبان سے پھر گناہ کا اصرار کرتا ہے گویا کہ وہ ہنسی کرتا ہے اپنے پروردگار سے۔ استغفر اللہ

❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے حضور رسول مقبول ﷺ سے۔ فرمایا آپ ﷺ نے کہ "فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اے بنی آدم تحقیق جب پکارتے ہو تم مجھ کو اور اُمید کرتے ہو میرے پاس معافی کی تو معاف کرتا ہوں تمہارے گناہوں کو اور نہیں پرواہ کرتا ہوں میں اے بنی آدم اگر پہنچیں تمہارے گناہ آسمان تک اُس کے بعد تم استغفار کرو میں تم کو بخش دیتا ہوں اور نہیں پرواہ کرتا ہوں اے بنی آدم اگر تم لاؤ میرے پاس برابر زمین کے گناہ اور ملو تم مجھ سے درحالیکہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تم نے البتہ برابر زمین کے مغفرت کروں گا میں۔" (اخرجہ الترمذی)

❁ سامعین کرام! زبدۃ الواعظین میں حدیث نقل ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام جناب رسالت مآب رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص آپ کی اُمت میں سے توبہ کرے گا اپنے مرنے سے پہلے ایک سال قبول کروں گا میں توبہ اُس کی۔ پس فرمایا نبی کریم رؤف رحیم نے کہ اے جبریل ایک سال میری اُمت کے واسطے بہت ہے۔ پھر حضرت جبریل لوٹ آئے اور کہا اے محمد (ﷺ) تحقیق آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ جو شخص توبہ کرے گا پیشتر موت کے ایک مہینہ قبول کروں گا میں توبہ اُس کی۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے جبریل ایک مہینہ بھی میری اُمت کے لیے بہت ہے۔ پھر چلے گئے حضرت جبریل پھر واپس آئے اور کہا اے محمد (ﷺ) آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ جو شخص موت سے ایک دن پہلے توبہ کرے گا اُس کی توبہ قبول کروں گا۔ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا ایک دن بھی میری اُمت کے لیے بہت ہے۔ پس چلے گئے جبریل پھر واپس آئے اور کہا اے محمد (ﷺ) آپ کا رب فرماتا ہے کہ جو شخص موت سے ایک ساعت پہلے توبہ کرے گا میں اُس کی توبہ قبول کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایک ساعت بھی بہت ہے۔ پس چلے گئے جبریل اُس کے بعد واپس آئے اور کہا اے محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ جو شخص کہ گزری ساری عمر اُس کی گناہوں میں اور نہ رجوع کیا اُس نے میری طرف موت سے پہلے ایک سال ایک مہینہ ایک دن ایک ساعت یہاں تک کہ پہنچی روح اُس کی حلقوم تک اور بات اور عذر خواہی زبان سے نہ کر سکا اور نادم ہوا دل سے اپنے کیے پر البتہ میں بخش دوں گا اُس کو۔

سبحان اللہ۔ اللہ کی غفور رحیمی شان اور قربان جائیں حضور نبی کریم رؤف رحیم کی رحمۃ للعالمینی کے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے
"لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ"
یعنی تمہارے پاس رسول آئے تمہارے نفسوں میں سے تمہارا مشقت (تکلیف) میں پڑنا اُن پر گراں گزرتا ہے وہ تمہاری (ایمان والوں) کی بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔ سبحان اللہ
میں نے حدیث مذکورہ بالا کو اپنی کتاب گلدستۂ حمد و نعت میں نظم کی صورت میں بیان کرنے کی سعی ناتمام کی ہے چند بند سناتا ہوں

بخش دوں گا اُسے حق نے فرما دیا — مژدہ لائے تھے جبریل شاہ عدن
کرے توبہ اگر اُمتی آپ کا — سال پہلے جو مرنے سے تھا یہ متن
آپ واقف جو تھے بشری کمزوریوں سے — وقت زیادہ کہا دیکھو اُمت لگن
جبریل آتے رہے وقت گھٹتا رہا — سال سے ماہ ماہ سے ہوا یک دن
دن سے ساعت پھر آخری سانس تک — کرے توبہ بچے آگ سے پھر بدن
تیری رحمت سے حق نے یہ موقع دیا — جو خطا کار ہے کر لے اپنا جتن
صدق دل سے اگر کوئی تائب ہوا — گناہ دُھل جائیں گے صدقہ شاہ زمن
کر کے توبہ ذوالفقار عارض ہے اب — شکر کرتا رہے ہر دم اُس کا دہن

❁ درۃ المجالس میں حدیث مذکور ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ انصار کے ایک شخص کے پاس گیا۔ وہ نزع کی حالت میں تھا۔ پس حضور ﷺ نے اُس کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ کر۔ پس وہ شخص زبان سے نہ بول سکا اور اپنی دونوں آنکھوں کو آسمان کی طرف گھمایا۔ حضور ﷺ مسکرائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے مسکرانے کا کیا سبب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ مریض زبان سے توبہ نہ کر سکا اور اُس نے اپنی آنکھوں سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور نادم ہوا اپنے دل سے اپنے کیے پر۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے فرشتو تحقیق میرا بندہ زبانی توبہ کرنے سے عاجز ہوا اور شرمندہ ہوا اپنے کیے پر اپنے دل سے۔ پس میں اُس کی توبہ ضائع نہ کروں گا۔ اور اس کی دل سے ندامت پر گواہ رہو تحقیق میں نے اُس کو معاف کر دیا۔ سبحان اللہ۔ رحمت حق بہانہ می جوید۔ الہ کی رحمت تو بخشش کے لیے بہانہ تلاش کرتی ہے۔ عمر خیام ایک مشہور فارسی زبان کے شاعر لکھتے ہیں

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نا اُمیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

یعنی لوٹ آ واپس آجا (یعنی توبہ کر) جو کچھ بھی بنا پھرتا ہے رجوع الی اللہ (توبہ) کر اگر کافر ہے آتش پرست ہے بت پرست ہے

لوٹ آ۔ کہ (اللہ بزرگ و برتر) کی بارگاہ اقدس مایوسی والی نہیں اگر تو نے سو دفعہ بھی توبہ کر کے توڑی ہے اپنی حرکات چھوڑ کر توبہ کر (پلٹ آ بند یا رب دیا) توبہ کر۔

تنبیہ الغافلین میں حدیث درج ہے اور روایت ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول کریم ﷺ نے لکھا ہوا گردا گرد عرش معلیٰ کے چار ہزار (4000) سال پیشتر پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے کہ میں معاف کرنے والا ہوں اُس شخص کو جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کیے۔

روایت ہے ابونصر بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور زبدۃ الواعظین میں رقم ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب شعبان کی تیرھویں شب ہوئی تو میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد اُٹھیے تحقیق تہجد کا وقت ہوا تا کہ تو مراد مانگے جو اُمت کے بارے میں ہے۔ حضور ﷺ نے ویسا ہی کیا یعنی اُمت کے بارے میں دعا مانگی پھر صبح کو حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے محمد البتہ اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے تیری تہائی اُمت کو بخشا۔ پس حضور اکرم روئے اور کہا اے جبریل مجھ کو بتاؤ باقی دو تہائی کا کیا حال ہے؟ کہا مجھے معلوم نہیں۔ پھر دوسری شب وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے محمد اُٹھیے اور تہجد پڑھیے حضور اکرم ﷺ نے ویسا ہی کیا۔ پس فجر کو جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے پاس آ کر کہا اے محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے تیری دو تہائی اُمت کو بخشا۔ نبی کریم ﷺ نے رو کر کہا اے جبریل باقی تہائی کا بتا۔ حضرت جبریل نے کہا مجھے اطلاع نہیں ہے۔ پھر حضرت جبریل نے شب برات کی رات میں آپ کے پاس آ کر کہا اے محمد ﷺ کہ آپ کے واسطے بشارت ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام اُمت کو جو کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہیں کرتی بخش دیا۔

پھر کہا اے محمد ﷺ اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایئے اور دیکھئے کیا دیکھتے ہیں پس حضور ﷺ نے آسمان کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور فرشتے پہلے آسمان سے عرش تک اُمت محمد ﷺ کے واسطے سجدے میں استغفار کرتے ہیں اور ہر دروازے پر آسمان کے ایک فرشتہ ہے پہلے دروازے پر ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے بشارت ہے اُس شخص کے واسطے جو اس شب کو رجوع (الی اللہ) کرتا ہے دوسرے دروازے پر ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے کہ خوشخبری ہے اُس شخص کے لیے جو سجدہ کرتا ہے اس شب کو۔ اور تیسرے دروازے پر ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ اس رات میں ذکر کرنے والوں کے لیے بشارت ہے اور چوتھے دروازے پر ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ اُس شخص کے لیے بشارت ہے جس نے اس رات اپنے پروردگار سے دُعا مانگی۔ پانچویں دروازے پر ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ اُس شخص کے واسطے بشارت کہ اس رات اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے اور چھٹے دروازے پر ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے کہ خوش خبری ہے اُس شخص کے واسطے جو اس شب میں نیک عمل کرتا ہے۔ ساتویں دروازے پر ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے کہ خوش خبری ہے اُس شخص کے واسطے جو اس شب قرآن مجید پڑھتا ہے۔ (یعنی لیلۃ القدر)

پھر پکارتا ہے وہی فرشتہ کہ ہے کوئی سائل کہ اُس کا سوال دیا جائے اور ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اُس کی دعا قبول کی جائے اور ہے

کوئی توبہ کرنے والا کہ اُس کی توبہ قبول کی جائے اور ہے کوئی استغفار کرنے والا کہ معاف کیا جائے واسطے اُس کے۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ رحمت کے دروازے اول شب سے طلوع فجر تک میری اُمت پر کیونکہ اللہ تعالیٰ آزاد کرتا ہے دوزخ سے اس شب کو زیادہ تر بالوں بکریوں قبیلہ بنی کلب سے۔ سبحان اللہ۔

❀ ابن ماجہ کی حدیث ہے جسے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص استغفار (کرنے) کو لازم کرے اللہ تعالیٰ اُس کا ہر غم دور کرے گا اور اُسے ہر تکلیف سے نجات دے گا اور اُسے ایسی جگہ سے روزی دے گا جس طرف اُس کا گمان بھی نہ گیا ہوگا۔

❀ حضرت امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا۔ اُس نے قلتِ بارش کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے استغفار کا حکم دیا دوسرا آیا اُس نے تنگ دستی کی شکایت کی آپ ﷺ نے استغفار کا حکم دیا۔ پھر تیسرا آیا اُس نے قلت نسل کی شکایت کی اُس سے بھی یہی فرمایا پھر چوتھا آیا اُس نے اپنی زمین کی قلت پیداوار کی شکایت کی۔ اُس سے بھی یہی فرمایا ربیع بن صبیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حاضر تھے اُنھوں نے عرض کی۔ چند لوگ آئے قسم قسم کی حاجتیں اُنھوں نے پیش کیں۔ آپ نے سب کو ایک ہی جواب دیا کہ استغفار کرو۔ تو آپ ﷺ نے پارہ ۲۹ سورۂ نوح آیت نمبر ۱۰ پڑھی۔ "فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا" تو میں (نوح) نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو۔ آیت ۱۱، ۱۲ کا ترجمہ ہے "تم پر شراٹے کا مینہ بھیجے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغ بنائے گا اور تمہارے لیے نہریں بنائے گا۔" سبحان تیری قدرت مولیٰ کریم تفسیر کنز الایمان میں ہے کہ حضرت امیر معاویہ کے ایک ملازم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کی حضرت میرے پاس مال تو بہت زیادہ ہے مگر اولاد کی قلت ہے فرمایا استغفار کرو وہ روزانہ 650 مرتبہ استغفار پڑھتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے آٹھ بیٹے عطا فرمائے۔ حضرت امیر معاویہ کو معلوم ہوا تو پوچھا یہ کیسے ہوا۔ عرض کی امام حسن نے فرمایا تھا کہ استغفار کیا کر۔ امیر معاویہ نے کہا امام سے یہ تو پوچھو کہ اُنھوں نے کہاں سے یہ بات فرمائی۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے یہ حدیث سنائی۔

❀ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں استغفار کرتا ہوں اللہ کی طرف اور توبہ کرتا ہوں ہر دن ستر مرتبہ ایک دوسری حدیث شریف میں ہے فرمایا آپ ﷺ نے اے لوگو توبہ کرو نزدیک اللہ تعالیٰ کے پس میں توبہ کرتا ہوں۔ اُس کی طرف سو بار۔

سامعین کرام! سب انبیاء معصوم ہیں اور آپ ﷺ تمام انبیاء کے امام ہیں۔ یہ فرمان میں سمجھتا ہوں میری اور آپ کی تعلیم کے لیے ہے اسی حدیث میں حضور ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے لوگو! توبہ کرو نزدیک اللہ تعالیٰ کے۔

❀ بخاری شریف کی حدیث ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری تمام اُمت جنت میں داخل ہوگی۔ سوائے اُس کے جس نے انکار کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کون انکار کرے گا۔ فرمایا

جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا جس نے میری نافرمانی کی اُس نے انکار کیا۔ معلوم ہوا اطیع اللہ کے ساتھ اطیع الرسول بہت ضروری ہے۔

حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ نے فرمایا بنی آدم گناہگار ہیں اور بہتر گناہگار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ہمیشہ۔ ایک دوسری حدیث ہے روایت ہے کہ فرمایا نبی مکرم ﷺ نے کہ توبہ کرنا گناہ سے مثل صابن کے اوپر کپڑے کے ہے۔ یعنی توبہ کرنے سے ایسے صاف ستھرا ہو جاتے ہیں جیسے صابن سے کپڑا دھلنے کے بعد میل سے صاف ہو نکھر جاتا ہے۔

کہتے ہیں توبہ پوری ہوتی آٹھ چیزوں سے۔ (۱) گزرے گناہ پر شرمندہ ہونا۔ (۲) فرائض کا ادا کرنا۔ (۳) پھیرنا مظالم کا (۴) رہائی طلب کرنا دشمنوں سے۔ (۵) عزم کرنا اس بات پر کہ دوسری بار گناہ کی طرف نہ لوٹے۔ (۶) اپنے نفس کی پرورش کرنا اطاعت خدا میں جیسا کہ پرورش کی تو نے اُس کی معصیت میں۔ (۷) نفس کو تلخی اطاعت کی چکھانی جیسا کہ تو نے چکھائی شرینی معاصی کی۔ (۸) اور درست کرنا کھانا اور پینا (حلال کھانا پینا وجہ حلال سے)۔

عزیزانِ گرامی! پارہ ۲۸ سورۂ تحریم آیت نمبر ۸ میں ارشاد اللہ رب العزت ہے کہ

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ۙ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ ۚ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ"

"اے ایمان والو توبہ کرو طرف اللہ کے خالص قریب ہے کہ پروردگار تمہارا معاف کرے تم سے برائیاں تمہاری اور داخل کرے تم کو بہشتوں میں کہ جاری ہیں اُس نیچے نہریں اُس دن کہ نہ رسوا کرے گا اللہ اپنے نبی کو اور جو لوگ ایمان لائے ساتھ اُس کے نور دوڑتا ہوگا آگے اُن کے اور داہنے اُن کے۔ کہیں گے وہ "یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" اے پروردگار ہمارے پورا کر دے ہمارے واسطے ہمارا نور یعنی اس کو باقی رکھ کہ دخول جنت تک باقی رہے۔ اور بخشش کر واسطے ہمارے۔ تحقیق تو اوپر ہر چیز کے قادر ہے۔

سورہ ہود آیت ۹۰ میں ارشاد اللہ تبارک وتعالیٰ ہے "وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ "۔ یعنی اپنے رب سے استغفار کرو (معافی مانگی) پھر اُس کی طرف لوٹ آؤ بے شک میرا رب رحیم ہے اور اپنی مخلوق سے محبت کرتا ہے۔

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کہے کوئی بندہ میں عذاب سے ڈرتا ہوں اور گناہ سے باز نہ رہے پس وہ جھوٹا ہے۔ اللہ کے نزدیک تائب نہیں اگر کہے بندہ کہ مشتاق جنت کا ہوں اور عمل نہ کرے پس وہ جھوٹا ہے تائب نہیں اگر کہے دوست رکھتا ہوں نبی ﷺ کو اور اتباع سنت کی نہ کرے پس وہ جھوٹا ہے تائب نہیں۔ اور کہے میں مشتاق ہوں معانقہ حور کا اور مہر اُس کا پیشتر نہ بھیجے پس وہ جھوٹا ہے تائب نہیں البتہ تائب (توبہ کرنے والا) حبیب اللہ اور حبیب رسول اللہ ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ "۔ یعنی بے شک اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو۔

✿ حدیث قرۃ الواعظین میں درج ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو عوض لکھتا ہے واسطے اُس کے ہر دن میں جو گزرا فسق میں عبادت ایک سال کی اور عطا کرتا ہے ثواب ایک شہید کا اور پہناوے گا قیامت کے دن ایک ہزار تاج اور کھولا جاوے گا واسطے اُس کے بیچ ایک دروازہ جنت سے اور کھڑا ہوگا قیامت کے دن ایک فرشتہ اس کے داہنے اور ایک فرشتہ اس کے بائیں اور ایک فرشتہ اُس کے پیچھے بشارت دیں گے وہ فرشتے جنت کی۔ فرمایا نبی مکرم ﷺ نے کہ جب مرجاتا ہے ایک جوان تائب (جس نے توبہ کی) اُٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ عذاب قبر مسلمانوں سے چالیس برس بسبب اُس کی کرامت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے۔

✿ مجالس الابرار میں حدیث شریف ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ ہلاک ہوئے وہ لوگ کہ کہتے ہیں قریب ہے کہ توبہ کرلیں گے کہ بنا کیے امر کو بقا پر اور وہ ایسی چیز ہے کہ وہ اس کے مختار نہیں ہیں۔ پس شاید کہ وہ خود ہی زندہ نہ رہے اور اگر زندہ رہا تو بس جیسا وہ قادر نہیں ترک گناہ پر آج اُسی طرح نہ قادر ہوگا ترک معصیت پر کل۔ کیونکہ فی الحال عجز اُس کا ترک گناہ سے بسبب غلبہ شہوت کے ہے اور شہوت اُس کی کل کم نہ ہوجائے گی بلکہ بڑھتی جائے گی۔ مضبوط ہوگی بسبب عادت ہوجانے کے۔ پس جو شہوت کے مضبوط کیا اُس نے اُس کو بسبب عادت کے نہیں وہ مثل اُس کے کہ نہیں مضبوط کیا اُس کو۔

✿ اللہ کریم غفور رحیم ارشاد فرماتا ہے "وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ "یعنی جلدی کرو اللہ کی طرف مغفرت کے لیے "وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ "(یعنی جلدی کر توبہ اور عمل صالح تاکہ پہنچا دے اللہ تمہیں جنت میں جس کی چوڑائی مانند آسمانوں اور زمین کے ہے)۔

لہٰذا میری آپ سب اہل محفل سے گزارش ہے کہ توبہ کرنے میں ہرگز ہرگز کوتاہی نہ کریں۔ بندہ خطا کا پتلا ہے چھوٹی موٹی ایسی غلطیوں اور خطائیں بھی نادانستہ ہوجاتی ہیں جس کا ہمیں ادراک بھی نہیں ہوتا اور ہم اُسے برائی سمجھتے ہی نہیں۔ چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ جہاں کچھ لوگ اکٹھے ہوئے دیکھا گیا ہے کہ جب باتیں شروع ہوئیں زیب داستاں کے لیے کسی کو موضوع بحث بنا لیا کسی کی پیٹھ پیچھے ذکر جس سے کسی کی اہانت کا پہلو نکلتا ہو۔ یہ غیبت ہے اور اعمال کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔
غیبت پر میں نے اپنی کتاب گلشن ذکر و فکر عمل میں ایک باب قائم کیا ہے اور تفصیل سے بحث کی ہے ضرور پڑھیں تاکہ اس برائی سے جو ناسور کی طرح معاشرے میں پھیل چکی ہے بچ سکیں۔ لہٰذا توبہ کرتے رہیں کم از کم فجر کی یا عشاء کی نماز کے بعد دوسری تسبیحات کے ساتھ توبہ و استغفار۔ "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ "۔ کی ایک ضرور تسبیح کرلیا کریں بلکہ آج سے ہی شروع کردیں تاکہ استغفار کی فضیلت اور سعادت سے بہرہ ور ہوسکیں۔ اس بات کو کل پر مت چھوڑیں زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں فرمان باری تعالیٰ ہے "كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ "کو سامنے رکھیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب شعر کہا ہے:

مسافر شب سے اُٹھتا ہے جو جاتا دور ہوتا ہے
جوانی میں عدم کے واسطے سامان کر غافل

توبہ استغفار وطیرہ بنالیں اور حضور پرنور شافع یوم النشور کے وسیلہ جلیلہ سے گناہوں کی بخشش اللہ کریم غفور رحیم سے گڑگڑا کر بچشم تر دُعا والتجا کریں۔ اِن شاءاللہ تعالیٰ آپ کی ایسی کی گئی دعا شرف قبولیت پائے گی۔

دعا کے سلسلے میں مختصر عرض کرتا چلوں۔ پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۶ میں فرمایا

"اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّهُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ"

یعنی دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔ (ترجمہ کنز الایمان)

پارہ ۲۰ سورۃ النمل آیت نمبر ۶۲ فرمان اللہ تبارک وتعالیٰ ہے: "اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاهُ" یعنی وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اُسے پکارے۔

ان ہر دو آیات میں جب پکارے لہٰذا آپ لوگ جب چاہیں دعا مانگیں۔ دعا کے لیے وقت کی قید نہیں۔ رقت قلب ضروری ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

کبھی دعا کرنے والے میں صدق واخلاص شرائط قبول نہیں ہوتے اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نیک بندوں سے دعا کرائی جاتی ہے۔ ناجائز اور خلاف شرع نہ دعا مانگی یا منگوائی جانی چاہیے، ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ نماز کے بعد حمد وثناء اور درود شریف پڑھے۔ پھر دعا کرے۔ دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ راقم الحروف نے اپنی کتاب گلہائے خوش رنگ ومشکبو میں قرآن پاک سے بشمول انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں اور احادیث میں درج کچھ دعاؤں کو نقل کیا ہے پڑھنا اپنا معمول بنالیں اِن شاءاللہ نفع ہوگا۔

❁ ابوداؤد اور ترمذی شریف کی حدیث ہے۔ "اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ" یعنی دعا عبادت ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے "اِنَّ الدُّعَا مُخُّ الْعِبَادَةِ" یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔

❁ ایک اور حدیث شریف میں دعا عبادت کی روح، دعا کی قبولیت میں حکمت الٰہی مضمر ہوتی ہے۔ کبھی شکایت نہ کرے الفاظ شکوہ وشکایت زبان پر نہیں لانی چاہیے کہ دعا مانگی قبول نہیں ہوئی۔ یا دیر ہوگئی۔ مفصل تفصیل کے لیے جس کتاب کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے مطالعہ کریں۔

پارہ یارہ سورہ ھود آیت نمبر ۹۰ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "وَ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡهِ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ رَحِیۡمٌ وَّدُوۡدٌ" اور اپنے رب سے استغفار کرو (معافی مانگو) اور اُس کی طرف رجوع (توبہ) کرو بے شک میرا رب مہربان اور محبت کرنے والا ہے۔

معافی اور استغفار کرنے کے لیے اللہ رب العزت پارہ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۶۴ میں فرماتا ہے:

"وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا"

فرمایا وہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کر چکے ہیں (اے محبوب) آپ ﷺ کے پاس آ جائیں استغفار کریں اللہ سے (اللہ سے معافی چاہیں) اور استغفار کرے اُن کے لیے رسول (اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے) تو ضرور پائیں گے اللہ تعالیٰ کو (بہت توبہ) قبول کرنے والا مہربان۔

امیر اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب صورت شعر ارشاد فرمایا۔ جو ان ہر دو آیات کا غماز ہے۔ فرماتے ہیں:

مژدہ باد اے عاصیو ذاتِ خدا غفار ہے — تہنیت اے مجرمو شافع شہ ابرار ہے

راقم الحروف اپنی کتاب گل دستہ حمد ونعت وگل قدس میں یوں عارض ہوا ہے:

کر کے توبہ کہوں ہاتھ باندھے ہوئے میں — مولیٰ سن لے عرض پیکر پُر خطا کی
بخش دوں گا میں تائب کو فرمان تیرا — معاف کر دے خدا غلطیاں بے نوا کی
شفاعت تیری کا میں طالب ہوں آقا — شکر نفس ظالم سے ہو گئی ناچاقی
بخش دے بخش دے یا الٰہی کہوں میں — طفیل آپ کے جن پہ رحمت خدا کی
التجا رو رو ذوالفقار کرتا رہے گا — بعد توبہ بھی بخشش نہیں استحقاقی
ثنا خواں رہوں گا میں شاہ دو عالم — رمق زندگی جب تلک تن میں باقی

❁ حدیث شریف میں ہے کہ وقت مصیبت کے "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھنا رحمت الٰہی کا سبب ہوتا ہے یہ بھی حدیث میں ہے کہ مومن کی تکلیف کو اللہ تعالیٰ کفارہ گناہ بناتا ہے۔

پارہ نمبر ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۹۳ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

"رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ"

یعنی اے ہمارے رب ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیاں محو کر دے (ہم سے دور کر دے) اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ فرما (یعنی انبیاء وصالحین کے ساتھ) مثل مشہور ہے

صحبت صالح ترا صالح کند — صحبت طالع ترا طالع کند

یعنی صالحین نیکوں کی سنگت تجھے نیک بنائے گی اور بروں کی ہم نشینی تجھے برا بنا دے گی۔ عرض کیا ہے

کڈھ محبت دِلوں غیر تے دولت دھن — غلام سچا پیارے نبی دا بن
بخشاون شفاعت تیری کر بندیا — بہشتیں جاویں گا وڑ بندیا

چھڈ کے دل فریب تے ڈھنگ رل کے نیک لوکاں دے سنگ
منگ بخشش توبہ کر بندیا بہشتیں جاویں گا وڑ بندیا
رب رب ہر دم کر بندیا حب نبی دی دل رکھ بندیا
برائیاں توں ٹٹوں بچ بندیا بہشتیں جاویں گا وڑ بندیا
سو ہتھ رسہ سرے تے گنڈھ نصیحت ایہہ میری پلے بنھ
مقبول بارگاہ جے ہویوں ذوالفقار بندیا بہشتیں جاویں گا وڑ بندیا

اللہ کے نیک اور صالحین بندے پیران عظام (اصلی پیر) جب کسی کو بیعت کرتے ہیں اور اپنے روحانی سلسلہ (رشد و ہدایت) میں شامل کرتے ہیں تو مُرید سے اُس کے کردہ نا کردہ دانستہ نادانستہ سراً وعلانیاً غلطیوں کوتاہیوں لغزشوں خطاؤں اور سرزد ہوئے گناہوں سے توبہ کروانے کے بعد آئندہ نہ کرنے کا عہد کروایا جاتا ہے۔ ہدایت اور عمل کی توفیق تو اللہ کریم ہی کی طرف سے ہے اور وہی عطا کرنے والا لیکن پیر کا فرض ہے کہ نیکی اور عمل صالح کی تلقین کرتا رہے۔ پیری مریدی رشد و ہدایت کا ایک سلسلہ ہے۔ راقم الحروف نے اس سلسلہ میں اپنی مذکورہ کتاب گلہائے خوش رنگ و مشکبوُس سلسلہ بیعت پیری مُریدی اصلی نقلی اور جعلی پیروں کی قلعی کھولنے کے ساتھ ساتھ ضرورتِ بیعت پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ پڑھیں گے تو ذہن میں اُٹھنے والے بہت سے سوالات کا جواب مل جائے گا۔ اب چونکہ بات توبہ کی ہو رہی ہے تو اس سلسلہ میں آئندہ کسی نشست میں مفصل بیان کروں گا۔ لہٰذا اپنا بیان اس دعا پر ختم کرتا ہوں

"رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" "وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ"

اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بے شک تو ہی سنتا جانتا ہے اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اور حدیث میں متفق علیہ درج دعا ہے

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ"

اے اللہ بے شک میں نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں سو اپنی خاص بخشش سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر۔ بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے سب کہو آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین
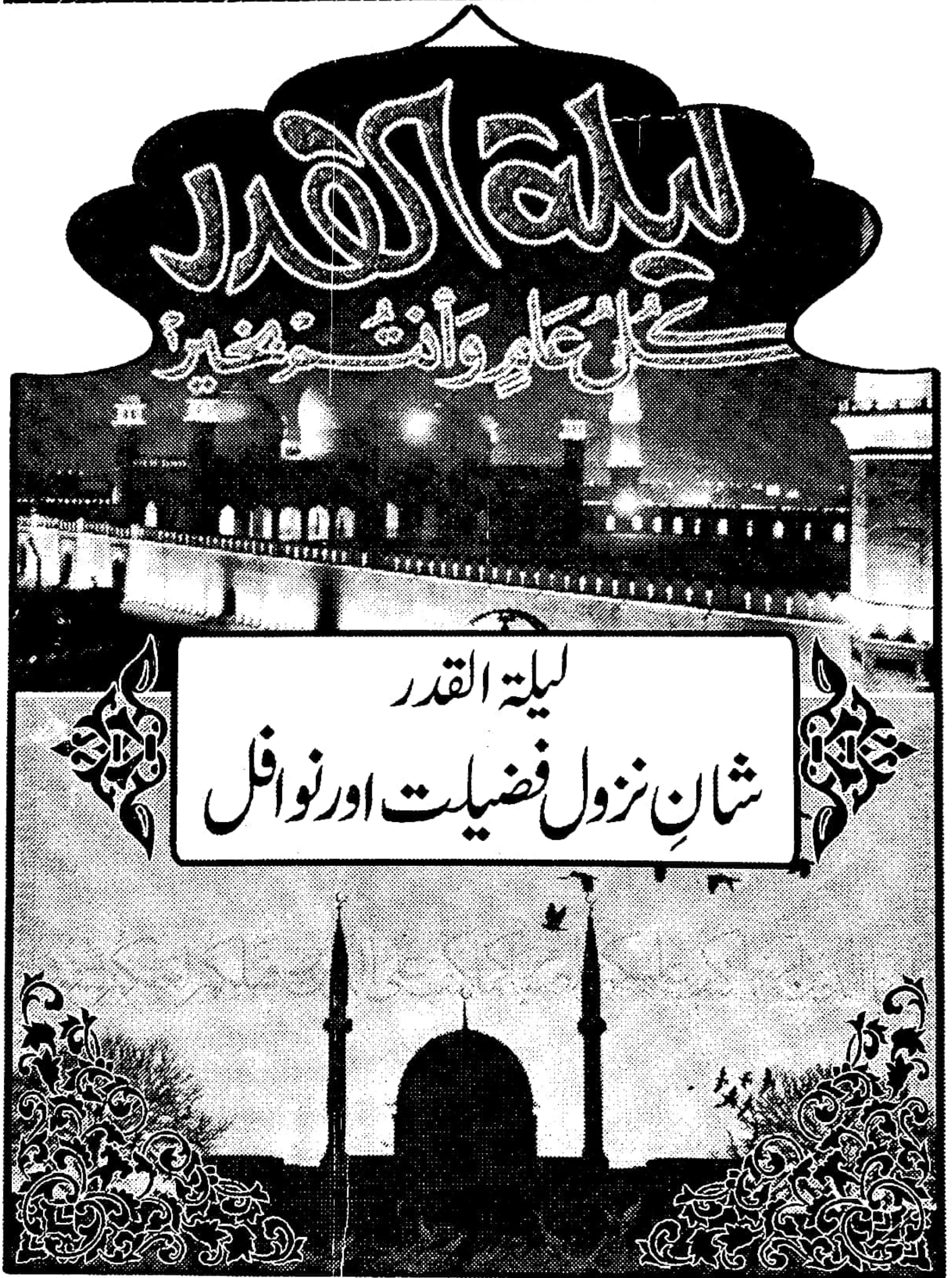
والسلام

لیلۃ القدر

لیلۃ القدر
شانِ نزول فضیلت اور نوافل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ الطَّیِّبِیْنَ وَالطَّاہِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ (۱) وَمَآ اَدْرٰىکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ ط (۲) لَیْلَۃُ الْقَدْرِ ۵ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَہْرٍ ط (۳) تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْہَا بِاِذْنِ رَبِّہِمْ ج مِنْ کُلِّ اَمْرٍ (۴) سَلٰمٌ قف ہِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ع (۵)

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ شَانِ حَبِیْبِہِمْ مُخْبِرًا وَّ اٰمِرًا ط اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ط

سامعین کرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اللہ عزوجل کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس ذات بابرکات نے ہم پر احسانِ عظیم فرمایا کہ ہمیں اپنی زندگی میں ایک بار پھر رمضان المبارک کے فیوض وبرکات سے بہرہ مند ہونے کا نادر موقع عطا فرمایا۔ مجھ ناچیز وحقیر بندۂ مسکین کی اللہ تبارک وتعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ہمارے سب کے روزے اور عبادات اپنی بارگاہِ اقدس میں قبول ومنظور فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین۔

سب مل کر درود شریف پڑھیں: الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ۔

حضراتِ گرامی! رمضان المبارک میں ایک ایسی رات آنے والی ہے جو بابرکت ہے جس کے متعلق قرآن پاک سورۃ القدر میں ارشاد ہے:

"اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ (۱) وَمَآ اَدْرٰىکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ ط (۲) لَیْلَۃُ الْقَدْرِ ۵ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَہْرٍ ط (۳) تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْہَا بِاِذْنِ رَبِّہِمْ ج مِنْ کُلِّ اَمْرٍ (۴) سَلٰمٌ قف ہِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ع (۵)"

بے شک ہم نے اسے شبِ قدر میں اُتارا اور تم کیا جانا کیا ہے شبِ قدر۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر۔ اس میں فرشتے اور جبریل اُترتے ہیں اپنے ربّ کے حکم سے ہر کام کے لیے وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔ (کنزالایمان)

شانِ نزول:۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک عابد شمعون غازی کا قصہ بیان فرمایا جس نے لگاتار ایک ہزار مہینے رات عبادت اور دن جہاد میں گزارے اور روزہ بھی رکھتا تھا۔ صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کے اُمتیوں کی عمریں تو بہت کم ہیں ہم اتنی عبادت کیسے کر سکیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ القدر نازل فرمائی۔ کہ محبوب ہم نے تمہاری اُمت کو شب قدر عطا فرمائی کہ عبادت اُس میں افضل ہے شمعون کی ہزار مہینے کی عبادت سے۔ بحوالہ تفسیر روح البیان، تفسیر کنز الایمان، بحوالہ ابن جریر عن طریق مجاہد درج ہے)۔

بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد (ﷺ) دو رکعت نماز لیلۃ القدر میں بہتر ہے واسطے تیرے اور تیرے اُمت کے تلوار مارنے خدا کی راہ میں ہزار مہینے سے بنی اسرائیل کے۔

❁ بعض کہتے ہیں کہ اس سورت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ جب نبی مکرم نور مجسم ﷺ کا وصال قریب ہوا اور اپنی اُمت سے مفارقت قریب ہوئی تو سرورِ کائنات فخر موجودات ﷺ روئے اور غمگین ہوئے اور فرمایا کہ جب میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا۔ خدا تعالیٰ کا سلام میری اُمت پر کون پہنچائے گا۔ اس بات پر رسول ﷺ کی خاطر شریف مغموم ہوئی۔ پس خوش کیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دل کو اپنے قول سے کہ فرشتے اور روح اُتریں گے کہ میرا سلام پہنچائیں اور نہ باز رکھوں گا میں اُن سے پس تو غمگین مت ہو میرے حبیب۔ سبحان اللہ۔

روح کون ہے

❁ مفسرین نے روح کے معانی میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا وہ جبریل علیہ السلام ہیں۔ بعض نے کہا روح سے مراد وہ ایک بڑا اعظیم الشان فرشتہ ہے اگر چاہے تو زمین آسمان کو ایک لقمہ کر کے نگل جائے اُس کو فرشتے نہیں دیکھتے ہیں مگر وہ مؤمنین کی خدمت کے واسطے فرشتوں کے ہمراہ لیلۃ القدر میں نازل ہوتا ہے تا کہ اُمت محمد ﷺ کے مطلع ہووے۔

ملائکہ کا مؤمنین سے مصافحہ اور دُعائے خیر کرنا

❁ حضرت کعب بن الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق سدرۃ المنتہیٰ میں اس قدر فرشتے رہتے ہیں کہ اُن کی تعداد اللہ عز و جل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ وہ حضرت جبریل علیہ السلام کے ہمراہ مؤمنین اور مؤمنات کے واسطے شب قدر کی رات کے وسط میں اُترتے ہیں اور اُن کے واسطے دُعائے خیر کرتے ہیں اور جبریل علیہ السلام کسی آدمی کو نہیں چھوڑتے مگر سب سے مصافحہ کرتے ہیں اُس کا نشان یہ ہے کہ جس شخص کے رونگٹے کھڑے ہوں دل نرم ہو اور آنسو جاری ہوں پس وہ حضرت جبریل علیہ السلام کے مصافحہ کے سبب ہے۔

اللہ اللہ یہ خداوند کریم غفور رحیم کا اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کی اُمت پر کتنا بڑا احسان اور کرم ہے کہ آپ ﷺ کے اُمتی ایک رات عبادت کریں تو اُس کا ثواب ایک ہزار مہینے عبادت کرنے والوں سے زیادہ ہو۔ اس رات فرشتے اور جبریل علیہ السلام زمین کی طرف اُترتے ہیں اور جو بندہ کھڑا یا بیٹھا یادِ الٰہی میں مشغول ہو اُس کو سلام کرتے ہیں اور اُس کے حق میں دعا و

استغفار کرتے ہیں۔ سبحان اللہ کیا خوش نصیبی ہے۔ اب کس کا دل چاہے گا کہ اس رات کی برکتوں اور فضیلتوں سے محروم رہے۔

جھنڈوں کا اُترنا، تنصیب اور ملائکہ کا دروازے پر سلام کہنا

❁ روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ لیلۃ القدر کے درمیان جھنڈے اُتارے جاتے ہیں۔ حمد کا جھنڈا، مغفرت کا جھنڈا، رحمت کا جھنڈا اور کرامت کا جھنڈا۔ ہر جھنڈے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں اور ہر جھنڈ کے اوپر لکھا ہوا ہے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"۔

❁ حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اس رات کے بیچ تین بار "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کہا تو اللہ تبارک وتعالیٰ ایک سے معاف کرتا ہے دوسرے سے اُس کو دوزخ سے نجات دیتا ہے اور تیسرے سے اُس کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ پس حمد کا علم آسمان اور زمین کے درمیان نصب کیا جاتا ہے اور مغفرت کا جھنڈا حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی قبر انور کے اوپر اور رحمت کا جھنڈا کعبہ شریف کے اوپر اور کرامت کا علم اُس پتھر کے اوپر جو بیت المقدس میں ہے اور ہر ایک اُن میں سے (فرشتہ) اس شب کے درمیان ہر مسلمان کے دروازے اوپر آتا ہے ستر بار اور اُن کے اوپر سلام کہتا ہے۔

جنت میں گھر

❁ یہ بھی مروی ہے کہ فرمایا حضور اکرم ﷺ نے دروازے آسمان کے لیلۃ القدر کے درمیان کھلے رہتے ہیں۔ نہیں ہے کوئی بندہ جو نماز پڑھتا ہے بیچ اس شب کے یہ کہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے واسطے اُس کے بدلے ہر تکبیر کے ایک درخت بیچ جنت کے۔ اگر چلے سوار اُس کے سائے میں سو برس تو طے نہ کر سکے گا۔ اور بدلے ہر رکعت کے ایک گھر بیچ جنت کے دُر اور یاقوت اور زبرجد اور موتی سے ہے اور ہر ایک آیت میں کہ جو پڑھے بیچ نماز کے ایک تاج بیچ جنت کے اور بدلے میں ہر نشست کے ایک درجہ درجات جنت سے اور بدلے ہر سلام کے ایک چادر بہشت کی چادروں سے۔ سبحان اللہ۔

❁ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے قیام کیا ایک ساعت لیلۃ القدر میں بمقدار اس کے کہ دوہی جاوے بکری وہ محبوب زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس شخص سے جو ہمیشہ روزہ رکھے اور قسم ہے اُس ذات کی جس نے بھیجا مجھ کو نبی برحق تحقیق پڑھنا ایک آیت کا قرآن مجید سے بیچ شب قدر کے محبوب زیادہ ہے نزدیک میرے ختم قرآن سے اور راتوں کے۔

❁ غنیۃ الطالبین، نزہۃ المجالس اور فضائل الشہور والایام میں لکھا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ جو کوئی شب قدر میں بعد نماز عشا سورۃ القدر سات بار پڑھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے ہر مصیبت سے محفوظ فرمادیتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے اُس کے لیے جنت کی دُعا کرتے ہیں۔

❁ نزہۃ المجالس میں ہی رقم ہے ک جوکوئی جمعہ کے روز جمعہ سے قبل تین مرتبہ سورۃ القدر پڑھتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اُس روز کے تمام نماز پڑھنے والوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھتے ہیں۔

❁ فضائل انتخاب میں بیان ہے کہ جوشب قدر کو زندہ رکھے گا اُس کے لیے سو برس کی عبادت کا ثواب ہے۔اور جس نے شب قدر میں قیام کیا ثواب کی نیت سے اُس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے گئے۔

❁ فضائل الشھو روالایام میں یہ بھی ہے کہ جو رمضان المبارک کی ستائیسویں شب غسل نماز کی نیت کرے اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کے تمام گناہ بخش دے گا پاؤں دھونے سے پہلے۔

❁ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری قبر نور سے روشن ہو تو شب قدر میں عبادت کرو۔جو رمضان کی شب زندہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستائیس سال کا ثواب لکھتا ہے اور اُس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے جن کی تعداد اللہ رب العزت ہی جانتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت

❁ حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا نبی مکرم ﷺ نے کہ تحقیق اُتارتا ہے اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر کے درمیان ایک رحمت جو پہنچتی ہے تمام مؤمنین کو مشرق سے مغرب تک اور باقی رہتی اُس میں سے کچھ۔پس جبریل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے ربّ میرے کہ پہنچی رحمت تیری جمیع مؤمنین کو اور باقی رہ گئی کچھ۔تب اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ خرچ کر تو ان لڑکوں کفار کے جو پیدا ہوئے اس رات کو۔پس خرچ کرتے ہیں جبریل اُس رحمت کو طرف کفار کے لڑکوں کے پس خاص ہوئی ہے وہ رحمت واسطے اولادِ کفار کے اور وہی رحمت کھینچتی ہے اُن کو دارالاسلام کی طرف ۔پس مرتے ہیں وہ بسبب اُس رحمت کے اس حال میں کہ مؤمن ہوتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوالات اور ارشادِ باری تعالیٰ

❁ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ نے اپنی مناجات کے درمیان کہا الٰہی میں تیرا قرب چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا قرب اُس کے واسطے ہے جو جاگے شب قدر کو۔اور کہا میرے معبود میں تیری رحمت چاہتا ہوں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا رحمت اُس شخص کے واسطے ہے جو مسکین پر شب قدر میں رحمت کرے۔اور کہا الٰہی میں پل صراط سے بجلی کی مانند پار اُترنا چاہتا ہوں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُس شخص کے واسطے جو شب قدر میں صدقہ دے۔اور کہا اے پروردگار میرے، میں چاہتا ہوں کہ درختوں کی چھاؤں میں بیٹھوں اور اُس کے میوے کھاؤں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُس کے واسطے ہے جو تسبیح پڑھے لیلۃ القدر میں۔اور کہا کہ الٰہی میں دوزخ سے نجات چاہتا ہوں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُس کے واسطے جو استغفار کرے طرف اللہ کے شب قدر میں صبح تک۔اور کہا خدایا

میں تیری رضا مندی چاہتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ میری رضا مندی اُس کے واسطے ہے جو رکعت نماز پڑھے بیچ شب قدر کے۔

نوافلِ شبِ قدر

❁ اب مزید اجر وثواب کے ذکر اور نوافل پڑھنے کے متعلق بیان کرتا ہوں۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ جو کوئی پڑھے دو رکعت نماز بیچ لیلۃ القدر کے اور پڑھے سورہ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار جب سلام پھیرے کہے "اَسْتَغْفِرُ اللهَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ" ستر بار پس نہیں کھڑا ہوتا اپنی جگہ سے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ معاف کرتا ہے اُس کو اور اُس کے ماں باپ کو اور بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو طرف بہشتوں کے تاکہ لگا دیں اُس کے واسطے درخت اور بنا دیں اُس کے واسطے مکانات اور جاری کریں نہریں اور نہیں جاتا وہ شخص دنیا سے یہاں تک کہ یہ سب دیکھ لیتا ہے۔ ایک دوسری جگہ ہے پڑھے "اَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ"۔

❁ دو رکعت نفل ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ القدر ایک بار سورۂ اخلاص تین بار پڑھے تو اُس کو شب قدر کا ثواب حاصل ہوگا اور ثواب حضرت ادریس علیہ السلام حضرت شیث علیہ السلام حضرت ایوب علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام جیسا عطا ہوگا۔ اور اُس کو ایک شہر جنت میں دیا جائے گا جو مشرق سے مغرب تک لمبا ہوگا۔

❁ جو شخص چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں سورہ الھکم التکاثر ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھے اُس پر موت کی سختی آسان ہوگی عذاب قبر اُٹھ جائے گا اور اُس کو جنت میں چار ستون ملیں گے جن کے ہر ستون پر ہزار محل ہوں گے۔

❁ جو شخص ستائیسویں شب رمضان المبارک کو یعنی لیلۃ القدر کو چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ سورۃ القدر ایک بار اور سورۂ اخلاص ستائیس بار پڑھے گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے گویا ابھی پیدا ہوا ہے اور اُس کو جنت میں ہزار محل عطا ہوں گے۔

❁ جو شخص ستائیسویں شب رمضان المبارک کو چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ القدر تین بار اور سورۂ اخلاص پچاس مرتبہ اور بعد ختم نماز "سُبْحَانَ اللهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اللهُ اَكْبَرُ" پڑھے جو دعا مانگے قبول ہو۔

❁ قارئین کرام آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ نوافل میں سورۃ الاخلاص پڑھنے پر خصوصی زور دیا گیا ہے آپ کے عبادت کے ذوق و شوق کو مزید بڑھانے کے لیے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مختصراً سورۂ اخلاص کی فضیلت بھی بیان کرتا چلوں۔

❁ "قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ" (اے محبوب) تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ "اَللهُ الصَّمَدُ" اللہ ہی بے نیاز ہے۔ "لَمْ یَلِدْ ۙ وَ لَمْ یُوْلَدْ" نہ اُس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا "وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ" نہ اُس کے جوڑ کا کوئی (نہ اُس کی کوئی مثال)۔

صفات و ذات میں یکتا ہے تو اے قادر مطلق　　نہ تیرا کوئی ثانی ہے نہ کوئی مشترک تیرا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے سورۂ اخلاص ایک بار پڑھی گویا ایک تہائی قرآن کی اور جس نے پڑھی دو بار گویا پڑھی دو تہائیاں اور جس نے تین بار پڑھی گویا پڑھا کل قرآن اور جس نے دس بار پڑھی اللہ تعالیٰ بناتا ہے اس کے واسطے جنت کے بیچ یاقوت سرخ سے مکان۔

سیدنا حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص پڑھے "قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" اور بعد نماز فجر کے دس مرتبہ نہیں پہنچتا طرف اُس کے کوئی گناہ اور اگرچہ کوشش کرے شیطان۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے سورۃ اخلاص فرضوں کے بیچ پڑھی اللہ تعالیٰ نے اُس کو اور اُس کے والدین کو معاف کیا اور نام اُس کا دفتر بدبختوں سے مٹا دیا اور اُس کو نیک بختوں میں لکھا۔

قارئین کرام! رمضان المبارک کے تین عشروں میں بالترتیب یہ دعائیں خصوصاً مانگیں

پہلا عشرہ رحمت

"رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ"

یعنی اے میرے رب مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما بے شک تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔

دوسرا عشرہ مغفرت

"اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ"

میں اللہ سے تمام گناہوں کی بخشش مانگتا ہوں جو میرا رب ہے اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

تیسرا عشرہ نجات

"اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ"

یعنی اے اللہ بے شک تو معاف کرنے والا ہے معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس مجھے معاف کر دے۔

بشارتِ الٰہیہ اور تنبیہ

تفسیر کبیر کے مصنف حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب ہوتی ہے صبح لیلۃ القدر کی پکارتے ہیں حضرت جبریل کہ اے گروہ ملائکہ چلو چلو۔ وہ کہتے ہیں کہ اے جبریل اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ جو اُمتِ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اس شب کیا معاملہ کیا ہے۔ پس جبریل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف نظر رحمت

سے دیکھا اور اُن کو معاف کیا اور بخش دیا مگر چار اشخاص کو اُنھوں نے پوچھا وہ چار کون ہیں؟ کہا شرابی، والدین کا نافرمان، قطع رحمی کرنے والا اور کینہ رکھنے والا۔

تعیین شبِ قدر

❁ سید الاولین والآخرین سرکار رحمۃ للعالمین نے فرمایا شب قدر کو رمضان المبارک کی آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔یعنی اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں میں تلاش کرو۔(صحیحین)

❁ تفسیر روح البیان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور اکثر کا قول ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے۔

❁ مشکوٰۃ شریف میں ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حلفاً فرمایا کہ شب قدر رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہے۔اُس کی نشانی یہ ہے کہ شب قدر کی صبح سورج طلوع ہوتا ہے تو اُس میں شعاع نہیں ہوتی۔

❁ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں نے اپنی عمر میں دو بار شب قدر دیکھی ہے اور وہ ستائیسویں شب ہے۔

❁ حقائق حنفی میں مذکور ہے کہ لیلۃ القدر کے حروف نو (۹) ہیں اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے سورۂ قدر میں لیلۃ القدر کو تین جگہ ذکر فرمایا ہے پس کل حروف ستائیس (۲۷) ہوئے اور اُمت پر اخفا کا یہ بھید ہے کہ وہ کوشش کریں بیچ عبادت ہر شب رمضان کے اس کے ملنے کی اُمید پر جسے اخفا کیا وقت اجابت کا بیچ روزہ جمعہ کے۔اور صلوٰۃ الوسطیٰ کو بیچ صلوٰۃ خمسہ کے اور اسم اعظم کو بیچ اور اسموں کے اور رضا اللہ تعالیٰ کی بیچ اطاعت کے تاکہ لوگ ان سب میں رغبت اور کوشش کریں۔

دُعائے شب قدر

❁ اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے سرتاج صاحب معراج ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر پاؤں میں لیلۃ القدر کو تو کیا کہوں تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کہو

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

ترجمہ: اے اللہ بے شک تو معاف فرمانے والا ہے معافی دینے کو بھی پسند فرماتا ہے تو مجھے بھی معاف فرما دے۔

قارئین! اس کے ساتھ "یا غَفُوْرُ یا غَفُوْرُ یا غَفُوْرُ" بھی پڑھ لیں۔

خصوصی گزارش

قارئین کرام! آپ سب سے خصوصی گزارش ہے کہ آخرت کے توشہ کے حصول کے لیے آج رات خصوصاً تمام رات قرآن پاک کی تلاوت نوافل کی ادائیگی، صلوٰۃ التسبیح، توبہ استغفار پڑھنے میں گزار دیں۔نمازِ فجر پڑھنے سے قبل ہرگز نہ

سوئیں۔ شب قدر میں شب بیداری اِن شاء اللہ نجات اُخروی کا سبب ہوگی۔ نمازِ تہجد بھی ادا کریں اور کثرت سے ماوائے عاجزاں ملجائے بیکساں حبیب کردگار مدنی تاجدار سرکار ابد قرار احمد مختار شافع روز شمار آقائے نامدار محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ پر درود بھیجیں اور اُن کے وسیلہ سے دعا مانگیں۔ دُعا میں اپنی بخشش کے طلبگار ہوں اپنے کردہ ناکردہ سراً وعلانیاً غلطیوں، کوتاہیوں، لغزشوں، خطاؤں اور گناہوں سے رُو رُو کر توبہ کریں۔ ان قیمتی اوقات زریں لمحات میں اپنے لیے اپنے والدین عزیز واقارب اپنے پیرومرشد، ملک پاکستان، عالم اسلام اور ساتھ مجھ بندۂ حقیر و ناچیز و مسکین کے لیے بھی دعا کرنا ہرگز نہ بھولیے گا۔ اللہ پاک جزائے خیر دے۔ آمین ثم آمین

ایں دُعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

تمت بالخیر

"وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ"

دعا گو

پیر سید محمد ذوالفقار علی شاہ بُخاری
سجادہ نشین
دربار عالیہ حضرت پیر سید محمد شریف شاہ بُخاری نور اللہ مرقدہٗ
وبانی جامع مسجد جمال مصطفیٰ ﷺ بالمقابل گلی نمبر ۴
کوٹ خادم علی شاہ تحصیل وضلع ساہیوال
0301-4768003

حاجی پیر سید محمد ذوالفقار علی شاہ بُخاری (مدظلہ العالی)

کی دیگر کتب

(۱) گلدستہ حمد ونعت وگل قدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۲) گلفام خصائص وتخصیص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۳) گلشن ذکر وفکرِ عمل (نماز، وظائف وفضائل، حقوق، جنت، دوزخ اور غیبت وغیرہ)

(۴) گلستانِ ولایت: (خاندانی حالات وکرامات وشجرہ ہائے شریف اور مناقب)

(۵) گلزارِ عطر بیز (حمد ونعت کی ابتداء، میلاد شریف اور مصنف کی حمد ونعت)

(۶) گلہائے مشکبُو (دعا، نسبت، توسل، کراماتِ اولیاء، مسلک حنفی)

(۷) گل ریز منبع ولایت (سیرتِ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم)

(۸) یازدہ گلفشاں خطاباتِ پیر بُخاری